حدیث اور علومِ حدیث کی 1400 کتب کے تذکرہ اور 600 کے قریب مشہور محدثین کرام کے تعارف پر مشتمل

الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنّة المشرفة

ترجمہ بنام

تعارفِ محدثین و کتبِ محدثین

تالیف

شیخ الحدیث سید محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۱۳۴۵ھ)

ترجمہ و تقدیم

علامہ مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی حفظہ اللہ

نظر ثانی

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ

دارُ النّور

للتحقيق والتصنيف

حدیث اور علوم حدیث کی 1400 کتابوں کے تذکرے
اور 600 کے قریب مشہور محدثین کرام کے تعارف پر مشتمل

الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة

ترجمہ بنام

تعارف
محدثین وکتب محدثین

تالیف
شیخ الحدیث سید محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۱۳۴۵ھ)

ترجمہ وتقدیم
علامہ مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی حفظہ اللہ
(مدرس جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ، کراچی۔ المتخصص فی الفقہ الاسلامی، دار الافتاء النور)

نظر ثانی
شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ

ناشر
دار النور للتحقيق و التصنيف

نام کتاب	:	الرسالة المستطرفه لبیان مشهور کتب السنة المشرفة
ترجمہ بنام	:	تعارفِ محدثین وکتب محدثین
تالیف	:	شیخ الحدیث سید محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ وتقدیم	:	علامہ مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی حفظہ اللہ
نظر ثانی	:	شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ
ایڈیٹنگ	:	محبوب جیلانی
صفحات	:	392
طبع اول	:	محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/ اکتوبر 2016ء
تعداد	:	500
قیمت	:	روپے

ناشر

دار النور، للتحقیق و التصنیف

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

رابطہ: 021-32439799، 0321-3885445

website: www.ishaateislam.net

فہرست عنوانات

کتب مسانید

چند دیگر کتب کا مختصر تعارف 348

فتاوی پر مشتمل کُتُبِ احادیث 349

احادیث متواترہ کی کتابیں 351

حدیث پر مشتمل تفسیریں اور شروحات 352

کتبِ سیرت نبوی ﷺ 355

شانِ نبوت کی خصوصیات و امتیازات پر کتابیں 362

بسم الله الرحمن الرحیم

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

اھداء

اپنے پیر صاحب قبلہ امیر اہلسنّت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری تمت فیوضہ و أطال الله عمرہ کے نام، جن کی وجہ سے ہمیں امامِ اہلسنّت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن جیسی اعلیٰ علمی وروحانی شخصیت ملی ہے۔

اور اپنے والدین رحمہما اللہ تعالی کے نام، جن کی نیک خواہشات اور نیک تمناؤں کا نتیجہ ہے کہ آج میں اس راہ کا راہی ہوں۔

احقر عبدہ مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی

انتساب

میں اپنی اس ابتدائی کاوش کی نسبت اپنے تمام عزیز ترین بہن بھائیوں بالخصوص برادرِ اکبر لیکچرار ابو البنین محمد رمضان صاحب اور حضرت علامہ آفتاب رضا عطاری صاحب حفظہما اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جنہوں نے میری عمدہ پرورش کی اور میری تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی قصر نہیں چھوڑی۔

اور اپنے تمام اساتذہ کرام حفظہم اللہ کے طرف کرتا ہوں، جن کی شب و روز محنتوں، شفقتوں اور اثر خیز دعاؤں سے راقم الحروف ہر علمی میدان میں کامیاب ہوتا چلا جارہا ہے۔

طالبِ دعاء

مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی

کچھ باتیں، کچھ یادیں

تقریباً تین سال قبل جب میں دورہ حدیث کا طالبِ علم تھا، قبلہ شیخ الحدیث مفتی محمد حسان عطاری المدنی حفظہ اللہ نے کتاب: "الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة" کی اہمیت کے پیشِ نظر، اس کا ترجمہ کرنے کے لیے مجھے منتخب کیا اور میں نے اس کتاب کا ترجمہ بڑی عرق ریزی اور تیز رفتاری سے کرنا شروع کر دیا اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تعلیمی مصروفیات سے فارغ ہونے کے بعد، دارالحدیث میں رات گئے تک تنہا بیٹھ کر ترجمہ کیا کرتا تھا۔ دورۂ حدیث کی تعلیمی مصروفیات کے باوجود، اللہ کے فضل وکرم سے تقریباً پانچ ماہ کے اندر، 1434ھ بمطابق 2013م، 10 مضان المبارک کو رات 12 بجے "رسالہ مستطرفہ" کا ترجمہ مکمل کر لیا تھا لیکن منظر عام پر لانے میں بوجوہ تاخیر ہوگئی اور آج قارئین کرام کے ہاتھوں میں اگر یہ کتاب پہنچی تو یہ میرے علمی دوست محترم المقام خرم محمود قادری صاحب بارك الله فی علمه و تحقیقه کے بار بار اصرار کرنے اور میری ہمت وحوصلہ بڑھانے کی وجہ سے پہنچی اور انہی کے کہنے پر میں نے اس پر مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔

میری طرف سے "رسالہ مستطرفہ" پر ہونے والے کام

(1) مصنفِ رسالہ مستطرفہ سید محمد بن جعفر کتانی قدّس سرّہُ السامی کے حالاتِ زندگی سپردِ قرطاس کیے ہیں۔

(2) تعارفِ "رسالہ مستطرفہ" پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

(3) کتاب کے شروع میں "تدوینِ حدیث" کے عنوان سے مقدمہ لکھا ہے۔

(4) مقدمہ میں موجود آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ "ترجمۃ القرآن فی کنز الایمان" سے لیا گیا ہے۔

(5) مقدمہ میں موجود آیاتِ مقدسہ، احادیثِ مبارکہ اور دیگر عبارات کی جدید اصولوں کے مطابق تخریج کی گئی ہے۔

(6) آیات مبارکہ کو منقش بریکٹ ﴿......﴾ میں درج کیا ہے۔

(7) آیات مبارکہ کی تخریج کی ہے۔

(8) ہیڈنگ، نمبر شمار اور چیدہ چیدہ مقامات پر مفید حواشی بھی دیئے گئے ہیں۔

(9) رموز واوقاف کا خاص اہتمام کیا ہے۔

(10) عنوانات وموضوعات کی تفصیلی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ ایک ہی نظر میں کتاب کے مضامین کا علم ہو جائے اور مطالعہ کرنے والے آسانی سے اپنے مطلوب تک پہنچ سکیں۔

تلک عشرة كاملة

قارئین کرام اور اہلِ علم حضرات کو اس کام میں جو خوبیاں نظر آئیں، وہ اللہ جلَّ شانہ کی طرف سے ہیں اور جتنی غلطیاں اور خامیاں نظر آئیں، وہ میری نااہلی کے باعث ہیں۔

اللہ تعالیٰ میری اس ناچیز کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اپنے اس حقیر بندے کے لیے کفارۂ سیات، توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

خادمِ علم وعلماء: مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی

مدرس: جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ، باب المدینہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی: دار الافتاء النور

امام وخطیب: جامع مسجد الخیر، کلفٹن، بلاک 2

اِظہارِ تشکّر

میں اپنے اُن تمام کرم فرماؤں کو ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کے آغاز سے تکمیل تک کسی بھی طرح بالواسطہ یا بلا واسطہ میری مدد کی اور میرے دست و بازو بنے رہے۔

سب سے پہلے میں اپنے محسن جناب قبلہ شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب حفظہ اللہ کا تہِ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے نہایت قیمتی وقت میں سے بہت سے قیمتی لمحات ہماری نذر کیے اور انتہائی دل لگی سے ہمارے مقدمہ پر نظرِ ثانی فرما کر، کئی قابلِ اصلاح مقامات کی درستگی فرما کر اور پیشِ لفظ لکھ کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور اگر آج مجھے فتوی نویسی اور تحریر کے دو لفظ آتے ہیں تو قبلہ مفتی صاحب کی شفقتوں کا ثمر ہے۔

اس کے بعد اپنے تمام اساتذۂ کرام، مربّیان، قابلِ صد احترام خصوصاً علامہ ازہار عطاری المدنی (مصنفِ ازہار النحو)، علامہ عبد الرشید عطاری المدنی (اوّل الذکر دونوں قابلِ تحسین چراغ، درسِ نظامی میں میرے پہلے استاذ ہیں)، علامہ نعیم عطاری المدنی، علامہ خادم حسین شاہ رضوی، علامہ تصور عطاری المدنی، علامہ کبیر الدین عطاری المدنی، علامہ ثاقب عطاری المدنی (دار الافتاء اہل سنّت کے ناظمِ اعلیٰ)، علامہ احمد رضا پاکستانی عطاری المدنی، علامہ عمران عطاری المدنی، علامہ فہیم رضا عطاری المدنی (مدرسِ دورۂ حدیث اور جامعات المدینہ کے ناظمِ تعلیمات)، جامع المعقول والمنقول ابن داؤد علامہ عبد الواحد عطاری المدنی (مصنّفِ خلاصۃ النحو اور حضرت داخلِ نصاب تقریباً تمام کُتُبِ نحو پر اردو حاشیہ، عربی حاشیہ یا عربی شرح لکھ چکے ہیں بلکہ آپ نے ملا عبد الغفور کی بھی شرح بنام ملا عبد الواحد (غیر مطبوعہ)

بھی لکھی ہے) بابورضا مفتی احسن نوید نیازی صاحب، شیخ الحدیث والتفسیر علامہ احمد رضا شامی المدنی (شاملِ نصاب تفسیرِ بیضاوی پر عربی حاشیہ، الفوز الکبیر کی تعریب اور رسالہ: ''الزلال النقی'' کا ترجمہ وتسہیل، آپ کے عمدہ کام ہیں) شیخ الحدیث علامہ صدیق شامی المدنی (آپ نے شام سے تخصّص فی الحدیث کیا ہے)، علامہ محمود شاہ جیلانی، شیخ الحدیث مفتی محمد حسان عطاری المدنی (شیخ الحدیث جامعۃ المدینہ، کراچی اور صدر دار الافتاء کنز الایمان)، مفتی محمد شفیق عطاری المدنی (صدر دار الافتاء اقصی مسجد)، مفتی محمد سجاد عطاری المدنی (مفتی دعوتِ اسلامی، ماہرِ مسائلِ وقف اور افتاء مکتب کے رکن)، مفتی محمد سعید عطاری المدنی (ماہرِ علمِ میراث اور افتاء مکتب کے رکن)، علامہ آصف عطاری المدنی (آپ المدینۃ العلمیہ کے شعبہ اصلاحی کُتُب کے نگران ہیں اور متعدد تصانیف کے مصنّف ہیں) وغیرہم دامت بر کاتھم العالیة وأطال الله عمرھم اور اپنے ان تمام احباب ورُفقاء کا مشکور وممنون ہوں، جنہوں نے زندگی کے کسی بھی موڑ پر میری رہنمائی فرمائی۔

آخر میں ناشرِ کتاب جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے اراکین کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کیا نیز حافظ عرفان المانی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کو حسنِ صوری اور حسنِ معنوی سے آراستہ کیا ہے۔

اور یہاں اپنی اہلیہ ورفیقۂ حیات أطال الله عمرھا کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، جنہوں نے نہایت دلجمعی سے دیدہ زیب کمپوزنگ کی ہے اور میرے ہر علمی کام میں میرا ساتھ دیتی ہیں۔

اللہ عزّ وجلّ ان تمام کی کاوشیں اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول ومنظور فرمائے اور قارئین کو اس کتاب سے بھرپور طور پر استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ النبی الکریم الرء وف الرحیم علیه وعلی اٰله وأصحابه وأفضل الصلاة والتسلیم

خیر اندیش: مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی

تقریظِ جلیل

ازاستاذ العلماء حضرت علامہ ابنِ داؤد عبد الواحد عطاری حنفی نحوی حفظہ اللہ القوی

(صدر مدرس جامعۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، باب المدینہ)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الواحد العزیز علی تواتر آلائة والصلاة و السلام علی سید أنبیائه و علی آلِ سیدنا محمد و أصحابه المبلغین إلینا من أخباره و أحواله . أمّا بعد!

حضرت ابو عبداللہ سید محمد بن جعفر حسنی کتانی فاسی علیہ رحمۃ اللہ القوی، متوفی ۱۳۴۵ھ کی شہرۂ آفاق تالیفِ لطیف ''الرسالة المستطرفة'' جو حلقۂ علماء میں اور بالخصوص مشتغلین بالحدیث کے ہاں محتاجِ تعارف نہیں۔

اس کتاب مستطاب میں علامہ کتانی قدس سرہ النورانی نے ۱۴۰۰ کتبِ حدیث وعلومِ حدیث اور ۶۰۰ محدثینِ کرام کا مختصر اور جامع تعارف پیش کیا ہے، جو بلاشبہ شائقینِ حدیث وعلومِ حدیث کے لیے ایک بیش بہا بلکہ انمول خزانہ ہے اور اپنے اسمِ اوّل ''مالایسع المحدث جهله'' کا عین مصداق ہے۔

اصل کتاب عربی زبان میں ہے اور زیرِ نظر کتاب ''تعارفِ محدثین وکتب محدثین'' اسی کا خوبصورت اردو ترجمہ ہے، جو فاضل نوجوان حضرت مولانا مہتاب احمد رضوی عطاری مدنی کی بہترین اور لایقِ صد تحسین کاوش ہے۔

مترجم موصوف نے اس وقیع ترجمہ کے ساتھ ابتداء میں ایک مفصل اور شاندار مقدمہ کا بھی اضافہ کیا ہے، جس سے اس کتاب کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

اللہ کریم مؤلف ومترجم دونوں کو جزائے خیر عطا فرمایئے اور دامے دمے درھے قدمے سخنے قلمے کسی بھی طرح سے ان کی معاونت کرنے والوں اور تعاونوا علی البر والتقوی کا مصداق بننے والوں اور ان سب کے طفیل مجھ بے بضاعت وپر لجاجت کو دونوں جہان کی بھلائیاں عطا فرمایئے ۔آمین بجاہ النبی الامین.

العبد الضعیف المفتقر إلی رحمة ربه المقتدر

ابنِ داؤد عبدالواحد العطاری الحنفی عفی عنه

پیش لفظ

ازقبلہ حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ تعالی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

علوم اسلامیہ میں قرآن کریم کے بعد حدیث شریف کا درجہ ہے، احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء کا ذخیرہ بہت وسیع ہے؛ لہذا کتابتِ حدیث کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ مبارکہ سے بھی ملتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کے ''باب کتابة العلم'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے حدیث شریف لکھنے کا تذکرہ ہے، اسی طرح دیگر صحابہ کرام سے بھی حدیث شریف لکھنا مروی ہے پھر عہدِ تابعین میں کتابتِ حدیث کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی کے دور میں حدیث شریف کی تدوین پر سرکاری حکم نامے کے تحت توجہ دی گئی پھر جنہوں نے باقاعدہ تدوینِ حدیث کا کام شروع کیا، وہ ابنِ شہاب زہری رحمہ اللہ تعالی ہیں۔ اس طرح تدوینِ تالیفِ حدیث کا سلسلہ شروع ہوگیا؛ اس لئے جب سے تدوین حدیث کا کام شروع ہوا محدّثین کرام نے کُتُبِ احادیث کی تالیف کی طرف توجہ دی اور ایک طویل عرصے تک اس پر کام جاری وساری رہا، ساتھ ہی ساتھ اسماءِ رجال پر بھی کام ہوتا رہا اور اُصولِ حدیث جیسے موضوع پر بھی کام ہوا۔ اس طرح حدیث نبوی کے متعلق کُتب کا بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا پھر محدّثین کرام اور اُن کی تالیفات کے بارے میں آگاہی کی ضرورت پیش آئی، جس طرح حدیث کی فنی حیثیت کا اندازہ راوی کی حیثیت سے لگایا جاتا ہے اسی طرح کُتب حدیث کے مقام کا اندازہ اُن کے مؤلّف کی حیثیت سے ہوتا ہے، لہذا ضروری ہوا کہ اس کے بارے میں تحریری کام ہو اسی ضرورت کے پیش نظر علماء عظام نے اس طرف توجہ فرمائی

اور اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور بعد والوں کے لئے آسانیاں فراہم کر گئے اُن میں سے ایک علامہ ابو عبد اللہ سید محمد بن جعفر کتانی فاسی متوفی ۱۳۴۵ھ بھی ہیں آپ کی تالیف: "الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة" زمانۂ تالیف سے لے کر مشہور و متداول ہے اور اس فن میں بے نظیر ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس میں چودہ سو (۱۴۰۰) کتبِ احادیث کا تذکرہ کیا اور چھ سو (۶۰۰) مشہور محدثین کے تراجم و تعارف پیش کئے۔

یہ مشہور کتاب اب تک عربی زبان میں تھی اور اردو طبقہ کے لیے اس کے اردو زبان میں ترجمہ کی ضرورت پیش آ گئی تو اللہ تعالی کے کرم سے اس عظیم کام کی سعادت علامہ مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی کے حصے میں آئی، جنہوں نے یہ کام اپنے استاد شیخ الحدیث مفتی حسان رضا عطاری المدنی مدظلہ کی تحریک پر شروع کیا، جواب پایہ تکمیل کو پہنچا۔

موصوف اچھے عالمِ دین، بہترین مدرس اور مترجم ہیں اور کچھ عرصہ سے فتوی نویسی کے سلسلہ میں مجھ سے بھی نسبت رکھتے ہیں۔ کسی بھی سوال کا جواب لکھنے میں بڑی محنت کرتے ہیں اور موصوف نے اس کتاب کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر ایک مبسوط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل موصوف کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کے معاونین کی معاونت پر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور موصف کے علم میں بہت بہت برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

علامہ کتانی علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات

(1274-1345ھ/1857-1927م)

نام ونسب

کنیت: ابوعبداللہ، نام: سید محمد بن جعفر بن ادریس بن محمد الزمزمی بن فضیل بن عربی بن محمد بن علی کتانی حسنی فاسی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مغرب کے مشہور شہر ''شہرِ فاس'' میں رہنے کی وجہ سے ''فاسی'' کہلاتے ہیں اور شہرِ فاس کے ساداتِ کرام کے اعلیٰ علمی کتانی خاندان کے فرد ہونے کی وجہ سے ''کتانی'' کہلاتے ہیں اور حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے ''حَسَنی'' کہلانے کا شرف بھی رکھتے ہیں۔آپ مُفسّر، فقیہ، مُحدّث، صوفی، مُورّخ اور بہترین نسب دان ہیں۔

ولادت باسعادت

علامہ کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت 1274ہجری بمطابق 1857 عیسوی کو فاس شہر میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت

تمام علوم وفنون کی تعلیم اپنے خاندان میں ہی حاصل کی، 18 سال کی عمر میں تحصیل علم کے بعد مشائخ اور بڑے علماء کے مشکل ترین امتحان کے بعد خانقاہِ کتانیہ میں تدریس شروع کی اور 20 سال کی عمر میں ''فاس'' کی سب سے بڑی مسجد قرویین میں تدریس کی ابتداء کی، جہاں اپنے والد صاحب کی نگرانی میں تقریباً سب ہی علوم وفنون کی متعدّد کتابیں پڑھاتے۔

حجاز اور عرب ممالک کے طویل مدت پر مشتمل دو سفر کیے۔ 1332ھ کو اپنے اہلِ خانہ سمیت مدینہ منورہ کے لیے وطن سے نکلے اور 1338ھ تک یعنی چھ سال وہاں قیام کیا۔

پھر وہاں سے دمشق چلے آئے، جہاں 1345ھ تک یعنی سات سال قیام کیا۔ اس کے بعد پھر اپنے وطن واپس آ گئے۔

درس وتدریس

مصنف کے پاس جس حد تک علم تھا، اس کا اگر ان کی تالیفات کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو کافی تفاوت ہے یعنی ان کے پاس جتنی معلومات تھیں، اتنی تالیفات نہیں چھوڑیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مصنف نے اپنی اصل توجہ اور کمال تصنیف پر مرکوز کرنے کی بجائے تدریس وتعلیم اور شاگرد بنانے پر رکھی بڑے بڑے قابل شاگرد اور علماء پیدا کیے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب، بلادِ عرب اور حجاز میں ان کے تلامذہ کی ایک بڑی تعداد پیدا ہوئی۔ جن میں بڑے بڑے نامی گرامی اور محقق علماء شامل ہیں۔

اس لحاظ سے مصنف کی زندگی میں ان کے تدریسی پہلو کو خاص اہمیت حاصل ہے، ذیل میں اس کا تفصیلی ذکر کیا جا رہا ہے:

پیچھے اشارۃ آ چکا ہے کہ مصنف کی عمر ابھی اٹھارہ سال نہیں ہوئی تھی کہ تمام مروّجہ اور متداول علوم کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد بڑے بڑے مشائخ اور علماء نے ان کا علمی امتحان لیا، جس میں پوری جانچ پرکھ کے بعد انہوں نے کتانی خاندان کی معروف خانقاہِ کتانیہ میں تدریس کے لئے منتخب کیا، ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ عالم اسلام کی بڑی جامعہ ''جامع القرویین'' میں آپ کو مَسندِ تدریس مل گئی، جہاں مصنف نے اپنے والد صاحب کی نگرانی میں علمِ کلام، علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ اُصولِ حدیث، علمِ اُصولِ فقہ، علمِ سیرۃ، علمِ نحو، علمِ لغت، علمِ صرف، علمِ معانی، علمِ بیان، علمِ سلوک اور علمِ

تصوّف جیسے علوم کی متعدّد کتابوں کی تدریس کی۔

مصنف کی تدریس کی عمدگی اور خوبی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے دروس میں لوگوں کا اتنا ہجوم ہوتا تھا کہ جامع قرویین اتنی وسیع ہونے کے باوجود تنگ پڑ جاتی تھی۔

اسی طرح جب مصنف نے مشرقی ممالک یعنی حجاز وعرب کا سفر کیا تو وہاں بھی ہجوم کی صورت یہی ہوتی تھی،۔ مصنف نے حرمین شریفین اور دمشق وغیرہ میں تدریس کا اسی پابندی سے سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے علاوہ اپنے گھر پر بھی یہ سلسلہ جاری رکھا، جہاں مختلف اوقات میں طلبہ آکر مستفید ہوتے تھے۔ مصنف کے مختلف شاگردوں نے ان کے اسباق اور تدریس کا اندازہ کچھ یوں نقل کیا ہے:

مسائل کو واضح کرنے میں مصنف کا انداز اجتہادی شان کا ہوتا تھا، جس فن کا بھی مسئلہ ہوتا، اسے پورے مَا لَهُ و مَا عَلَيه کے ساتھ بیان کرتے پھر اس مسئلہ سے متعلق تمام اقوال مع دلائل کو ذکر کرتے پھر دلائل میں قوت وضعف کے حوالے سے ترجیح قائم کرتے، ایسا نہ ہوتا تھا کہ کوئی طالب علم ان کے سامنے آئے اور ان کے بیان کردہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر اُصول وفروغ کے لحاظ سے اسے پوری بصیرت حاصل نہ ہو۔

جب آپ علیہ الرحمۃ نے مغرب واپس آنے کے بعد جامع القرویین میں ''مسند احمد بن حنبل'' کا درس شروع کیا تو گویا علوم حدیث وفقہ کا ایک موسوعہ کھل جاتا تھا، ہر ہر حدیث پر رجال، سند، جرح وتعدیل، متن، فقہی وحدیثی نظر، تعارض وتطبیق اور ترجیح کے حوالے سے پورا پورا کلام کرتے تھے، اسی وجہ سے جامع القرویین اتنی وسیع وعریض ہونے کے باوجود کم پڑ جاتی تھی۔

آپ علیہ الرحمۃ کے بارے میں عظیم محدّثین واکابر علماءِ کی آراء

مصنّف کے معاصر عالم، مغرب کے عظیم محدث، شیخ بدرالدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ آپ

کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ کی قسم: أَنَا مَا رَأیتُ و لا سَمِعتُ بمثلِ هذا الرَّجل یعنی، میں نے ان جیسا صاحبِ علم وفضل نہ دیکھا اور نہ سنا۔

اور علماءِ مغرب میں سے ایک عالم آپ کی شان میں کہتے ہیں: اللہ کی قسم: ما عهدناك فعلت خلاف الأُولی مُنذ طفولنتكَ إلی أن اختاركَ مَولاك۔ یعنی، ہم نے بچپن سے وصال تک آپ (سید محمد الکتانی صاحب) کو خلافِ اَولی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

شیخ غماری کے ہاں مصنّف کا مقام

عالم اسلام کے عظیم محدّث شیخ ابو الفضل عبداللہ صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ، مصنّف سے اپنی ملاقات اور زیارت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میری زندگی کی ایک عظیم نیکی یہ ہے کہ میں نے ان کی زیارت کا شرف پایا ہے۔ بڑی طویل مدت کے بعد علامہ، محدّث، ولی، عالم سیدی محمد بن جعفر الکتانی اپنے وطن فاس تشریف لائے لوگوں نے بڑھ چڑھ کران کا استقبال کیا، ان کی زیارت کے لئے تمام لوگ اُمڈ آئے اور ان کی واپسی کی مبارک بادیں دینے لگے اور وہ دن عید کا سماں تھا۔ میں نے بھی ان کی زیارت کی، اس سے پہلے بھی میرا ان کے پاس آنا جانا تھا۔ مجھے چارپائی پر اپنے ساتھ بٹھاتے، کھانا کھلاتے اور بعض اوقات اپنے مبارک ہاتھ سے بھی لقمہ کھلاتے، میرے والد گرامی اور ان کے درمیان بڑی محبت کا رشتہ تھا، حتی کہ جب رمضان المبارک ١٣٤٥ھ میں ان کا وصال ہوا تو میں طنجہ میں تھا تو میرے والد گرامی بہت روئے اور ان کی جدائی پر غمگین ہوئے اور اس کا اثر ان پر کافی مدت رہا میں اپنی زندگی کی عظیم نیکیوں میں سے یہ شمار کرتا ہوں کہ مجھے ان دو عظیم اماموں کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ جن کی نظیر ہمارے دور بلکہ اس سے پہلے بھی نہیں ملتی، نہ علم میں نہ ورع میں، اور نہ ولایت و کردار میں، اللہ تعالی ان سے راضی ہو اور ان کی رضا سے ہمیں بھی نفع مند فرمائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

حضرت امام سید محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۳۴۵ھ نے متعدد کُتُب لکھی ہیں۔ بعض کُتُبِ تراجم میں ان کی تعداد ساٹھ (٦٠) سے زیادہ اور بعض میں اسی (٨٠) سے زیادہ بتائی گئی نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوّف، عقائد، تاریخ اور ادب جیسے اعلیٰ موضوعات پر گرانقدر علمی تصانیف چھوڑی ہیں۔ اُن کُتُب کی فہرست درج ذیل ہے:

علمِ حدیث

١۔ الرسالة المستطرفة (کتابِ ھذا، جس کا ترجمہ آپ کے پیشِ نظر ہے)

٢۔ سفاء الا سقام۔

٣۔ بلوغ المرام والقصد۔

٤۔ النظم المتناثر فی الحدیث المتواتر۔

٥۔ اسعاف الراغب۔

٦۔ نیل المنی والسول بمعراج الرسول۔

٧۔ الدّعامة فی احکام العمامة۔

٨۔ الأ قاویل المفصلة ببیان حدیث البسملة۔

٩۔ الیمن والا سعاد بمولد خیر العباد ۔

١٠۔ تعجیل البشارة للعامل بالا ستخارة۔ (مصنّف فرماتے ہیں، یہ میری پہلی تصنیف ہے)

١١۔ رسالة فی تکلمه علیه الصلوة والسلام بغیر اللغة العربیة۔

١٢۔ رسالة فیما لا یسمع المحدّث جهله ۔

۱۳۔ شرح ختم موطا مالك ۔

۱٤۔ شرح ختم صحيح البخارى ۔

۱٥۔ شرح ختم صحيح مسلم ۔

۱٦۔ شرح ختم الشمائل النبوية۔

۱۷۔ شرح ختم أول ترجمة من جامع الترمذى

۱۸۔ تخريج أحاديث الشهاب القضاعى(نامكمل)۔

۱۹۔ مسلسلات حديشية أولى۔

۲۰۔ مسلسلات حديشية ثانية۔

۲۱۔ إجازة فى أسانيد الكتب السّتّ وغيرها فى كراستين ۔

۲۲۔ إجازة فى تراجم شباخ له۔

۲۳۔ إجازة فيها عدة فهارس۔

علم فقہ

۱۔ سلوك السبيل الواضح لبيان أن القبضة فى الصّلوات كلها مشهود و راجع۔

۲۔ إرشاد العلوم لمابه العمل بالصيام ۔

۳۔ رفع الملا مة ودفع الاعتساف عن المالكى إذابسمل فى الفريضة خروجاً من الخلاف ۔

٤۔ رسالة فى ليس الحرير ۔

٥۔ رسالة فى حكم الساعات الذهبية ۔

٦۔ رسالة فى أقوال الفقهاء فى الحرير۔

۷۔ حاشية فى شرح سياده الصغير للمر شد المعين (نامکمل)

۸۔ حاشیة فی شرح الجامع المنسوب لخلیل التّاودی۔

۹۔ رسالة فی حکم صلوة الجمعة لمن سافردون مسافة القصر۔

۱۰۔ رسالة فی أحکام نسویة الحیض وغیره۔

۱۱۔ رسالة فیما یعمله المقیم ببلد لا ینقطع عنها الغیم فی أکثر الأوقات بحیث لا یتأتی فیها رویة الهلال۔

۱۲۔ رسالة فی حکم السّیادة فی الاسم النّبوی۔

۱۳۔ رسالة فی حکم الخزو حقیقته وحکم مالیس به الخز مما خلط فیه الحریر بغیره۔

۱٤۔ رسالة فی مسائل خمس متعلقة بالعید۔

۱۵۔ رسالة فی مسائل ثلاث متعلقة بالعید۔

مواعظ ونصائح

۱۔ النّصیحة فی دعوة المسلمین للجهاد۔

۲۔ إرشاد المالك لمایجب علیه من مورساة الهالك۔

علم تاریخ

۱۔ الأزهار العاطرة الا نفاس فی مناقب إدریس بن إدریس بانی فاس۔

۲۔ سلوة الانفاس فی أعیان فاس۔

۳۔ الرحلة السّامیة لمصر و الاسکندریة والحجازو البلاد الشّامیّة۔

٤۔ النبذة فی تاریخ العائلة الکتانیة۔

علم تفسیر

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔ ”لَیْسَ الْبِرّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ“ کی تفسیر میں رسالہ۔

۲۔ سورۃ الاخلاص اور معوّذ تین کی تفسیر۔

۳۔ آیۂ کریمہ "اِنَّما یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ" کی تفسیر میں مستقل رسالہ۔

علم تصوف

۱۔ نصره ذوى العرفان فيما احد ثوه لذكر الهليلة من الطبوع والا لحان۔

۲۔ شرح على دلائل الخيرات (نامکمل)

۳۔ للعارف بالله الحاج المفضل البقالى فى طريقة للخاصة الخاصة۔

٤۔ رسالة فى البسملة على طريق الاشارة إلى الجناب المحمدى۔

٥۔ رسالة فى مسائل متعلقة بسلب الإ رادة۔

٦۔ رسالة فى الختم المحمدى۔

٧۔ جلاء القلوب فى العلم المحمدى ۔(۳مجلدات)

اس کے بارے میں مصنّف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس موضوع پر ایسی مفید اور جامع کتاب اس سے پہلے تحریری شکل میں میری نظر سے نہیں گزری"۔

علم عقائد

البيان لمايرجع الأحوال المكلّفين فى عقائد الإيمان ۔

علم الاجتماع

۱۔ نصيحة أهل الاسلام بما يدفع عنهم داء الكفرة اللّئام۔

۲۔ رسالة فى حكم الاحتماء بالنّصارى۔

۳۔ رسالة فى آداب الدّخول بالزّوجة۔

٤۔ رسالة فى وُجوب تناصر المسلمين على أعد ائهم الكافرين۔

۵۔ رسالة فی تعاطی الاعشاب الخبيثة۔

٦۔ اعلان الحجة وإقامة البرهان علی منع ماعِم و نشامن استعمال الدخان۔

علم الادب

١۔ شرح كتاب للسلطان مولای المحمدالعلوی رحمة الله تعالی۔

٢۔ مجموعة خطب (یہ جامع ابوالجنود میں دیے گئے خطبوں کا مجموعہ ہے)

٣۔ مجموعة رسائل السروية واجتماعية سائلاً فيها أو مجيباً۔

(مکاتیب کا مجموعہ، جو علمی ومعاشرتی مسائل کے حوالے سے اہلِ خاندان ،تلامذہ طلباء اور عقیدت مند علماء کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے۔اس مجموعہ میں اور سلطان عبدالحفیظ العلوی، الامیر محمد بن عبدالکریم الخطابی، ملک عبدالعزیز آل سعود اور امیر احمد الشریف السنوی وغیرہم کے مابین ہونے والی تحریری مراسلت بھی شامل ہیں۔

وصالِ پُرمَلال

1345 ہجری بمطابق 1927 عیسوی کو یہ چمکتا ہوا سورج داعی اجل کو لبیک کہہ کر غروب ہوگیا۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالی مصنّف اور مترجم دونوں کو اس عمل مفید پر اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت کی سرشاریاں عطا فرمائے۔ میلاد النبی ﷺ کی بہار کی برکت سے ہم سب کے ایمان کو بہار نصیب کرے۔آمین۔

مصنّف کے حالات کی مزید تفصیل جاننے کے لیے درجہ ذیل کُتُب کی طرف رجوع کیجیے۔ہم نے بھی انہی سے استفادہ کیا ہے۔

ا۔ شجرة النّور الزّكية لمخلوف 1/ 619، رقم: 1719

۲۔ فهرس الفهارس لعبد الحی الکتانی، 1/515۔ 518
۳۔ معجم الشیوخ لعبد الحفیظ الفاسی 1/64، رقم: 23
٤۔ إتحاف المطالع، 2/ 444
٥۔ معجم المطبوعات المغربية، للقيطونی، 301-300، رقم:678
٦۔ معجم المطبوعات ليوسف سركيس، 1545
۷۔ الأعلام، للزركلی،6/73-72
۸۔ الأعلام الشرقية، 1/367، رقم: 472
۹۔ اعلام المغرب فی القرن الرابع عشر 64
۱۰۔ موسوعة أعلام المغرب 8/2964-2961
۱۱۔ معلمة المغرب 20/6762
۱۲۔ نيل المراد فی معرفة رجال الإسناد، للعلامة الحجوجی 1/40-28
۱۳۔ قدم الرسوخ، للعلامة سيدی أحمد سكيرج رقم الترجمة، 10
۱٤۔ عمدة الراوين فی تاريخ تيطاوين للرهونی 9/383
۱٥۔ معجم المؤلّفين، 9/150
۱٦۔ جامع القرويين لعبد الهادی التازی 3/819، رقم: 225
۱۷۔ المعجم الوجيز، لأحمد بن الصديق، 27-26
۱۸۔ سهل التوفيق فی ترجمة عبد الله بن الصديق،20
۱۹۔ مختصر العروة الوثقى، للحجوی 14، رقم: 59
۲۰۔ مقدمة جلاء القلوب فی العلم المحمدی لمحمد بن جعفر الكتانی
۲۱۔ وصف جامع لدروس محمد بن جعفر الكتانی
۲۲۔ مقدمة الرسالة المستطرفة

مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی

مقدمہ از مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ، أَمَّا بَعْد!

تمام ادیانِ دنیا میں دینِ اسلام ہی وہ دین ہے، جس نے اپنے ہر ماننے والے کے لیے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ سب سے پہلی وحی، جو رسولِ کائنات ﷺ پر غارِ حرا میں نازل ہوئی، اس کا پہلا لفظ یہی ہے: " اِقْرَأْ " (پڑھو) یعنی علم حاصل کرو۔ پہلی وحی میں اللہ جلّ وعلا ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسٰنَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾ (۱)

پڑھو اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا فرمایا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا پڑھنا سیکھایا۔ آدمی کو سکھا دیا جو نہ جانتا تھا۔ (کنز الایمان)

دیکھیے! آیتِ کریمہ کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام میں تعلیم کس قدر ضروری ہے۔

اور علم حاصل کرنے کا حکم دینے کے بعد قرآن نے دیگر جگہ علم حاصل کرنے والوں کی عظمت اور علم حاصل نہ کرنے والوں کی سخت مذمت بیان فرمائی۔ صاف صاف الفاظ میں فرما دیا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے، ارشاد فرمایا:

﴿هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (۲)

۱۔ سورۃ العلق، آیت: ۱۔۵

۲۔ سورۃ الزمر، آیت: ۹

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔(کنز الایمان)

نیز ایک مسلمان کو سچا اور پختہ مسلمان ہونے کے لیے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ (۳)

یعنی، علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرضِ عین ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

أُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ (۴)

یعنی، علم حاصل کرو اگرچہ تمہیں اس کے لیے چین جانا پڑے۔

اور مفسرِ قرآن علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں:

أُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ (۵)

یعنی، علم حاصل کرو پیدائش سے لے کر قبر میں جانے تک۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ حدیثِ پاک میں جس علم کا حاصل کرنا مرد و عورت پر فرض قرار دیا گیا، وہ صرف علمِ شریعت اور علمِ دین ہے۔ باقی علوم کا حاصل کرنا فرض کا درجہ نہیں رکھتے۔

اسی حدیثِ کریمہ کے تحت علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۰۳۱ھ لکھتے ہیں:

(أراد به) ما لا مندوحة له عن تعلمه كمعرفة الصانع و نبوة رسله و كيفية الصلاة و نحوها فان تعلمه فرض عين (٦)

۳۔ سنن ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضل العلماء، الحديث:٢٢٤، ١/١٤٦، مطبوعة: دار المعرفة، الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م

٤۔ الجامع الصغير، الحديث: ١/٢٨٣٢

٥۔ روح البيان، الجزء الخامس عشر، سورة الكهف، تحت الآية:٦٦، ٥/٢٧٤، مطبوعة: كوئٹه

٦۔ فيض القدير شرح الجامع الصغير، الباب: حرف الطاء، ٤/٦٦٥، مطبوعة: المكتبة التجارية، مصر

یعنی، اس سے مراد وہ علم ہے جس کے سیکھنا ضروری ہے، مثلاً: اللہ کی معرفت، نبوتِ رُسُل اور کیفیتِ نماز کی معرفت وغیرہ کیونکہ اُن باتوں کا سیکھنا فرضِ عین ہے۔

اسی علم کی ایک شاخ ''علمِ حدیث'' ہے۔

تدوینِ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تعلیم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عام سیاست (۷) کے جوثمرات معرضِ وجود میں آئے، وہ ایک مستقل وسیع باب ہے لیکن یہاں ہمیں تدوینِ حدیث کے مسئلہ پر ہی خاص گفتگو کرنی ہے۔

علمِ حدیث کی ضرورت واہمیت

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ دینِ اسلام کی بنیاد قرآنِ پاک واحادیثِ مبارکہ پر ہے اور احادیثِ مبارکہ کے انکار کے بعد دعوئ ایمان باطل ہے کیونکہ قرآنِ مجید نے ایک نہیں، کئی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۸)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واجب ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ اور رسول کے مابین فرق کرنے والوں کو صاف صاف سنا دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا﴾ (۹)

۷۔ اس بارے میں دیکھیے "عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ تعلیم"، ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۴۱ء

۸۔ سورۃ النساء، آیت: ۸۰

۹۔ سورۃ النساء، آیت: ۵۱

ترجمہ: کیا تم نے وہ نہ دیکھے جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے ہیں بت اور شیطان پر اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ پر ہیں۔ (کنز الایمان)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واجبُ الاتباع نہ ماننے کا مطلب، ان آیتوں کا انکار ہے اور قرآنِ مجید کی کسی ایک آیت کا انکار پورے قرآن کا انکار ہے۔

مصنّفِ "الرسالة المستطرفة"، محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۳۴۵ھ علمِ حدیث کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں یقیناً وہ علم جو ہر ارادہ رکھنے والے کے لیے ضروری ہے اور ہر عالم وعابد کو اس کی ضرورت پڑتی ہے، وہ یہی علمِ حدیث وسنت ہے یعنی جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لیے مشروع ومسنون قرار دیا۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی اشعار نقل کیے ہیں، جن کا ترجمہ ہے: نبی کا دین اور شریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں اور یہ وہ عظیم علم ہے، جس کی پیروی کی جاتی ہے جو اس میں اور اس کی نشر واشاعت میں مشغول ہو اس کے نشانات مخلوق میں باقی رہتے ہیں۔

یاد رہے کہ بہت سے احکامِ شریعیہ وہ ہیں جو قرآن میں مذکور نہیں، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے واجب العمل قرار پائے، مثلاً: نمازِ پنجگانہ کے لیے اذان، نماز، جنازہ، اور جمعہ وعیدین کا خطبہ وغیرہ۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے احکام اور احادیث کے احکام ایک ہی حکم میں ہیں، ارشادِ خداوندی ہے:

﴿اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا﴾ (۱۰)

ترجمہ: جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں۔ (کنز الایمان)

اور ہونا بھی یہ ہی چاہیے کیونکہ فرمانِ خدا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ذریعہ سے پہنچتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں فرق صرف اس قدر ہے کہ قرآن کا مضمون اور کلمات وحی سے

۱۰۔ سورة الاحزاب، آیت: ۳۶۱

آئے اور حدیث کا مضمون تو وحی سے آیا مگر کلمات حضور علیہ السلام کے ہیں۔ اسی لیے حدیث کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی، ہاں اب اگر یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس پر سارے احکام، قرآن کے جاری ہوں گے، مثلاً: نماز، زکوۃ، وغیرہ کا ثبوت قرآن سے ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح نماز کے اوقات، اس کی تعداد، اس کی رکعتیں، زکوۃ کا نصاب، ادا کا طریقہ، روزے کے فرائض اور طریقہ حج و ارکانِ حج ان سب کا ثبوت احادیث سے ہے اور ان کا انکار بھی کفر ہے تو شمس و اَمس سے بھی زیادہ واضح ہو گیا کہ قرآن کے احکام اور احادیث کے احکام ایک ہی حکم میں ہیں، لہذا ماننا پڑھے گا کہ احادیث دین میں ضروری ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کے مکمل ضابطۂ حیات ہونے کی حیثیت سے تفہیم وادراک اور اسے اعتقاداً وعملاً اپنانے کے لیے قرآنِ مجید اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان دونوں سے اعتقادی اور عملی مسائل واحکام کے چشمے پھوٹتے ہیں، اسی وجہ سے دونوں کے احکام کو اسلامی شریعت کا بنیادی مصدر ومنبع ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ قرآنِ مجید ان احکام کا اجمال اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ، ان کی تفصیل وتوضیح اور شارح وترجمان ہیں یعنی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

تو ثابت ہو گیا کہ احادیثِ مبارکہ کی اس قدر اہمیت ہے کہ ان کے انکار کے بعد دعویٰ اسلام باطل محض ہے اور منکرِ احادیث، خارج از اسلام ہے۔

حدیث کیا ہے؟

حدیثِ نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات تینوں شامل ہیں۔ انہی کا تذکرہ کُتبِ احادیث میں ہوتا ہے۔ تقریر سے مراد یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی فعل کیا یا کچھ کہا اور حضور نے سکوت اختیار فرما کر اُسے برقرار رکھا۔

کتابتِ حدیث کا آغاز

مصنّفِ کتاب سید، محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ ،متوفی ۱۳۴۵ ھ نے اپنی اسی کتاب "الرسالة المستطرفة " (جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے) کی ابتداء میں علمِ حدیث کی بابت ایک مقدمہ لکھا ہے۔جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتابتِ حدیث کے سلسلہ میں عہدِ رسالت وعہدِ صحابہ کا کوئی خاص تذکرہ نہیں کیا ،صرف عہدِ تابعین کا ذکر، خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کیا ہے جبکہ کتابتِ حدیث کے سلسلہ میں حقیقت یہ ہے کہ عہدِ رسالت سے ہی کتابتِ حدیث کا آغاز ہو گیا تھا کما سیأتی (اس بارے میں تفصیل آگے آ رہی ہے)،البتہ عہدِ رسالت وعہدِ صحابہ میں کتابتِ حدیث کا طریقہ یہ تھا کہ جس صحابی نے جن سے جو حدیث جب سنی لکھ لی، با قاعدہ تدوینِ حدیث کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ ہاں! با قاعدہ تدوینِ حدیث کا آغاز عہدِ تابعین میں ہوا ہے اوراس بنیادی اوراہم کام کا بیڑا خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اوراحادیث کی تدوین کا کام بلند پیمانے پر شروع فرمایا۔

عہدِ رسالت میں کتابتِ حدیث

حضرت عبد اللہ عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کئی احادیث لکھی ہیں،ان کے مجموعہ کا نام "الصحیفة الصادقة" تھا۔

چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۶ھ نے وہب بن مُنَبّہ سے روایت کی ہے، وہ اپنے بھائی ہمّام سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

يَقُولُ:مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ

يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ۔ (۱۱)

یعنی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مجھ سے زیادہ بیان کرنے والا کوئی نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھا کرتا تھا۔

احادیث کا ایک مجموعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی لکھا تھا۔ (ایضاً)

صرف یہ ہی نہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ تو احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، زبانِ اقدس سے سن کر لکھنے کے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا بھی دیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان يملى الحديث حتى اذا كثر عليه الناس جاء بمجمال من كتب ألقاها قال هذه أحاديث سمعتها و كتبتها عن رسول الله وعرضتها عليه۔ (۱۲)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ حدیث لکھوایا کرتے تھے، جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو وہ کتابوں کا صحیفہ لے کر آئے اور لوگوں کے سامنے رکھ کر فرمایا: یہ وہ احادیث ہیں جنہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنا بھی دی ہیں۔

اس کے علاوہ بیشمار احکام کے بارے میں ثبوت ملتا ہے کہ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائے۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی حقوق اور حُرمتِ

۱۱۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم، رقم الحدیث:۱۱۳، مطبوعہ:دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، الطبعه الثانیه :۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹م

۱۲۔ نزهة القاری شرح صحیح البخاری بحواله تفسیر العلم، مقدمه، ۱/۶۸،مطبوعه: فرید بك سٹال، الطبعة الثانی ۱۴۲۷ھ ۲۰۰۷م

مکہ کے متعلق احکام بیان فرمائے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اليَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ (الشاةِ) (۱۳)

یعنی: اس پر ایک یمنی باشندے نے عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ احکام لکھ کر عنایت فرمادیں، حضورنبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ احکام ابوشاہ کے لیے قلمبند کرو۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائلِ زکوٰۃ کے متعلق لکھوئے گئے مجموعہ کا اسمِ مبارک "كتاب الصدقة" تھا۔ چنانچہ سُنَنِ اَبی داوٗد میں ہے:

كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إِلَى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ، فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهِ، فَعَمِلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ۔ (۱٤)

یعنی، حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے متعلق مسائل کوایک جگہ لکھوایا، جس کا نام "كتاب الصدقه" تھا مگر عُمال وحُکام تک اسے روانہ نہ فرما سکے اور وصال ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اسی کے مطابق زکوۃ وصول کرنے کا حکم جاری فرمایا اور اسی کے مطابق وصول ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات نگار

صدقات لکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

۱۳۔ صحيح بخاری، كتاب العلم، باب كتابة العلم، رقم الحديث: ۱۱۲، مطبوعه: دار السلام للنشرو التوزيع، رياض، طبعه ثانيه: ۱٤۱۹ھ۔ ۱۹۹۹م

۱٤۔ سنن أبی داؤد، كتاب الزكوة، باب فی زكوة السائمة، ۲/٦۷۷، رقم الحديث: ۱٥٦۸، مطبوعه: دار الحديث، قاهره، طبعه ثانيه: ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

تھے، اگر یہ نہ ہوتے تو حضرت جہم بن صلت اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما یہ خدمت سرانجام دیتے تھے۔ حضرت ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی 852ھ نے اپنی کتاب "التلخیص الخبیر" میں قُضاعی کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

و كان الزبير وجهم يكتبان أموال الصدقات (١٥)

یعنی، حضرت جہم اور زبیر رضی اللہ عنہما صدقات کے اموال لکھا کرتے تھے۔

اور "الاصابة" میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی 852ھ نے حضرت جہم بن سعد رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں کہا ہے کہ علامہ قضاعی نے ان کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں کیا ہے، حضرت جہم اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما صدقات کے اموال لکھا کرتے تھے۔

چنانچہ علامہ ابنِ حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی، متوفی 852ھ رقمطراز ہیں:

ذكره القضاعيّ في كتّاب النبي صلّى اللّه عليه وسلم وأنه هو والزبير كانا يكتبان أموال الصدقة، وكذا ذكره القرطبي المفسّر في المولد النبوي من تأليفه (١٦)

یعنی، علامہ قضاعی نے حضرت جہم بن سعد رضی اللہ عنہ کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں کیا ہے، حضرت جہم اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما صدقات کے اموال لکھا کرتے تھے اور اسے علامہ قرطبی نے بھی اپنی تالیف "المولد النبوی" میں ذکر کیا ہے۔

مؤلف علامہ سید محمد جعفر کتانی کے بھانجے سید عبدالحی کتانی حسنی، متوفی ۱۸۸۸ھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ابوزید العراقی کی "اختصار الاصابة" میں ہے: حضرت جہم بن سعد

۱۵۔ التلخيص الحبيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير، كتاب القضاء، باب و أدب القضاء، ٤/٣٤٦، مطبوعة: مؤسسة قرطبة، مصر، الطبعةالأولى: ١٤١٦هـ ١٩٩٥م

۱۶۔ الإصابة في تمييز الصحابة، ١/٦٢٥، رقم الترجمة: ١٢٥٦، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الأولى: ١٤١٥هـ

رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے، یہ کہا گیا ہے کہ حضرت جہم رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ صدقات کے اموال لکھتے تھے۔

اور حضرت جہیم رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں بھی اسی طرح آیا ہے حافظ ابن حجر نے اسی لیے حضرت جہم کے تذکرہ میں یہ نہیں کہا کہ حضرت جہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اسی طرح مروی ہے کیونکہ وہ اس کے قائل نہیں، حافظ نے جہیم بن صلت رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں تاریخ صماوحی کے حوالہ سے ان کا کاتب ہونا نقل کیا ہے۔ظاہر ہے حضرت جہیم اور حضرت جہیم رضی اللہ عنہ دو مختلف شخصیات ہیں۔(۱۷)

اور احمد بن علی بن احمد فزاری قلقشندی ثم قاہری متوفی ۸۲۱ھ رقمطراز ہیں:

أنّ القضاعیّ قد ذکر فی تاریخه عیون المعارف، وفنون أخبار الخلائف أن الزبیر بن العوّام، وجهیم بن الصّلت کانا یکتبان للنبیّ صلّی الله علیه وسلّم أموال الصّدقات، وأن حذیفة بن الیمان کان یکتب له خرص النّخل۔(۱۸)

یعنی، علامہ قضاعی اپنی تاریخ کے حوالہ سے لکھی گئی کتاب ''عیون المعارف وفنون اخبار الخلائف'' میں لکھتے ہیں: حضرت زبیر بن العوام اور حضرت جہم بن صلت رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقات کے اموال لکھتے اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجوروں کے درختوں پر موجود پھل کے تخمینے لکھتے تھے۔

اگر یہ روایات صحیح ہیں تو پھر شمس وامس کی طرح واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد

۱۷۔ التراتیب الإداریة، باب فی ذکرِ من کا ن یکتب الصدقات لرسول الله صلی الله علیه وسلم، صضحة:۳۱۵، مطبوعة : شرکة دارالارقم،الطبعة الثانیة، بیروت

۱۸۔ صبح الأعشی فی صناعة الإنشاء ،الفصل الثانی فی أصل وضعه فی الإسلام، ۱۲۵/۱، مطبوعة :دار الکتب العلمیة، بیروت

مبارک میں یہ مقدس دیوان مرتّب ہو چکے تھے۔

عہدِ صحابہ میں کتابتِ حدیث

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے اپنے بیٹے سے حدیث لکھوائی۔

چنانچہ ''مسلم شریف'' میں ہے کہ خود حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے محمود بن ربیع سے حضرت عتبان رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی ایک طویل حدیث سنی تو اپنے صاحبزادے کو حکم دیا: اسے لکھ لو، صاحبزادے نے لکھ دی۔

امام دارمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ حضرت عبداللہ بن انس بن مالک انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ أَنَسًا كَانَ يَقُولُ لِبَنِيهِ :يَا بَنِيَّ قَيِّدُوا هَذَا الْعِلْمَ. (۱۹)

یعنی، حضرت انس اپنے بچوں کو ہمیشہ تاکید کرتے تھے: اے میرے بچو! علمِ حدیث کو قلمبند کرلو۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ احادیث کا ایک صحیفہ تیار کیا تھا۔ مصنّف عبد الرزاق میں صحیفہ جابر بن عبداللہ کا حوالہ موجود ہے۔(۲۰)

اور امام بخاری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی روایت ہے کہ ابراہیم بن موسی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے فرمایا:

عرضنا على الشَّعبى صحيفة جَابِر، أو صحيفة فِيهَا حديث جَابِر (۲۱)

یعنی، ہم نے امام شعبی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کو حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا ایک صحیفہ دیا ہے۔

۱۹۔ سنن الدارمی ،باب من رخص فی کتابة العلم ،۱/۱۸۹ ،رقم الحديث: ۵۳۰، مطبوعة :دار البشائر ، بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳م

۲۰۔ مصنّف عبد الرزاق، کتاب الجامع، ۱۱/۱۸۳ ،رقم الحديث: ۲۰۲۷۷، المجلس العلمی، بیروت

۲۱۔ التاريخ الكبير، ۶/۴۵۰، رقم الترجمة: ۲۹۶۱، مطبوعة: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الدكن

اطراف: وہ کتاب جس میں حدیث کا کوئی ایسا جزو ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہو پھر اس حدیث کی تمام سندوں کو ذکر کر دیا جائے یا اس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسہ لأبی العباس اور أطراف المزی۔

مذکورہ عنوانات سے محدّثینِ کرام نے اس قدر زیادہ کتابیں لکھی ہیں کہ ایک ایک موضوع پر سینکڑوں کُتُبِ حدیث دستیاب ہیں۔ جب کُتُبِ حدیث کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مشہور کُتُبِ حدیث اور مشہور محدّثینِ کرام کے ترجمہ وتعارف پر قلم اُٹھایا جائے اور باقاعدہ کتابی صورت میں ایک ہی جگہ ان کو جمع کیا جائے؛ تاکہ طالبِ حدیث افادہ واستفادہ کر سکیں پھر علومِ حدیث کے ذخیرۂ کُتُب میں علمِ الانساب کی کتابیں بھی شامل ہونے لگیں (علومِ حدیث میں شمار کُتُبِ علم الانساب کی تحقیق آگے آرہی ہے)۔ اسی نظریہ کے پیشِ نظر مصنّف علیہ الرحمۃ نے علم الانساب پر لکھی گئی کتبِ احادیث میں اس کتاب "الرسالة المستطرفة" کا شمار بھی فرما دیا ہے۔

کتاب "الرسالة المستطرفة" کا تعارف

محدّثینِ کرام کی حدیث اور حدیث سے متعلقہ دیگر علوم وفنون کی چھوٹی بڑی بہت ساری کُتُب معرضِ وجود میں آئیں اور ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

اور ہمارے ہاتھوں میں موجود کتاب "الرسالة المستطرفة "میں صرف ان مشہور کُتُبِ احادیث کا تعارف ہے، جن کی حاجت زیادہ پیش آتی ہے جیسا کہ خود مصنّف علیہ الرحمۃ نے تعارفِ کتاب میں ذکر فرمایا۔

کتاب کا تفصیلی تعارف شروع کرنے سے پہلے یہ تحقیق کر لینا مناسب ہے کہ جس علم سے کتاب کا تعلق ہے، اس کے بارے میں آپ ﷺ کے کیا اقوال ہیں؟ اس علم

یعنی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن حزم رضی اللہ عنہ (مدینہ کے گورنر) کو لکھا کہ دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث تمہیں ملیں انہیں لکھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں علمِ دین مٹ نہ جائے اور عالم چل بسیں اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی کو لینا اور علماء کو چاہیے کہ علم پھلائیں اور تعلیم دینے کے لیے بیٹھا کریں تاکہ جس کو علم نہیں، وہ علم حاصل کرلے کیونکہ جہاں علم پوشیدہ رہا پس مٹ گیا۔

اور صحیح بخاری کے مشہور شارحِ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب: "فتح الباری شرح صحیح البخاری" میں امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخِ اصبہان کے حوالے سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حکم صرف مدینہ اور مدینہ کے گورنر کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھا بلکہ انہوں نے اسلامی مملکت کے تمام صوبوں کے گورنروں کے نام اسی قسم کا فرمان بھیجا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مملکت میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تلاش کرکے انہیں جمع کرو"۔ (۲۴)

سعد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں: "ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث جمع کرنے کا حکم دیا اور ہم نے دفتر کے دفتر احادیث لکھیں۔ انہوں نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی وہاں وہاں ہر جگہ ایک ایک مجموعہ بھیجا"۔ (۲۵)

اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے فرمان کی تعمیل میں ابوبکر بن حزم کے شاگرد ابنِ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے جمع کرنے کا کام شروع کیا۔

چنانچہ مصنفِ "الرسالة المستطرفة"، سید محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۳۴۵ھ لکھتے ہیں: پہلی صدی کے اختتام پر سب سے پہلے جس نے عمر بن عبدالعزیز

۲۴۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، رقم الحدیث:۹۹، ۱/۱۷

۲۵۔ تذکرة الحفاظ، ۱/۱۰۴

رضی اللہ عنہ کے حکم سے حدیثِ نبوی کو جمع کیا، وہ ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

''حلیہ'' میں سلمان بن داؤد کے حوالہ سے منقول ہے: سب سے پہلے جس نے علمِ حدیث کی تدوین کا آغاز کیا، وہ ابنِ شہاب زہری ہیں۔

اور خود ابنِ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے میں نے علمِ حدیث کی تدوین کا آغاز کیا پھر اس کے بعد تدوین وتصنیف کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور اس تدوین سے خیرِ کثیر حاصل ہوئی۔(۲۶)

اب اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ پہلی صدی ہجری کے بعد ہی باقاعدہ تدوینِ حدیث کا کام شروع ہوا پھر محدّثینِ کرام نے ہزاروں کتابیں لکھیں اور لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے، اب یہ سفر تا قیامت جاری رہے گا اور جاری کیسے نہ رہے؟ یہ تو حضور جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کے ملازم اور نوکر ہیں۔ محدّثین حضرات کے تو کیا کہنے، انہیں دنیا میں ہی بے شمار برکتیں نصیب ہو جاتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخص الخواص لوگ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ درود وسلام پڑھنے والے ہیں، عمریں ان کی طویل ہوتی ہیں اور ان کے شرف کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ حضور جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے لیے رحمت وتر وتازگی کی دعا فرمائی۔

محدّثینِ کرام نے نہ صرف کُتُبِ احادیث کی تالیف کی بلکہ مختلف انواع کے اعتبار سے مختلف ناموں سے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رجسٹروں کو منظرِ عام پر لا کر، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تسکین پہنچائی۔ کسی نے مختلف مضامین کی احادیث کو ایک ہی کتاب میں جمع کر دیا، کسی نے احادیث کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتّب کیا اور کسی نے مراتبِ صحابہ کے اعتبار سے احادیث کی ترتیب دی وغیرہ وغیرہ، جسکی تفصیل یہ

۲۶۔ الرسالة المستطرفة ،صفحه: ٤،دار البشار الاسلامية الطبعة الخامسة ١٤١٤ هـ-١٩٩٣م

ہے: کتبِ حدیث کی نوعیت کے اعتبار سے بارہ (۱۲) اقسام ہیں: جامع، سُنَن، مسند، معجم، جزء، غریبہ، مستخرج، مستدرک، رسالہ، اربعین، امالی اور اطراف۔

جامع: وہ کتاب ہے، جس میں یہ آٹھ مضامین ہوں: ''عقائد، احکام، تفسیر، سیر ومغازی، آداب، مناقب، فتن اور علاماتِ قیامت'' جیسے بخاری وترمذی اور مسلم شریف۔

سُنَن: جن میں ابواب فقہ کی ترتیب سے احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے ابو داؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ۔

مسند: جس کی ترتیب صحابہ کرام کے مراتب کے اعتبار سے ہو جیسے مسندِ امام احمد بن حنبل۔

معجم: جس کی ترتیب میں اساتذہ کے مراتب کا لحاظ ہو۔

جزء: جس میں کسی ایک مسئلہ سے متعلق احادیث مذکور ہوں جیسے جزءِ قراءت۔

غریبہ: جس میں صرف ایک تلمیذ کے مفردات مذکور ہوں۔

مستخرج: وہ کتاب جس میں کسی اور کتاب کی احادیث کے ثبوت کے لئے اس کتاب کے مصنّف کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دوسری سندوں کو ذکر کیا جائے جیسے مستخرج لأبی نعیم علی البخاری۔

مستدرک: وہ کتاب جس میں ان احادیث کو درج کیا جائے، جو کسی مصنّف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علی الشیخین (بخاری ومسلم)۔

رسالہ: جس میں جامع کے آٹھوں عنوانوں میں سے مخصوص عنوانات سے متعلق احادیث مذکور ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد والادب۔

اربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی۔

امالی: جس میں کسی شیخ کی لکھائی ہوئی احادیث یا فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام محمد

اوران کے شاگرد سلمان بن قیس یشکری کہا کرتے تھے: میں نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث لکھی ہیں۔(۲۲)

عہدِ تابعین میں کتابتِ حدیث

اب تک باقاعدہ تدوینِ حدیث کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا، بس جس صحابی رضی اللہ عنہ نے جن سے جو حدیث جب سنی لکھ لی یہاں تک کہ جلیل القدر تابعی، خلیفہ راشد، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۱ھ کا عہدِ مبارک آگیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے عالمِ اسلام کے ممتاز افراد کو اس بلند پایہ کام کے لیے مقرر فرمایا، مثلاً: ابوبکر عمرو بن حزم قاضی مدینہ قاسم بن محمد بن ابی بکر۔ ابومحمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شباب زہری سعد بن ابراہیم وغیرہ۔ نیز اسی دور میں ربیع بن صبیح اور سعد بن عروبہ اور شعبی نے بھی احادیث کی تدوین شروع کردی تھی۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے سرکاری سطح پر کتابی صورت میں احادیث کی تدوین کا کام شروع ہوا، جس کے نتیجہ میں متعدد کُتب مدوّن ہوکر عالمِ وجود میں آئیں۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ :انْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ، فَإِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ العِلْمِ وَذَهَابَ العُلَمَاءِ، وَلَا تَقْبَلْ إِلَّا حَدِيثَ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم :وَلْتُفْشُوا العِلْمَ، وَلْتَجْلِسُوا حَتَّى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ، فَإِنَّ العِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتَّى يَكُونَ سِرًّا۔ (۲۳)

۲۲۔ تهذيب التهذيب، ۲۱۵/٤، رقم الترجمة: ۳٦۹، مطبوعة :دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٦هـ

۲۳۔ صحيح بخاری، كتاب العلم،باب كيف يقبض العلم،رقم الحديث:۹۹، مطبوعة: دار السلام للنشروالتوزيع، رياض، الطبعه الثانيه :۱٤۱۹هـ - ۱۹۹۹م

کے ماہرین کون کونسے حضرات ہیں؟ اس حوالہ سے کچھ تذکرہ درج ذیل ہے۔

علم الانساب کے بارے میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ (۲۷)

یعنی، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اپنے نسب معلوم کرو جن سے تم اپنے قرابت داروں میں سے صلہ رحمی کرو۔

اور حضرت علاء بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ (۲۸)

یعنی، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اپنے نسب معلوم کرو، جن کے سبب تم اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرو۔

اور "جامع صغیر" میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے:

تَعَلَّمُوا مِنْ أَنسابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرحامَكُمْ فإنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الأَهْلِ مَثْراةٌ فِي المَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الأَجَلِ (۲۹)

یعنی، اپنے نسب معلوم کرو، جن سے تم اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی

۲۷۔ المعجم الاوسط، باب المیم: من إسمه موسى، ۸/۱۷۲، رقم الحديث: ۸۳۰۸، مطبوعة: دارالحرمين، قاهره

۲۸۔ المعجم الكبير، باب العلاء بن خارجة من ساكنى المدينة، ۱۸/۹۸، رقم الحديث: ۱۷۶، مطبوعة: مكتبه ابن تيمية القاهرة، الطبعة الثانية، ۱٤۱۵ھ۔ ۱۹۹٤م

۲۹۔ الجامع الصغير، باب: حرف الفاء، ۲/۳۰، رقم الحديث: ۵٤۳۰، مطبوعة: الناشر :دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھ۔ ۲۰۰۳م

کرو کیونکہ صلہ رحمی رشتہ داروں میں باعثِ محبت، مال کی کثرت کا سبب اور درازی عمر کا باعث ہے۔

ماہر ترین انساب دان

علمِ انساب نہایت نافع علم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق، ابوجہم بن حذیفہ عدوی، جبیر بن مطعم بن عوف، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عثمان اور تمام بن اوس رضی اللہ عنہم، علمِ انساب کے سب سے بڑے عالم تھے اور ان سب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ماہر ترین انساب دان تھے۔

حافظ ابن حزم نے علم انساب کو ایسا نفع بخش علم قرار دیا ہے، جس سے ناواقفیت ضرور رساں ہے۔

ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اُندلسی قُرطبی ظاہری، متوفی ۴۵۶ھ نے لکھا ہے:

وكان أبو بكر الصديق رضى الله عنه وأبو الجهم بن حذيفة العدوى، وجبير بن مطعم بن عدى بن نوفل بن عبد مناف، من أعلم الناس بالأنساب وكان عمر، وعثمان، وعليّ، به علماء، رضى الله عنهم .وإنما ذكرنا أبا بكر، وأبا الجهم بن حذيفة، وجبيراً قبلهم، لشدة رسوخهم فى العلم بجميع أنساب العرب. وقد أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم حسان بن ثابت رضى الله عنه، أن يأخذ ما يحتاج إليه من علم نسب قريش عن أبى بكر الصديق رضى الله عنه۔ (٣٠)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق، ابوالجہم بن حذیفہ العدوی اور جبیر بن مطعم بن عوف رضی اللہ عنہم انساب کے سب سے بڑے عالم تھے۔ حضرت عمر، علی اور

٣٠۔ جمهرة أنساب العرب، مقدمة المؤلف، ١/٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى،١٤٠٣هـ ١٩٨٣م

عثمان رضی اللہ عنہم بھی انساب کے ماہر تھے۔ہم نے حضرت ابوبکر، ابوالجہم بن حذیفہ اور جبیر رضی اللہ عنہم کے نام پہلے اس لئے بیان کیے ہیں کہ انہیں عرب کے انساب سے متعلق بہترین معلومات حاصل تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ قریش کے انساب کے متعلق ضروری معلومات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حاصل کریں۔

اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی ۹۱۱ھ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ماہر ترین نساب دان ہونے کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

وكان الصديق أعلم الناس بأنساب العرب، لا سيما قريش، أخرج ابن إسحاق عن يعقوب بن عتبة عن شيخ من الأنصار قال: كان جبير بن مُطعِم من أنسب قريش لقريش والعرب قاطبة، وكان يقول :إنما أخذت النسب من أبى بكر الصديق وكان أبو بكر الصديق من أنسب العرب۔ (۳۱)

یعنی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہلِ عرب خصوصاً قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ابن اسحاق نے یعقوب بن عقبہ کے واسطہ سے انصاری شیخ سے روایت کیا ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قریشی قریش اور پورے عرب کے نسب کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، وہ کہتے تھے: میں نے یہ علم ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہلِ عرب کے ماہر ترین انساب دان تھے۔

اور ابن عبدالبر ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم نمری قُرطبی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۴۶۳ھ نے "الاستیعاب" میں اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن بریدہ سے

۳۱۔ تاريخ الخلفاء ،باب: الطبقة الأول، ۱/۳۷، مطبوعة: مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة الأولى ۱٤۲٥هـ - ۲۰۰٤م

نقل کیا ہے:

أن معاوية بن أبي سفيان دعا دغفلا فسأله عن العربية، وسأله عن أنساب الناس، وسأله عن النجوم، فإذا الرجل عالم، فقال :يا دغفل، من أين حفظت هذا؟فقال:حفظت هذا بقلب عقول، ولسان سئول، وإن غائلة العلم النسيان.قال معاوية :انطلق إلى يزيد فعلمه أنساب الناس، وعلمه النجوم، وعلمه العربية.قال: وحدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا أبو هلال، عن محمد بن سيرين، قال :كان دغفل رجلاً عالماً، ولكن اغتلبه النسب. (۳۲)

یعنی، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے دغفل کو طلب کیا اور اس سے عربی زبان کے بارے میں معلومات حاصل کیں، پھر لوگوں کے نسبوں اور علم نجوم کے متعلق سوال کیا تو اسے صاحب علم پایا۔ دغفل سے پوچھا تو نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا اور کیسے یاد کیا؟ دغفل نے جواب دیا اسے میں نے عقل مند دل میں محفوظ رکھا اور سوال کرنے والی زبان سے حاصل کیا ہے اور علم کی مصیبت نسیان ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا یزید کے پاس جاؤ، اسے لوگوں کے نسب کا علم، علم نجوم اور عربی زبان کا علم سکھاؤ۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں دغفل، ابن حنظلہ سدوسی شیبانی ہے، یہ علمِ انساب کا ماہر تھا۔

علم الانساب کے عنوان سے لکھی گئی کتب

علومِ حدیث کے ذخیرہ کُتب میں علم الانساب پر لکھی گئی کُتب کی تعداد بے شمار ہیں، چند ایک مشہور کتابوں کے نام مع مؤلفین یہ ہیں:

۳۲۔ الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، رقم الترجمة: ۷۰۲، ۲/۴۲۶، مطبوعة: دار الجيل، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ۔ ۱۹۹۲م

چنانچہ مصنّفِ "الرسالة المستطرفة"، سید محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۳۴۵ھ اس حوالہ سے تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

۱۔ **کتاب الانساب**: یہ تاج الاسلام ابوسعد یا ابوسعید عبدالکریم بن محمد بن ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار تمیمی سمعانی مروزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے۔

۲۔ **اللباب فی الانساب**: مصنّف ابن اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ پھر ابن اثیر الجزری نے اس کا اختصار بھی کیا ہے۔

۳۔ **الاکتساب**: اس کے مؤلّف حیضری ہیں۔

۴۔ **کتاب انساب المحدّثین**، اس کے مؤلف محبّ الدین محمد بن محمود بن نجار بغدادی ہیں۔

۵۔ **کتاب انساب المحدّثین**: ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں

۶۔ **کتاب العجالة**: ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی۔

۷۔ **کتاب الانساب**: ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف لخمی، جو رشاطی کے نام سے معروف ہیں۔ اس کتاب کا نام "اقتباس الانوار والالتماس الازھارفی انساب الصحابة ورداة الاثار" ہے۔ لوگوں نے اس کتاب کو رشاطی سے پڑھا بھی ہے۔(۳۳)

تفصیلی تعارفِ کتاب

ہمارے زیرِ نظر کتاب "الرسالة المستطرفة" کی ابتداءی شکل یہ تھی کہ یہ ایک کاپی یا کچھ اوراق پر مشتمل یا داشت اور نوٹس کا مجموعہ تھا، جس کا اس دور میں نام "مالا یسع المحدّث جھله" تھا۔ مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کے ثبت میں اس کا یہی نام ملتا ہے، جو ان کی تالیفات کے ضمن میں ہے۔

۳۳۔ ملخص از الرسالة المستطرفة ،صفحه: ٤ ،دار البشار الاسلامية الطبعة الخامسة ١٤١٤ هـ۔١٩٩٣م

شنقیط کے ایک عالم محمد خضر صاحب نے اس کو دیکھا تو اس کو نہایت اہم اور ضروری سمجھا اور مصنّف رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ اس کو مزید تفصیل کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ ان کی درخواست پر مصنّف رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کام کیا جو "الرسالة المستطرفة " کی صورت میں معرضِ وجود میں آیا اور یہی مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کی عالمگیر شہرت کا باعث بنا ہے۔

"الرسالة المستطرفة "حلقۂ علماء بالخصوص محدّثینِ کرام کے حلقوں میں معروف ترین کتاب ہے۔ "الرسالة المستطرفة "کا علومِ حدیث اور تعارفِ محدّثین کے حوالے سے کتابوں میں وہی مقام ہے، جو عام علوم کی نسبت "فہرستِ ابن ندیم" اور علومِ فقہ وتعارفِ فقہاء کی نسبت "فقہِ اسلامی لعبدالاول جونپوری" کا ہے۔

"الرسالة المستطرفة "حدیث اور علوم حدیث کی چودہ سو (۱۴۰۰) کتابوں کے تذکرہ اور چھ سو (٦۰۰) کے قریب مشہور محدّثینِ کرام کے تراجم اور تعارف پر مشتمل ہے۔

اس میں ہر کتاب کا مختصر جامع تعارف، مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پر مغز اور جامع کلمات میں بہترین تعارف، بڑی جامعیت کیساتھ مل جاتا ہے۔

مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انداز مجھے بہت پسند آیا کہ آپ کسی شخصیت کا تعارف کرتے وقت، جن القاب یا نسبت سے وہ شخصیت مشہور رہے، اس کی وجہ تسمیہ بڑے عمدہ انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

علماء نے اس کتاب کو منظر عام پر آتے ہی بڑی توجہ اور استحسان کی نظر سے دیکھا۔

عرب کے ایک عالم محمد بن حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نثر کو نظم اور سو (100) کے قریب اشعار کا جامہ بھی پہنایا، جسے مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے محمد منتصر الکتانی قدس سرّہ النّورانی نے "الرسالة المستطرفة" کے مقدمہ میں شامل کیا ہے۔

رسالہ کے مختلف نسخے:

"الرسالة المستطرفة "، پہلی دفعہ مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی بیروت سے طبع ہوا تھااور اس وقت اس کی تالیف کو چار سال ہو چکے تھے اور یہ 1332ھ کی بات ہے یعنی مصنّف رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1345ھ کی وفات سے بارہ سال پہلے یہ نسخہ 180 صفحات پر مشتمل تھا۔

دوسری دفعہ پاکستان میں مکتبہ نور محمد سے میں طبع ہوا، جو212 صفحات پر مشتمل تھا۔

اس کے علاوہ دار البشائر سے مصنف کے پوتے محمد منتصر الکتانی کی تحقیق وتخلیق کے ساتھ اس کا ایک عمدہ نسخہ طبع ہوا ہے، جس کے آخر میں انہوں نے متعدد فہارس اور شروع میں خاصہ سیر حاصل مقدمہ لکھا ہے۔ یہ نسخہ 384 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ٹائپ شدہ نسخہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تدوین پر گفتکو کرنا درحقیقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت گوئی ہے۔ اسی غرض سے ہم نے یہ مقدمہ لکھا ہے۔

آؤ! اپنے پیارے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گائیں اور اسی پر مقدمہ ختم کریں۔

تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا — دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
جن و مَلک ہیں ان کے سپاہی — ربّ کی خدائی میں ان کی شاہی
شاہ و گدا ہیں ان کے سلامی — فخر ہے سب کو ان کی غلامی
اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں — سارے انہیں کا منہ تکتے ہیں
کعبہ کی زینت ان ہی کے دم سے — طیبہ کی رونق ان کے قدم سے
کعبہ ہی کیا ہے سارے جہاں میں — دھوم ہے ان کی کون ومکاں میں
باغِ خلیل کا وہ گلِ زیبا — کشتِ صفی کا نخلِ تمنا
رحمتِ عالم نورِ مجسم — صلی اللہ علیہ و سلم

در پہ کھڑے ہیں سارے بھکاری دان کرو دربار ہے بھاری در پہ
آپ کے دم سے آس لگائے در پہ ہیں حاضر اپنے پرائے
نام لکھے ہیں پدر مادر کے ہم تو پرانے کمیں ہیں در کے
سالک خستہ پر بھی نظر ہو چشمِ کرم ذرا ادھر ہو

(حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو اس عمل مفید پر اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی سرشاریاں عطا فرمائے۔ آمین۔

خیر اندیش

مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ از مؤلف

وصلی الله علی سیدنامحمدوعلی آله وصحبه وسلم تسلیماالحمد لله الذی نزل أحسن الحدیث کتابا والصلاة والسلام علی من جاء ببیان ما نزل إلیه سکوتا وفعلا وخطابا وعلی آله ناقلی أخباره ومدونی أحادیثه وآثاره

أما بعد :

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لیے ہیں، جس نے عمدہ ترین کلام کو کتاب کی صورت میں نازل فرمایا اور درود وسلام اللہ عزوجل کے اس بندۂ خاص پر جو اس عمدہ کلام کا بیان قول وفعل اور تقریر (۳۴) کی صورت میں لے کر آئے اور رحمتیں ہوں آپ ﷺ کی اس آل پر جس نے آپ ﷺ کی اخبار کو نقل کیا اور آپ ﷺ کی احادیث وآثار کو مدوّن کیا۔

بعد از حمد وصلاۃ:

علم حدیث کی ضرورت واہمیت:

علم حدیث وہ علم ہے، جو ہر علم کے مسافر کیلئے ضروری ہے اور نہ اس علم کی طلب سے کوئی عالم مستغنی اور نہ ہی کوئی عابد وزاہد اور یہ وہ علم ہے جسے خود حضور جانِ عالم ﷺ نے اپنی امت کیلئے مشروع فرمایا اور جس کا خود اپنی امت کیلئے انتظام وانصرام فرمایا۔

٣٤۔ تقریر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی فعل کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا گویا اسے صحیح قرار دیا۔ از مترجم

اس علم کی فضیلت شاعر نے کیا خوب انداز میں بیان کی:

دین النبی وشرعة أخباره　　وأجل علم یقتفی آثاره
من کان مشتغلا بهاوبنشرها　　بین البریة لاعفت آثاره

ترجمہ: نبی ﷺ کا دین اور شریعت آپکی احادیث ہیں۔اور علم حدیث وہ جلیل القدر علم ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ جواس کی طلب میں مشغول رہتا ہے اور اسے حاصل کر کے لوگوں میں عام کرتا ہے اس کا نام کبھی مٹتا نہیں ہے۔

علمِ حدیث اور محدثین:

علم حدیث کے ماہرین محدثین دین کے دشمنوں سے شریعت کی حفاظت کرنے والے ہیں۔اور دین کے باغی سرکش اور بد بخت لوگوں سے شریعت کی پہرہ داری کرنے والے ہیں۔اور اگر یہ محدثین نہ ہوں تو یہ دین کمزور ہو جائے اور یہ دین ان باغیوں کے کھیلنے کے لیے کھلونا بن جائے۔

محدثین کا مقام ومرتبہ:

محدثین اس امت کے عادل ہیں۔اس امت سے ہرغم کا پردہ اٹھانے والے ہیں۔ نبی ﷺ کے خلفاء ہیں۔مخلوق میں نبی ﷺ کے اخص الخواص لوگ ہیں اور انکے شرف کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ سرکار ﷺ پرلوگوں میں سب سے زیادہ درودوسلام کی کثرت کرنے والے ہیں۔

محدثین اور علم کی برکات:

محدثین اس بات میں مشہور ہیں کہ انکی عمریں طویل ہوتی ہیں بلکہ ہرزمانہ میں تجربے نے اس بات کی تصدیق کی اور حضور جانِ عالم ﷺ نے خودان کے لیے رحمت

اورشادابی وتروتازگی کی دعا فرمائی اورانہیں سب سے بڑی خوشخبری ''جنت'' کی بشارت سے نوازااوران کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات سلامتی ومال کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر ہیں اور رزق حلال بھی ان کے پاس وافر مقدار میں ہوتا ہیں۔ چنانچہ ابواسحاق ابراہیم بن عبدالقادر ریاحی تونسی نے محدثین کے ان فضائل کو شعر میں پرو دیا اور فرمایا:

أهل الحديث طويلة أعمارهم ووجوههم بدعا النبى منضرة
وسمعت من بعض المشايخ أنهم أرزاقهم أيضا به متكثر

ترجمہ: محدثین کی عمریں طویل ہوتی ہیں اوران کے چہرے حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے تروتازہ رہتے ہیں اورمیں نے بعض مشائخ سے سنا کہ اسی دعا کی برکت سے ان کے پاس رزقِ حلال بھی وافر مقدار میں ہوتا ہے۔

اورانہی محدثین کی برکت سے آفات وبلیّات دور ہوتی ہیں اور قیامت کے دن سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب یہی لوگ ہوں گے اور یہی لوگ درحقیقت علماء ہیں۔ اور قیامت کے دن انہی لوگوں کو عالم کہہ کر بلایا جائے گا۔

علمِ حدیث اورحبِ نبی ﷺ:

ہمیشہ آپ ﷺ کا تذکرہ کرتے رہنا اور سفر وحضر میں آپ ﷺ کی حدیث کا زبان پر جاری رہنا آپ ﷺ سے محبت کی علامت ہے۔

اور نبی ﷺ سے محبت کی اسی علامت کو شاعر نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا:

لم أسم فى طلب الحديث لسمعة أو لاجتماع قديمه وحديثه
لكن إذا فات المحب لقاء من يهوى تعلل باستماع حديثه

ترجمہ: میں طلب حدیث کے سفر میں کسی شہرت کیوجہ سے روانہ نہ ہوا اور

نہ ہی اس وجہ سے کہ قدیم و جدید احادیث جمع ہو جائیں، البتہ جب محبّ، محبوب سے ملاقات نہ کر سکے تو غور سے اس کی باتیں سن کر ہی دل بہلا لیتا ہے۔

کتاب ''الرسالة المستطرفة'' کا تعارف:

حدیث اور اس سے تعلق رکھنے والے دوسرے علوم میں چھوٹی بڑی بہت ساری کتابیں معرضِ وجود میں آئیں اور انکی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا بلکہ بہت سارے آدمیوں کامل کر ان کو احاطۂ شمار میں لانا ممکن بھی نہیں۔

اور ہمارے ہاتھوں میں موجود کتاب ''الرسالة المستطرفة'' میں صرف ان کتابوں کا تعارف ہے، جو مشہور ہیں اور جن کی حاجت زیادہ پیش آتی ہے؛ تا کہ طالبِ حدیث کو علی وجہ الکمال معرفت و بصیرت حاصل ہو جائے اور کسی کتاب کا تعارف اسی وقت زیادہ فائدہ دیتا ہے، جب اس کتاب کے مصنف کا تعارف اور تاریخِ وفات کا علم ہو؛ اسی لئے اس چیز کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ رب تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنی خاص مدد اور قبولیت کا شرف بخشے اور مقصد تک رسائی آسان بنائے۔ آمین!!!

علم حدیث کی تعریف:

جان لیجئے کہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ حدیث، سنت سے عام ہے، ان کے نزدیک: علم حدیث وہ علم ہے جس میں حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے اقوال، افعال، تقاریر، احوال، سِیَر اور تاریخ بلکہ بیداری وخواب کے احوال کو بیان کیا جاتا ہے۔

نیز اس علم میں ان اقوال وغیرہ کی اسانید، روایات، ضبط، الفاظ کی تحریر اور معانی کی شرح کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔

حدیث کی تدوین:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم حدیثِ نبوی کونہیں لکھتے تھے بلکہ سن کر زبانی یاد کرلیا کرتے تھے اور آگے زبانی بیان کرتے تھے۔ ہاں البتہ مسائلِ صدقہ (۳۵) اور کچھ دوسرے مسائل ہیں (جنہیں باقاعدہ لکھا گیا تھا) جن پر محقق و مفتش چھان بین کے بعد ہی واقف ہوسکتا ہے۔ ایک زمانے تک صورت حال یوں ہی رہی، حتی کہ علم کے مٹ جانے اور علماء کے فنا ہونے کا خوف ہوا تو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری تابعی، جو آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ شریف میں گورنر مقرر تھے، ان کو لکھا: احادیث نبویہ کو تلاش کر کے لکھو اس لئے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے واصل بحق ہونے کا خوف ہے اور صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی قبول کی جائے اور علماء علم کی اشاعت وتبلیغ کریں اور جونہیں جانتے ان کو سکھانے کے لیے مجالس قائم کریں کیونکہ علم اگر راز ہوجائے (یعنی چیدہ چیدہ لوگ اس سے واقف ہوں) تو اس کی فنا یقینی ہے لیکن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے، قبل اس کے کہ ابو بکر آپ رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا مکتوب بھیجتے۔

اور صرف یہ ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطراف وجوانب والوں کو بھی اس کی مثل حکم نامہ لکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تلاش کر کے جمع کرلو۔

۳۵۔ کتابُ الصدقۃ میں بیان کیے گئے مسائل: کتابُ الصدقۃ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں بیرونی عمال کے لیے ایک مجموعہ جانوروں کی زکوۃ سے متعلق کتابُ الصدقہ کے نام سے مرتب کرایا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے عاملوں کے پاس بھیجنے کے لیے ایک کتاب الصدقہ لکھوائی تھی لیکن اس کو عاملوں کے پاس بھیجنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سانحہ پیش آ گیا۔ جب صدیقِ اکبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے انہوں نے اس پر عمل کیا (ابوداؤد، ج1 ص ۱۵٦۔ از مترجم)

سب سے پہلی تدوینِ حدیث:

پہلی صدی ہجری کے اختتام پر سب سے پہلے جس نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے حکم سے حدیثِ نبوی کو جمع کیا وہ ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری مدنی ہیں۔

حِلیہ میں سلیمان بن داود کے حوالے سے منقول ہے: سب سے پہلے جس نے علم حدیث کی تدوین کا آغاز کیا، وہ ابنِ شہاب زہری ہیں۔

اور ابن شہاب خود فرماتے ہیں: سب سے پہلے میں نے علمِ حدیث کی تدوین کا آغاز کیا پھر اس کے بعد تدوین وتصنیف کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا اور اس تدوین سے خیرِ کثیر حاصل ہوئی، ولله الحمد (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں)

صحیح احادیث پر مشتمل سب سے پہلی کتاب ''بخاری شریف'':

کثیر قائلین کے قول کے مطابق سب سے پہلے جس نے صرف احادیثِ صحیحہ میں تصنیف لکھی، وہ ابو عبداللہ امام بخاری ہیں جبکہ اس سے پہلے کتبِ احادیث میں صحیح وغیر صحیح دونوں طرح کی احادیث جمع کی جاتی تھیں۔

کیا ''موطا'' صحیح احادیث پر مشتمل پہلی کتاب ہے؟

اور اسی بناء پر (صحیح کیساتھ ''مجرد'' کی قید لگانے (یعنی صرف احادیث صحیحہ) کی بناء پر) موطا امام مالک پر یہ اشکال وارد نہیں ہوسکتا کہ یہ تو بخاری سے پہلے لکھی جا چکی تھی لہٰذا صحیح احادیث پر مشتمل سب سے پہلی کتاب مؤطا ہے؟ اشکال وارد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث صحیحہ کے ساتھ ساتھ مرسل، منقطع اور بلاغات (وہ احادیث جن کے متعلق امام مالک ''بلغنی'' فرمائیں) کو بھی اپنی ''موطا'' میں داخل کیا ہے اور متاخرین کی ایک جماعت کی رائے کے مطابق مرسل، منقطع اور بلاغات

احادیثِ صحیحہ نہیں ہیں، لہٰذا صحیح احادیث پر مشتمل سب سے پہلی کتاب بخاری ہی ہے۔

''بخاری'' میں مقطوع اور ''موطا'' میں مقطوع روایات کے مابین فرق:

اب یہ اعتراض کرنا بے جا ہے کہ صحیح بخاری بھی تو موطا امام مالک کی طرح ہے کیونکہ اس میں بھی ایسی احادیث ہیں جن کی اَسناد مقطوع ہیں تو پھر وہ کیسے صحیح ہوسکتی ہے؟ (اس لئے کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ مؤطا میں جو مقطوع روایات ہیں غالبًا امام مالک نے انہیں اسی طرح سنا ہے، لہٰذا وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے متبعین کے نزدیک حجت ہیں۔

تحقیقِ حافظ ابنِ حجر عسقلانی:

اور بخاری میں جو مقطوع روایات ہیں ان کی سند کو کسی نہ کسی مقصد کے پیشِ نظر جان بوجھ کر حذف کیا گیا ہے۔

ایک مقصد تخفیف ہے یعنی ایک حدیث کسی دوسرے مقام میں سند متصل کے ساتھ بیان ہوچکی ہو، اِس مقام میں اس کی سند تخفیفاً حذف کردی گئی ہو۔

دوسرا مقصد تنویع ہے یعنی ایک حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں ہوتی، اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں اور اسے اپنی کتاب کے اسلوب (یعنی کسی حدیث کا امام بخاری کی شرط پر ہونا) سے نکالنے کے لیے اس کی سند کو حذف کردیتے ہیں اور اس طرح کی مقطوع بالسند روایات کو محض تنبیہ کرنے، دلیل پکڑنے، مانوس ہونے، بعض آیات کی تفسیر کرنے اور اس کے علاوہ چند دوسری اغراض کے لیے ذکر کرتے ہیں، پس ثابت ہوا کہ بخاری کے اندر مقطوع روایات، اسے اس بات سے نہیں نکال سکتیں کہ بخاری میں صرف صحیح احادیث ہیں برخلاف موطا کے (کیونکہ امام مالک نے موطا میں مقطوع

روایات بغیر کسی مقصد کے داخل کی ہیں، لہذا موطا میں صرف صحیح احادیث نہیں ہیں) جیسا کہ حافظ ابن حجر اور آپ کے متبعین نے ذکر کیا ہے۔

صحیح احادیث پر مشتمل سب سے پہلی کتاب ''موطا'':

امام سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مؤطا کی مراسیل، خود مالک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے متبعین آئمہ کرام کے نزدیک حجت ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے نزدیک بھی حجت ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک مرسل اس وقت حجت ہے جب اسے کسی اور سند سے تائید وتقویت حاصل ہو جائے اور موطا امام مالک میں جو بھی مرسل ہے اس کے لیے تقویت دینے والی سند یا اسناد موجود ہیں۔لہذا ثابت ہوا کہ صحیح یہی ہے کہ مطلقاً موطا امام مالک بغیر کسی استثناء کے صحیح احادیث پر مشتمل سب سے پہلی کتاب ہے۔(دیکھیئے! مؤطا پر امام سیوطی کا حاشیہ)

اور شیخ صالح فلانی، مصطلح حدیث کے موضوع پر لکھی گئی کتاب ''الفیة السیوطی'' پر اپنے حاشیہ میں، حافظ ابن حجر کا وہ کلام جس کا کچھ حصہ ابھی ابھی گزرا اسے نقل کرنے کے بعد یوں فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں:

اولاً: حافظ ابن حجر نے موطا امام مالک کی بلاغات اور بخاری کی متعلقات کے مابین جو فرق بیان کیا، اس پر اعتراض ہے کیونکہ جس طرح بخاری شریف میں انتہائی غور وخوض کیا گیا اگر اسی طرح موطا امام مالک میں بھی گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ بخاری وموطا کے مابین کوئی فرق نہیں۔

ثانیاً: اور حافظ ابن حجر نے جو یہ فرمایا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان بلاغات وغیرہ کو اسی طرح سنا، ہم یہ تسلیم نہیں کرتے؛ کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ مثلاً: ایک حدیث کو یحی کی روایت میں بلاغاً یا مرسلاً ذکر کیا جائے پھر یحی کے علاوہ دوسرا راوی اسی حدیث کو امام مالک سے متصل سند کے ساتھ روایت کرتا ہے۔

ثالثا: اور حافظ ابن حجر نے جو یہ فرمایا کہ "موطا" کی مراسیل امام مالک اور آپ کے متبعین کے نزدیک حجت ہیں۔ ان کے علاوہ کسی کے نزدیک حجت نہیں۔ اس کا رد یوں کیا جاسکتا ہے کہ موطا کی مراسیل امام مالک اور محدثین کے نزدیک حجت ہیں کیونکہ تمام مراسیلِ موطا کو کسی دوسری متصل سند سے تقویت ہوچکی ہے جیسا کہ ابن عبدالبر الباجی، امام سیوطی وغیرہ نے ذکر کیا اور امام عراقی نے اس بات کو ذکر کیا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بلاغاتِ غیرِ معروفہ کا رد اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ ابن عبدالبر الباجی نے اس بات کو بیان کیا کہ سوائے چار روایات کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کی تمام بلاغات، مراسیل اور منقطعات طرقِ صحاح سے سندِ متصل کے ساتھ مروی ہیں۔ اور ابن صلاح نے ان چاروں کو ایک مستقل تصنیف میں متصل سند کے ساتھ بیان کیا (جیسا کہ عنقریب آرہا ہے) اور یہ تصنیف (شیخ صالح فلانی کا حاشیہ) میرے پاس قلمی نسخہ کی صورت میں موجود ہے۔

اس کلام سے شمس وامس کی طرح واضح ہوگیا کہ موطا و بخاری کے مابین کوئی فرق نہیں اور صحیح یہ ہے کہ سب سے پہلے امام مالک نے صحیح احادیث پر مشتمل تصنیف لکھی جیسا کہ ابن العربی وغیرہ نے ذکر کیا، پس سمجھ جا۔ شیخ صالح فلانی کا کلام ختم ہوا۔ میں نے اسے انکے قلمی نسخہ سے نقل کیا جو بعض علماءِ کرام کے واسطے سے مجھے ملا ہے۔

عصرِ صحابہ میں تدوینِ حدیث کیوں نہ ہوئی؟ اور بعد میں کیوں ہوئی؟

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری کے مقدمہ کی ابتداء میں فرماتے ہیں: جان لیجیے کہ صحابہ وکبار تابعین کے زمانے میں جوامع کے اندر نبیِ کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مدون اور مرتب نہ ہوسکے، اس کی دو وجہیں ہیں: ایک یہ کہ ابتداءً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تدوینِ حدیث سے منع کیا گیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: "بعض احادیثِ نبویہ کا قرآنِ عظیم سے اختلاط ہوجانے کے خوف کی وجہ سے" کہ انتہاء درجہ کی ذہانت اور

وسعتِ حافظہ کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تدوینِ حدیث شروع نہ کی اور کیونکہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتابت نہ جانتے تھے پھر جب علماء مختلف شہروں میں دینِ متین کی خدمت کے لیے پھیل گئے اور مبتدعین، خوارج، روافض اور قدریہ کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور جھوٹ اس قدر عام ہو گیا کہ انہوں نے کلام حدیث میں حذف واضافہ (کمی بیشی) کا سلسلہ شروع کر دیا اور قریب تھا کہ باطل، حق سے مختلط (مل) جاتا تو تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے آخرِ زمانہ میں آثار واخبار کی تدوین وترتیب کا سلسلہ شروع ہو گیا اور سب سے پہلے جس نے جمعِ حدیث میں کام شروع کیا وہ ربیع بن صبیح، سعید بن ابی عروبہ وغیرہ ہیں اور یہ حضراتِ گرامی قدس سرہم السامی ہر باب کی علیحدہ سے تصنیف کرتے تھے۔

دوسری صدی ہجری کے نصف میں احکامِ حدیث کی تدوین:

ہر باب کی علیحدہ سے تصنیف کا سلسلہ جاری تھا، یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے نصف میں طبقۂ ثانیہ کے کبار تابعین کمربستہ ہوئے اور ان احکامِ حدیث کی تدوین کا شرف حاصل کیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ میں موطا کی تصنیف لکھی اور اس میں اہلِ حجاز کی قوی احادیث درج کرنے کا ارادہ فرمایا اور حدیث کے ساتھ اقوالِ صحابہ اور تابعین وتبع تابعین کے فتاویٰ کو ملا دیا اور ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج نے مکہ معظّمہ میں، ابو عمر وعبد الرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے شام میں، ابو عبد اللہ سفیان بن سعید ثوری نے کوفہ میں اور ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار نے بصرہ میں یہ عمدہ کام سرانجام دیا پھر ان مصنفین کے کثیر اہلِ زمانہ نے کلامِ حدیث کو شاندار بنانے میں ان کی پیروی کی اور ان کے طرز اور طریقہ پر چلے۔

دوسری صدی ہجری کے اختتام پر مسانید کی تدوین کا آغاز:

تصنیف کا سلسلہ جاری وساری تھا، حتی کہ دوسری صدی ہجری کے اختتام پر بعض علماءِ کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ نبیِ کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم

کی احادیث یکتا ہونی چاہیں تو عبداللہ بن موسیٰ عیسیٰ کوفی نے ایک مسند، مسدد بن مسرھد بصری نے ایک مسند، اسد بن موسیٰ اُموی نے ایک مسند اور نعیم بن حماد خزاعی ساکنِ مصر نے ایک مسند تصنیف فرمائی پھر آئمہِ کرام انہیں کے نقشِ قدم پر چلے اور آہستہ آہستہ حفاظِ آئمہ کی قلت ہوگئی، ہاں یہ ہے کہ ان آئمہ کی احادیث کومسند کے نام پر تصنیف کیا گیا جیسے مسند امام احمد بن حنبل، مسند اسحاق بن راھویہ، عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے علاوہ دیگر نبلاء کی مسانید اور بعض آئمہ نے ابواب و مسانید دونوں کو ایک ہی تصنیف میں جمع کیا جیسے ابو بکر بن ابی شیبہ (امام ابن حجر کا کلام مکمل ہوا) اور ارشاد الساری میں ابن حجر کا کلام ان الفاظ کے ساتھ ہے: بعض آئمہ کرام نے احادیث کا مجموعہ مسانید پر مرتب کیا جیسے مسند امام احمد بن حنبل، مسند اسحاق بن راھویہ، مسند ابی بکر بن ابی شیبہ، مسند احمد بن منیع، مسند ابی خیثمہ، مسند حسن بن سفیان اور مسند ابو بکر البزار۔

اور بعض آئمہ نے احادیث کا مجموعہ علل پر مرتب کیا کیونکہ ہر متن میں اس کے طرق اور راویوں کے اختلاف کو اس انداز سے جمع کیا گیا کہ جو متن متصل تھا اس کا مرسل ہونا یا جو متن موقوف تھا اس کا موقوف ہونا واضح اور روشن ہو جائے۔

اور بعض آئمہ نے احادیث کو ابوابِ فقہ وغیرہ پر مرتب کیا اور احادیث کو مختلف انواع میں منقسم کر کے، جو حدیثیں ہر نوع اور حکم کے تحت اثباتاً اور نفیاً وارد تھیں، ان کو پہلے ایک باب میں پھر دوسرے باب میں پھر تیسرے باب میں اس طرح جمع کیا کہ جو نوع کتابُ الصوم کے تحت آرہی تھی، وہ اس نوع سے الگ تھی، جس کا تعلق کتاب الصلاۃ سے تھا اور اس طریقہ والے بعض آئمہ (یعنی ابواب فقہیہ پر احادیث کو مرتب کرنے والے آئمہ) نے احادیثِ صحیحہ کا التزام نہ کیا جیسے سنن اربعہ اور سب سے پہلے احادیثِ صحیحہ میں تصنیف کرنے والے محمد بن اسماعیل بخاری ہیں اور بعض آئمہ نے صرف ان احادیث

پر اختصار کیا جن کا تعلق ترغیب وترہیب، وعدووعید سے تھا اور بعض آئمہ نے اسناد کو حذف کر کے فقط متن پر اکتفا کیا جیسے امام بغوی نے اپنی مصابیح میں اور امام لوئوی نے اپنی مشکاۃ میں فقط متن پر اکتفا کیا ہے۔ (ارشاد الساری کی عبارت مکمل ہوئی)

شیخ الاسلام ذکریا انصاری، ''الفیة المصطلح لعراقی'' پر اپنی شرح میں فرماتے ہیں: مطلقاً سب سے پہلے جس نے اس فن میں تصنیف کی، مکہ میں ابنِ صریح، مدینہ میں مالک اور ابن ابی ذئب، شام میں اوزاعی، کوفہ میں ثوری، بصرہ میں سعید بن عروبہ، ربیع بن صبیح اور حماد بن سلمہ، یمن میں معمر بن راشد اور خالد بن جمیل، رے میں جریر بن عبدالحمید اور خراسان میں ابن مبارک تھے لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ ان میں سے سب سے پہلے کس نے تصنیف لکھی۔ ہمارے شیخ ابن حجر نے اس کلام کو عراقی کی طرح ہی نقل کیا۔ (شرح الفیہ کی عبارت مکمل ہوئی) اور عراقی کے علاوہ من جملہ تمام آئمہ کو ہیثم بن بشیر واسطی نے بھی ذکر کیا۔

سب سے پہلی اسلامی تصانیف:

امام ابی مالکی شرح مسلم ''اکمال المعلم'' میں فرماتے ہیں کہ ابو طالب مکی علیہ رحمۃ اللہ ''قوتُ القلوب'' میں فرماتے ہیں: کبار تابعین عظام علیہ رحمۃ السلام احادیث مبارکہ کو لکھنے کے بجائے زبانی یاد کرنے کو زیادہ پسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''ہم نے زبانی یاد کیا تم بھی اس طرح زبانی یاد کرو'' وہ ایسا اس لیے کہا کرتے تھے کہ کتابتِ احادیثِ مبارکہ میں مشغولیت کہیں قرآن سے غافل نہ کردے اور کبار تابعین عظام کے بعد والوں نے کتابتِ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت دی اور تمام کتب اس وقت معرضِ تحریر میں آئیں، جب حسن بصری اور سعید بن میسّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جیسے بلند پایہ تابعین دنیا سے پردہ فرما چکے تھے اور سب سے پہلے حضرت سیدنا ابن جریج علیہ رحمۃ اللہ نے مکہ مکرمہ میں ایک کتاب تصنیف کی، جو حضرت سیدنا مجاہد، عطا اور حضرت سیدنا ابن

عباس رضی اللہ عنہم کے دیگر شاگردوں سے منقول آثار وتفسیری اقوال پر مشتمل تھی پھر حضرت معمر بن راشد یمانی نے یمن میں ایک کتاب تصنیف کی، جو احادیثِ مبارکہ پر مشتمل تھی پھر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع تصنیف کی پھر سفیان بن عیینہ نے ایک کتاب میں احادیث، آثار اور تفسیری اقوال کو جمع کیا، پس یہ سب سے پہلی پانچ اسلامی تصانیف ہیں۔(شرح مسلم کی عبارت مکمل ہوئی)

اور علامہ سیوطی ''تبييض الصحيفه في مناقب ابي حنيفة'' میں فرماتے ہیں: بعض آئمہ نے مسند ابی حنیفہ تحریر کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انفرادی مناقب ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''سب سے پہلے جس نے علمِ شریعت کی تدوین شروع کی اور اسکے ابواب کی ترتیب قائم کی، وہ امام اعظم ابوحنیفہ ہیں پھر مالک بن انس نے موطاء کی ترتیب قائم کرنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کی اور کوئی دوسرا اس میدان میں امام اعظم ابوحنیفہ سے آگے نہ نکل سکا'' (علامہ سیوطی کا کلام مکمل ہوا)

اور حافظ ابن حجر ''تدريب الراوی'' میں فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس نے آثارِ مبارکہ کو جمع کیا وہ مکہ معظّمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں حضرت سیدنا ابن جریج، مدینہ منورہ میں ابن اسحاق یا مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہما، بصرہ میں ربیع بن صبیح یا سعید بن ابی عروبہ یا حماد بن سلمہ، شام میں اوزاعی، واسط میں ھیسم الواسطی، معمر یمن میں، رے میں جریر بن عبد الحمید اور خراسان میں ابن مبارک تھے۔حافظ عراقی اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: مذکورہ بالا تمام آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم ایک ہی زمانے کے تھے لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ سابق کون ہے؟ اور یحیٰ بن ابی ذئب نے موطا امام مالک سے بڑی موطا تصنیف کی حتی کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آپ کی تصنیف مؤطا کا کیا فائدہ ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ جو رضائے الٰہی عزوجل کیلیے ہوگی باقی رہے گی۔

سب سے پہلے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نئے انداز سے جمعِ حدیث کا کام کیا:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ بحث مختلف احادیث مبارکہ کو مختلف ابواب میں جمع کرنے کے اعتبار سے ہے۔ بہر حال ایک باب کے اندر ایک ہی طرح کی احادیث جمع کرنے کا کام تو اس سے پہلے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کر چکے تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ طلاق کا ایک ضخیم باب ہے اور اس باب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی طرح کی مختلف احادیث جمع کیں پھر مذکورہ بالا تابعینِ عظام کے کثیر اہل زمانہ انہی کے نقشِ قدم پر چلے، یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے اختتام پر بعض آئمہ کرام نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ علیحدہ ہونی چاہیں (اس کے بعد شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جو کلام ذکر کیا، وہ ماقبل میں اس موضوع ''دوسری صدی ہجری کے اختتام پر مسانید کی تدوین کا آغاز'' کے تحت گزر چکا ہے) پھر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں سب سے پہلے احادیث مبارکہ کو جمع کرنے والے آئمہ میں جن کا شمار ہوتا ہے، یہ تمام آئمہ کرام دوسری صدی ہجری کے وسط کے ہیں۔ رہا تدوینِ حدیث کا معاملہ تو اس کی ابتداء امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کے حکم سے پہلی صدی ہجری کے اختتام پر ہو چکی تھی۔ (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا)

مذکورہ بالا تمام تحریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ حدیث اور حدیث سے متعلقہ علومِ نافعہ کی باقاعدہ تدوین پہلی صدی ہجری کے بعد ہی شروع ہوئی پھر اس کے بعد حدیث کی مختلف انواع اور اس کے فنون میں تصانیف کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، یہاں تک کہ کام شمار سے باہر ہو گیا۔ اور یہ تصانیف مختلف مراتب اور مختلف انواع پر مشتمل ہیں۔

بعض وہ کتابیں ہیں، جن کی پہچان ابتدائی طالبِ حدیث کے لیے ضروری ہے۔

حدیث کی سب سے مشہور کتابیں

حدیث کی بنیادی ابتدائی اور مشہور کتابیں چھ ہیں:

پہلی کتاب "صحیح بخاری":

کچھ کتاب کے مصنف کے بارے میں: اسمِ گرامی محمد، کنیت ابو عبداللہ، سلسلہ نسب: محمد بن اسماعیل بن مغیرہ بن بردزبہ بخاری الجعفی۔ آپ ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارا کے رہائشی تھے۔ اس لیے آپ کو بخاری کہا جاتا ہے۔ بخارا اور ثمرقند کے درمیان آٹھ دن کی مسافت ہے۔ آپ کے جدِ اعلی مغیرہ نے حاکمِ بخارا نعمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اس لیے آپ کو جعفی کہا جاتا ہے۔ آپ فارس کے باشندے تھے اس لیے فارسی کی نسبت بھی آپ کی طرف کی جاتی ہے۔ آپ سمرقند کے قریب دو یا تین فرسخ پر واقع خرتنگ نامی مقام میں ۲۵۶ھ کو دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اور پس کتاب اللہ یعنی قرآن کے بعد امام بخاری کی یہ کتاب صحیح ترین کتاب ہے۔

دوسری کتاب "صحیح مسلم":

کچھ اس کتاب کے مصنف کے بارے میں:

اسم گرامی مسلم، کنیت ابو الحسن، سلسلہ نسب: مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری، آپ نسباً عرب کے مشہور قبیلہ قشیر سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے قشیری کہلائے۔ آپ کا وطن نیشاپور تھا، جو خراسان کا مشہور و معروف مردم خیز شہر تھا، اس لیے آپ نیشاپوری کہلائے۔ آپ نے ۲۶۱ھ کو خراسان میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

تیسری کتاب "سنن ابی داؤد":

کچھ اس کتاب کے مصنف کے بارے میں:

اسم گرامی سلیمان، کنیت ابوداؤد، سلسلہ نسب: سلیمان بن اشعث اذدی سجستانی۔ آپ یمن کے قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے اذدی کہلائے۔ آپ سجستان کے رہائشی تھے، اس لیے سجستانی کہلائے۔ اس ملک کی نسبت خلافِ قیاس سجزی بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ آپ کی وفات ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ہوئی۔

آپ کے بارے میں یہ قول کیا گیا ہے کہ سب سے پہلی سنن، ابوداؤد نے تصنیف کی لیکن اس قول میں کلام ہے۔ ان شاء اللہ آنے والے کلام سے واضح ہو جائے گا۔

چوتھی کتاب "جامع ترمذی":

کچھ اس کتاب کے مصنف بارے میں:

اسم گرامی محمد، کنیت ابوعیسیٰ، سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک سُلمی ترمذی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نسباً مشہور قبیلہ بنوسُلیم سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے سُلمی کہلائے۔ آپ ترمذ کے رہائشی تھے، اس لیے ترمذی کہلائے۔ "ترمذ" یہ ایک پرانا شہر ہے، جو نہرِ بلخ (جسے نہر جیحون بھی کہتے ہیں) کے ساحل پر آباد ہے۔ آپ ترمذ کے قریب چھ فرسخ پر واقع، بنوغ نامی بستی میں ۲۷۵ھ کو دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

جامع ترمذی کے دوسرے نام:

جامع ترمذی کو سنن ترمذی اور جامع ترمذی اور جامع کبیر بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ علیحدہ سے دو کتابیں ہیں۔

پانچویں کتاب "سنن نسائی":

کچھ اس کتاب کے مصنف کے بارے میں:

اسم گرامی احمد، کنیت ابوعبدالرحمٰن، سلسلہ نسب: احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر نسائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وطن خراسان کا مشہور شہر نسا ہے۔ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے نسائی کہلاتے ہیں اور بعض لوگوں نے کہا نسا نیشاپور کے ایک قصبہ کا نام ہے اور

قیاس کے مطابق آپ کی نسبت نسائی کی بجائے نسوی ہونی چاہیے کمالا یخفی ۔علم وفضل کا یہ روشن ستارہ ۳۰۳ھ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا، البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ کی وفات کہاں ہوئی اور تدفین کہاں ہوئی ؟ بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ آپ کو مکہ لایا گیا اور صفا ومروہ کے درمیان تدفین ہوئی ۔ بعض نے کہا: وفات اور تدفین دونوں مکہ میں ہوئیں، جبکہ قولِ صحیح کے مطابق فلسطین کے شہر رملہ میں وفات ہوئی اور وہیں تدفین ہوئی اور آپ کی وفات مذکورہ صحاح کے مصنفین میں سے سب سے آخر میں ہوئی اور عمر سب سے طویل تھی۔

کچھ آپ کی کتاب ''سنن نسائی'' کے متعلق:

سنن نسائی سے مراد سنن صغریٰ ہے نہ کہ سنن کبریٰ، البتہ بعض نے کہا کہ اس سے مراد سنن کبریٰ ہے (۳۶)

اور اس کتاب کا شمار حدیث کی بنیادی کتابوں میں ہوتا ہے اور یہ وہ کتاب ہے، جس پر محدثین نے اطراف اور رجال کے حوالے سے تخریج کا کام کیا ہے۔

چھٹی کتاب ''سننِ ابن ماجه'':

کچھ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمۃ کے بارے میں:

اسم گرامی محمد عرف ابن ماجہ، کنیت ابوعبداللہ، سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن یزید بن عبداللہ ربعی قزوینی ۔ ماجہ کی ''ھا'' ساکن ہے، خواہ ملا کر پڑھا جائے یا اس پر وقف کیا جائے ۔ ماجہ آپ کے والد کا لقب تھا، اس سلسلے میں مؤرخین کا اختلاف ہے، بعض نے کہا: ماجہ آپ کے دادا کا لقب تھا اور بعض نے کہا: آپ کی والدہ کا نام تھا لیکن صحیح قول

۳۶۔ امام نسائی کی تصانیف میں سنن کے نام سے دو کتابیں ہیں ا: سنن کبری ۲: سنن صغری: صحاح ستہ میں سننِ بیان کرتے ہیں: جب امام نسائی سنن کبری کی تالیف سے فارغ ہوئے تو امیرِ وقت نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب پوری صحیح ہے؟ جواب دیا نہیں اس میں حسن اور صحیح دونوں قسم کی حدیثیں موجود ہیں امیرِ وقتنے کہا ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلی درجہ پر پہنچی ہوں ان کا مجموعہ مرتب فرما دیجیے تو آپ نے مجتبی (سنن صغری) کی تالیف فرمائی۔ (بستانُ المحدثین، از مترجم)

یہی ہے کہ ماجہ آپ کے والد کا لقب تھا۔آپ قبیلہ ربیعہ کی طرف نسبتِ ولاء کرتے ہوئے ربعی کہلاتے ہیں۔آپ عراق عجم کے مشہور شہر قزوین کے باشندے تھے، اس لیے قزوینی کہلاتے ہیں۔آپ ۲۷۳ھ یا ۲۷۵ھ کو شہرِ قزوین میں سپردِ خاک کیے گئے۔

حدیث کی بنیادی اہمیت والی اور مشہور چھ کتابیں پوری ہوئیں اور حافظ ابن عساکر پھر امام مزی نے ان کتابوں کے اطراف اور رجال پر کام کر کے ان کو اور اہمیت دی۔

صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کے بجائے سنن دارمی شامل ہے:

حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے بنیادی کتابوں میں نہ ابن ماجہ کی وفات کا تذکرہ کیا اور نہ ہی آپکی کتاب (سنن ابن ماجہ) کا ذکر کیا بلکہ کثیر متاخرین محققین اور اہلِ اثر متقدمین کی پیروی کرتے ہوئے صرف پانچ کتابوں کو بنیادی کتابیں قرار دیا اور ان میں سنن ابن ماجہ کو شامل نہ کیا بلکہ ان حضرات کے ساتھ مل کر حافظ صلاحُ الدین علائی اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اگر بنیادی کتابوں میں سنن ابن ماجہ کی بجائے سنن دارمی کو چھٹی کتاب قرار دیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔

سنن ابن ماجہ بنیادی کتابوں (صحاح ستہ) میں شامل ہے:

جب بعض حضرات نے سنن ابن ماجہ کو فقہ کے اندر زیادہ نفع دینے والی اور مفید کتاب جانا اور یہ بھی جانا کہ اس کے زوائد، موطا امام مالک سے زیادہ ہیں تو اسے ان موجودہ خصوصیات کی بناء پر صحاح ستہ میں داخل کر کے اسے چھٹی بنیادی کتاب قرار دیا اور سب سے پہلے جس نے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں داخل کیا وہ ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی مقدسی ہیں اور آپ نے اپنی کتاب ''اطراف الکتب الستة'' اور اسی طرح اپنی کتاب ''شروط الآئمة الستة'' میں سنن ابن ماجہ کو چھٹی کتاب شمار کر کے صحاح کی تعداد چھ تک پہنچائی۔آپ کے بعد حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور مقدسی نے اپنی کتاب ''الاکمال فی اسماءِ الرجال'' میں اسی کو اختیار کیا پھر ان

دونوں حضرات کے بعد، اس نظریے کو اختیار کرنے میں، اطراف ورجال پر کام کرنے والے اور کچھ دوسرے حضرات انہی کے نقشِ قدم پر چلے۔

الاکمال فی أسماء الرجال اور تهذیب الکمال:

امام مقدسی نے''الاکمال''میں کتب ستہ کے جملہ راویوں کے حالات قلم بند کیے تھے پھر حافظ مذی نے''تهذیب الاکمال''میں ان جملہ راویوں کی ترتیب و تہذیب کا کام سرانجام دیا۔(۳۷)

صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کے بجائے موطا شامل ہے:

بعض حضرات وہ ہیں، جنہوں نے موطا کو چھٹی بنیادی کتاب قرار دے کر صحاح ستہ میں شامل کیا جیسا کہ''تجرید''میں زرین بن معاویہ عبدی نے اور''جامع الاصول'' میں اثیر الدین شافعی نے نقل فرمایا۔

صحاح سبعه (سات بنیادی کتابیں):

بعض حضرات وہ ہیں، جنہوں نے سات کتابوں کو بنیادی کتابیں قرار دے کر صحاح خمسہ میں موطا اور سنن ابن ماجہ کو داخل کیا۔

بعض حضرات وہ ہیں، جنہوں نے سات کتابوں کو بنیادی کتابیں قرار دیکر صحاح خمسہ میں سنن ابن ماجہ اور موطا کی جگہ سنن دارمی کو داخل کیا۔یوں بنیادی کتابوں کی تعداد سات ہوئی۔واللہ اعلم

۳۷۔ امام مزی نے تہذیب الکمال، امام مقدسی کی کتاب:''الاکمال'' کی ترتیب پر مرتب کی ہے، البتہ اس کتاب''الاکمال''میں صحابہ وصحابیات کو دیگر راویوں سے جدا کر کے الگ الگ فصل میں ذکر کیا تھا۔ اس ترتیب کو امام مذی نے بدل کر صحابہ کرام کو قسم الرجال میں اسی جگہ ذکر کیا ہے، جہاں وہ ترتیب میں مناسبت رکھتے تھے۔اس طرح صحابیات کو قسم النساء میں جہاں ان کا نام ترتیب میں پڑتا تھا ذکر کیا ہے ،یوں کتاب ابتداء سے انتہاء تک بڑی دقت کے ساتھ مرتب کی ہے۔(مقدمۂ تہذیب الکمال۔ازمترجم)

آئمہ اربعہ کی کتابیں

پہلی کتاب ''موطا امام مالک'':

کچھ اس کتاب کے مصنف کے بارے میں:

اسمِ گرمی مالک، کنیت ابوعبداللہ، لقب امام دارالہجرہ، سلسلہ نسب یہ ہے: مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی۔ آپ کا نسبی تعلق یمن کے بادشاہ ذی الصبح کے شاہی خاندان سے تھا، اس لیے اصبحی کہلائے۔ اس پیکرِ علم وعمل کا وصال ۱۷۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

کچھ اس مایہ ناز کتاب کے بارے میں:

صحیح ترین قول کے مطابق اس کتاب کا مرتبہ صحیح مسلم کے بعد ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں تین ہزار مسائل اور سات سو احادیث ہیں اور خود اس کتاب کے مصنف، امام مالک سے یہ کتاب متعدد طرق سے مروی ہے۔

موطا امام مالک کو امام مالک سے روایت کرنے والے:

ان روایت میں سب سے بہترین اور مشہور روایت یحی بن کثیر لیثی اندلسی کی ہے، یہاں تک کہ جب ان شہروں میں مطلق موطا امام مالک بولا جاتا تو یہی یحی بن کثیر کی روایت مراد لی جاتی ہے اور سب سے بڑی روایت عبداللہ بن سلمہ قعنبی کی ہے۔

اور زیادات کے اعتبار سے سب سے بڑی روایت مدینے کے قاضی ابومصعب احمد بن ابی بکر قریشی زہری کی ہے۔

اور ایک روایت امام ابوحنیفہ کے پیروکار امام محمد بن حسن شیبانی کی بھی ہے اور امام محمد کی موطا میں کچھ احادیث ایسی بھی ہیں، جنہیں آپ امام مالک کے علاوہ دیگر سے

روایت کرتے ہیں اور امام مالک کی موطا میں مشہور روایات پر کچھ ایسے اضافات بھی ہیں، جو دوسری روایات میں موجود ہیں۔

اوران کے علاوہ ایک کتاب ابوالحسن علی بن محمد بن خلف معاضری قروی قابسی کی بھی ہے، جس کا نام الملخص ہے۔

ابوالحسن علی بن محمد قابسی کے حالات:

آپ مہدیہ کے قریب افریقہ کے ایک شہر قابس کے باشندے تھے اسی لیے قابسی کہلائے۔ ۴۰۳ھ قیروان میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے الملخص کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ ''ملخص'' ''خا'' کے کسرہ کے ساتھ ہے جیسا کہ صاحبِ تثقیف اللسان نے ذکر کیا اور صاحبِ کتاب نے خود اسے کسرہ کے ساتھ ہی پڑھا اور اسے فتحہ کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے اور قاضی عیاض نے الملخص کو دو وجوہات کی بناء پر اپنی فہرست میں ذکر فرمایا: پہلی یہ ہے کہ انہوں نے اس میں مؤطا کی وہ روایت جو عبدالرحمٰن بن القاسم المصری سے منقول ہے، اس کی متصل الاسناد جمع کی ہیں۔ دوسری یہ ہے کہ ابوعمرو دوانی نے کہا: الملخص پانچ سو بیس احادیث پر مشتمل ایک کتاب ہے اور دیگر حضرات نے بھی کہا کہ یہ کتاب حجم کے اعتبار سے اگرچہ چھوٹی ہے لیکن باب بندی کے اعتبار سے عمدہ ہے۔

مؤطا پر ہونے والے چھ علمی کام:

پہلا علمی کام: ابو القاسم عبدالرحمٰن مالکی کی دو کتابیں: (۱) مسند الموطا (۲) مسند ما لیس بالموطا، یہ دونوں کتابیں ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن غافقی جوہری مصری مالکی نے تحریر فرمائیں۔ آپ کی وفات ۳۸۵ھ میں ہوئی۔ ''الدیباج'' میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔

دوسرا علمی کام: حافظ ابن عبدالبر کی کتاب ''التقصی'' ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر نمری قرطبی مالکی نے ''التقصی'' کے نام سے ایک کتاب تحریر

فرمائی، جس میں آپ نے مؤطا کی احادیثِ مرفوعہ خواہ وہ متصل ہوں یا منقطع، ان کو امام مالک کے شیوخ کی ترتیب پر جمع کیا۔آپ کی وفات اندلس کے شہر شاطنہ میں ۴۶۳ھ میں ہوئی۔

تیسرا علمی کام: حافظ ابن عبدالبر کی ہی دوسری کتاب: ''حفظ المشرق والمغرب الشهير''۔ابن عبدالبر نے ایک اور کتاب بھی تحریر فرمائی، جس میں آپ نے موطا میں موجود مرسل، منقطع اور معضل تمام احادیث کو متصل سند کے ساتھ بیان کر کے تقویت دی۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: موطا میں وہ روایات جن میں امام مالک ''بلغنی'' فرماتے ہیں اور وہ روایات جن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت مجھے ثقہ سے پہنچی اور اس کے علاوہ ساٹھ ایسی احادیث ہیں، جن کی کسی نے سند بیان نہ کی۔ یہ تمام روایات امام مالک کے طرق سے متصل سند کے ساتھ تقویت حاصل کر چکی ہیں، ہاں چار روایات ایسی ہیں، جن کا امام مالک کے دیگر طرق سے متصل سند کے ساتھ آنا معلوم نہ ہوسکا پھر حافظ نے ان چاروں کو ذکر کیا۔

چوتھا علمی کام: ابن صلاح کی تصنیف، شیخ صالح فلانی فرماتے ہیں: میں نے ابن صلاح کی ایک مستقل تصنیف دیکھی، جس میں انہوں نے ان چاروں روایات (جن کی حافظ ابن عبدالبر کو متصل سند معلوم نہ ہوسکی تھی) کو سند متصل کے ساتھ بیان کیا۔

پانچواں علمی کام: قاضی شہاب الدین کی موطا پر شرح، شہاب الدین قاضی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن خلیل بن سعادت بن جعفر بن عیسیٰ خوبی شافعی دمشقی نے موطا کی شرح لکھنا شروع کی تھی، ابھی ایک جلد میں پندرہ احادیث کی شرح لکھی تھی کہ موت نے انہیں آلیا اور ۶۹۳ھ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

چھٹا علمی کام: ابو محمد تونسی مالکی کی ''كشف الغطاء في شرح مختصر

الموطا''، ابو محمد عبداللہ بن محمد بن فرحون یعمری تونسی مدنی مالکی نے پہلے ''الدر المخلص من التقصی والمخلص'' کے نام سے ایک کتاب لکھی،، جس میں آپ نے دونوں کتابیں (التقصی والمخلص) کی احادیث کو جمع کیا پھر چار جلدوں میں اس جامع کی عظیم الفائدہ مایہ ناز شرح لکھی اور اس کا نام ''کشف الغطا فی شرح مختصر الموطا'' رکھا۔

دوسری کتاب ''مسند امام اعظم ابوحنیفہ'':

آئمہ اربعہ کی کتابوں میں امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت فارسی کوفی فقیہِ عراق کی مسانید کا شمار بھی ہوتا ہے۔آپ کی مسانید کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے بلکہ امام ابو الصبر ایوب الخلوتی نے اپنے ثبت میں مسانید کی تعداد سترہ (۱۷) لکھی ہے۔

یاد رہے کہ یہ تمام مسانید خود امامِ اعظم کی تصانیف نہیں بلکہ بعد والوں نے آپ کی روایات کو ان میں جمع کیا اور امامِ اعظم کی طرف انکی نسبت اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ یہ مسانید امام اعظم سے مروی روایات پر مشتمل ہیں۔آپ نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔

کس نے امام اعظم کی مسانید جمع کیں؟

ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن خطیب خُوارِزمی متوفی ۶۶۵ ھ نے پندرہ (۱۵) مسانید کو ایک ہی کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام ''جامع المسانید'' رکھا، اور مکررات (جو روایت ایک سے زیادہ مرتبہ ہو) کو حذف کر کے فقہ کی ترتیب پر اسے مرتب کیا۔بعض محدثین نے ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث بن خلیل کلابازی حارثی سیذمونی (آدھے فرسخ پر واقع بخارہ کے قریب قریہ سیذمون کے باشندے ہونے کی وجہ سے سیذمونی کہلاتے تھے) المعروف: عبداللہ استاذ، متوفی ۳۴۰ھ کی تخریج کردہ روایات کو بھی ان مسانید میں شمار کیا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''تعجیل المنفعة بزوائدِ رجال

الاربعہ'' میں امام الزکی حافظ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خُسرو بلخی متوفی ۵۲۳ھ کی تخریج کردہ روایات کو بھی ان مسانید سے شمار کیا۔

تیسری کتاب ''مسند امام شافعی'':

آئمہ اربعہ کی کتابوں میں عالم قریش ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع شافعی قریشی مطلبی مکی ساکنِ مصر، متوفی ۲۰۴ھ کی مسند کا شمار بھی ہوتا ہے۔

یادرہے کہ یہ مسند بھی خود امام شافعی کی تصنیف نہیں بلکہ امام شافعی کی بیان کردہ مرفوع وموقوف احادیث اور ان احادیث پر مشتمل ہے، جو امام شافعی کے شاگرد ربیع موذن مصری متوفی ۲۷۰ھ سے بواسطہ ابوعباس محمد بن یعقوب اصم اموی معقلی متوفی ۳۴۶ھ سے مسموع ہیں، البتہ چار احادیث ایسی ہیں جنہیں ربیع موذن نے امام شافعی سے بواسطہ بویطی روایت کیا ہے۔

نیز اس مسند میں امام شافعی کی کتاب الام اور کتاب المبسوط میں موجود مرویات بھی شامل ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ اصم اموی نے خود اپنے لیے احادیث جمع کیں پھر اس مجموعے کا نام ''مسند الشافعی'' رکھا اور اس کی ترتیب قائم نہ کی، اس وجہ سے ''مسند الشافعی'' میں کثیر مقامات میں تکرار نظر آتی ہے۔ (دیکھیے ''فہرستُ الامیر'' اور شرح الاحیاء فی کتاب آداب الاخوۃ والصحبۃ)

چوتھی کتاب ''مسند امام اُحمد بن حنبل'':

ائمہ اربعہ کی کتابوں میں محی السنۃ ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی بغدادی، متوفی ۲۴۱ھ کی مسند کا شمار بھی ہوتا ہے اور آپ کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں اور آپ کی یہ مسند اٹھارہ (۱۸) مسانید پر مشتمل ہے۔ آپ کی سب سے پہلی مسند ''مسند العشر'' ہے، آپ کے بیٹے عبداللہ اور آپ کے شاگرد ابوبکر قطیعی کے اضافات بھی اس

مسند میں شامل ہیں۔

مسند امام احمد بن حنبل کی احادیث کی تعداد:

لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے مابین مشہور ہے کہ یہ مسند چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) احادیث پر مشتمل ہے۔

چنانچہ ابوموسی المدینی فرماتے ہیں کہ میں عرصہ دراز سے لوگوں سے اس بات کو سن رہا تھا کہ اسی میں چالیس ہزار احادیث ہیں حتی کہ میں نے اسے بذاتِ خود ابو منصور بن زریق کے پاس پڑھا (ابوموسی المدینی کی عبارت مکمل ہوئی) نیز اس بات کو بلکل اس طرح شمس الدین محمد بن علی حسینی نے ''التذکرۃ'' میں بیان کیا، پھر فرمایا: تکرار کے ساتھ اس کی احادیث کی تعداد چالیس ہزار ہے۔

اور ابن مناوی فرماتے ہیں کہ اس میں تیس ہزار احادیث ہیں اور یہی قول معتبر ہے۔اس کے علاوہ کا اعتبار نہیں۔

مسند امام احمد بن حنبل نہ ہی کلی طور پر صحیح احادیث پر مشتمل ہے اور نہ ہی اس کی کثیر احادیث موضوع ہیں:

امام احمد بن حنبل نے اس مسند میں چُن چُن کر ساڑھے ستر لاکھ (۷۰۵۰۰۰۰) احادیث کا انتخاب کیا اور اس میں اُسی حدیث کو داخل کیا، جو آپ کے نزدیک استدلال کے لائق تھی۔اس اعتبار سے ابن صلاح نے جو کتبِ سنن کو مسند امام احمد بن حنبل پر ترجیح دی ہے، اس پر اعتراض وارد ہوسکتا ہے اور بعض نے انتہا کردی کہ مسند امام احمد بن حنبل پر اسمِ صحت کا اطلاق کیا (یعنی یہ مطلقاً صحیح ہے) جبکہ حق یہ ہے کہ اس میں بہت ساری ضعیف احادیث ہیں پھر ضعف میں بھی ایک دوسرے سے شدید تر ہیں، حتی کہ ابن جوزی نے ان میں سے کثیر احادیث کو اپنی ''موضوعات'' میں درج کیا لیکن حافظ ابو الفضل عراقی نے بعض احادیث کے متعلق ابن جوزی پر شدید تعاقب کیا (یعنی بعض احادیث کو

ابن جوزی نے موضوع کہا تھا، انہوں نے ثابت کیا کہ یہ موضوع نہیں ہیں) بلکہ حافظ ابن حجر نے ''القول المسدد فی الذب عن مسند احمد'' میں اور علامہ سیوطی نے ''القول المسدد'' کے حاشیہ ''الذیل الممهد علی القول المسدد'' میں تو تمام احادیث کے متعلق ابن جوزی پر تعاقب کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے تو اس بات کو تحقیق سے ثابت کیا کہ مسند امام احمد بن حنبل کی کوئی بھی حدیث موضوع نہیں ہے اور یہ کہ جن کتب میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا، ان کے مقابلے میں مسند امام احمد بن حنبل تحریر اور چناؤ کے اعتبار سے بہترین اور عمدہ ترین کتاب ہے۔ مزید حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: مسلم و بخاری کی احادیث پر سنن ابوداود اور ترمذی کی زائد احادیث کے مقابلے میں مسند کی زائد احادیث میں ضعف کم ہے اور بعض محدثین نے فرمایا: کثیر متاخرین نے جن احادیث کو صحیح قرار دیا ان کے مقابلے میں مسند احمد کی ضعیف احادیث بہترین حالت پر ہیں۔

نیز اصبہان کے بعض حفاظ، حافظ ابن زریق اور بعض متاخرین نے مسند احمد کو ابواب کی ترتیب پر لکھا اور حافظ ابوبکر بن محبّ نے اسے حروفِ تہجی کی ترتیب پر لکھا اور اس کا نام ''اسماء المقلین'' رکھا۔

کس کس نے امام احمد بن حنبل کی کتابوں پر کام کیا؟

امام احمد بن حنبل کے بیٹے ابوعبدالرحمن عبداللہ بن احمد بن حنبل بغدادی، متوفی ۲۹۰ھ نے اپنے والد کی ''مسند'' کی زوائد پر ایک کتاب لکھی، ضخامت کے اعتبار سے اصل مسند کا ایک چوتھائی ہے اور ایک یہ قول بھی ہے کہ یہ کتاب دس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے اپنے والد کی کتاب ''الزھد'' کی زوائد پر بھی ایک کتاب لکھی۔

اورابوبکر محمد بن ابومحمد مقدسی حنبلی نے پوری مسندِ امام احمد بن حنبل کوحروف تہجی کی ترتیب پرلکھا۔

تنبیہ: آئمہ اربعہ کی چار کتابوں کا تعارف بھی مکمل ہوا یوں یہ چار اور پہلی چھ کتابیں ملکرمکمل دس کتابیں ہوگئیں(تلک عشرة کاملة)اور یہ اسلام کی بنیادی کتابیں ہیں،انہی پردین کا دارومدار ہے۔

کن کتابوں میں مصنفین نے صحت کا التزام کیا؟

محدثین کرام نے درج ذیل تیرہ (۱۳) کتابوں میں صحت کا التزام کیا:

۱:موطا امام مالک

۲:صحیح بخاری

۳:صحیح مسلم

ان تینوں کا تعارف گزرچکا ہے۔

۴:صحیح ابن خزیمه

یہ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ سلمٰی،نیشاپوری،ابن حبان کے شیخ متوفی ۳۱۱ھ کی تصنیف ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے نزدیک امام الآئمہ کے لقب سے معروف ومشہور ہیں۔

۵:صحیح ابن حبان

یہ ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن معاذ تیمی دارمی بُستی شافعی کی تصنیف ہے۔آپ خراسان کے کنارے پرواقع ملک غور کے بڑے شہر ”بُست“ کے رہائشی تھے،اس لیے بُستی کہلائے۔آپ کا شمار بڑے حفاظ میں ہوتا ہے۔آپ کی بیشمار تصانیف ہیں۔آپ کی صحیح کا نام ”التقاسمه والأ نواع“ ہےاور یہ پانچ بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل ہے۔اوراس کی ترتیب بڑی عجیب وغریب ہے کہ نہ یہ ابواب کی ترتیب پر ہے

اور نہ ہی مسانید کی ترتیب پر ہے، اسی وجہ سے اس کتاب کے اسلوب کو سمجھنا نہایت ہی دشوار کام ہے۔ آپ کی وفات ۳۵۴ھ میں ہوئی۔

صحیح ابن حبان کی ترتیب کس نے قائم کی؟

علاء الدین ابوحسن فارسی حنفی فقیہ نحوی، متوفی ۷۳۹ھ نے صحیح ابن حبان کو اچھے انداز میں ابواب کی ترتیب پر لکھا اور اس کا نام ''**الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان**'' رکھا۔ اسی طرح علاء الدین نے ''**معجم الطبرانی الکبیر**'' کو بھی ابواب کی ترتیب پر لکھا۔

صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ:

صحیح ابن حبان اس وقت پوری کی پوری دستیاب ہے برخلاف صحیح ابن خزیمہ کے کیونکہ اس کا اکثر حصہ دستیاب نہیں۔ جیسا کہ علامہ سخاوی نے کہا اور یوں بھی کہا گیا کہ ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعد سب سے پہلے صحیح ابن خزیمہ کا مرتبہ ہے پھر صحیح ابن حبان کا۔

٦:صحیح حاکم المعروف "المستدرک علی الصحیحین"

یہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ حاکم ضبی طہمانی نیشاپوری المعروف ابن بیّع متوفی ۴۰۵ھ کی تصنیفِ لطیف ہے۔

امام حاکم کی تصانیف:

آپ کی کثیر تصانیف ہیں، فنِ تصنیف کے میدان میں کوئی دوسرا آپ سے سبقت حاصل نہ کر سکا، مثلاً: الاکلیل، المدخل الی علیم الحدیث، تاریخِ نیشاپور اور فضائل الشافعی، اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

امام حاکم کا اپنی کتاب میں اسلوب:

امام حاکم نے اپنی کتاب میں بخاری و مسلم کی شرائطِ تخریج پر یا بخاری و مسلم میں

سے کسی ایک کی شرط پر اُن احادیث کو جمع کیا، جو صحیح بخاری ومسلم میں درج نہیں کی گئی ہیں۔

امام حاکم نے اپنی کتاب میں ان احادیث کو بھی جمع کیا، جو بخاری ومسلم کسی کی شرط پر بھی نہیں ہیں کیونکہ امام حاکم کسی کو صحیح کہنے میں، امام بخاری ومسلم کے مقابلے میں متساہل ہیں۔

اور محدثین کا اتفاق ہے کہ حاکم کے شاگرد امام بیہقی، حدیث کی طلب وتحریر میں ان سے فائق تھے۔

المستدرک پر ایک تبصرہ:

حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قیماز ترکمانی فارقی ذہبی (آپ کا آبائی پیشہ سوناری (صرافی) تھا، اس وجہ سے ذہبی سے مشہور ہوئے، عربی زبان میں الذہب سونے کو کہتے ہیں) متوفی ۷۴۸ھ نے المستدرک کی تلخیص کی اور مستدرک کی بہت ساری احادیث پر تعقب کیا (گرفت کی) کہ یہ حدیث موضوع ہے، یہ منکر ہے اور یہ ضعیف ہے۔ اور امام ذہبی نے یہ بھی کہا کہ علماء کرام امام ترمذی اور حاکم کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے اور ابن جوزی نے اپنی ''موضوعات'' میں مستدرک کی تقریباً ساٹھ (۶۰) احادیث کا ذکر فرمایا لیکن اکثر کے متعلق امام حاکم کی حمایت کی اور ان احادیث کی صحت ثابت کی۔

تعقبات میں ہے: بعض محدثین نے مستدرکِ حاکم سے سو موضوع احادیث نکال کر ایک رسالہ میں جمع کیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے مستدرک کی احادیث کو صحیح قرار دینے پر کتاب ''توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک'' لکھی، جو مکمل نہ ہوسکی۔

برہان الدین حلبی نے بھی مستدرک کی تلخیص کی ہے:

ابوسعد المالینی کا گمان ہے کہ مستدرک میں مسلم وبخاری کی شرط پر کوئی حدیث

نہیں۔اس کا رد امام ذہبی نے یوں فرمایا کہ یہ خواہ مخواہ کا غلو اور تشدد ہے بلکہ مستدرک میں تو احادیث کی بہت بڑی تعداد ان دونوں میں سے ایک کی شرط پر ہے گویا کہ آدھی کتاب اس طرح کی روایات پر مشتمل ہے اور مستدرک کا ایک چوتھائی حصہ ایسی احادیث پر مشتمل ہے، جن کی سند تو صحیح ہے مگر علل کے پائے جانے کے ساتھ، اب رہا بقیہ چوتھائی حصہ تو منکر اور غیر صحیح احادیث پر مشتمل ہے اور اس حصے میں موضوع احادیث بھی داخل ہیں۔

مستدرک میں تساہل کا سبب:

بعض نے کہا کہ مستدرک میں موجود تساہل کا سبب یہ ہے کہ امام حاکم نے یہ کتاب عمر کے آخری حصے میں تصنیف کی تھی اور عمر کے تقاضے کے باعث آپ سے بعض مقامات پر بے خبری وتبدیلی سرزد ہوئی۔

یا یہ سبب ہے کہ تصنیف کے بعد آپکے لیے اس کی تنقیح ایک مشکل مرحلہ تھا، آپ صرف ابتدائی حصہ کی تنقیح وتبییض کر سکے۔اس پر دلیل یہ کہ مستدرک کے پہلے پانچویں حصوں میں، بقیہ حصوں کے مقابلے میں تساہل بہت کم ہے۔

اور حافظ نے کہا کہ مستدرک کے چھ حصوں میں سے دوسرے حصے کے نصف تک امام حاکم کی املاء ہے اور بقیہ ساڑھے چار حصے بطریقِ اجازت ہیں اور املاء والے حصوں میں، بعد والے حصوں کے مقابلے میں تساہل بہت کم ہے۔

صحیح ابن خذیمہ، صحیح ابن حبان، اور صحیح حاکم:

حازمی نے کہا: ابن حبان حدیث کے معاملے میں حاکم سے زیادہ ثقہ اور مضبوط ہیں۔

عماد بن کثیر نے کہا: ابن خذیمہ اور ابن حبان دونوں نے اپنی کتب میں صحیح احادیث لانے کا التزام کیا اور ان دونوں حضرات کی کتابیں مستدرک سے کافی حد تک بہتر

ہیں اور متن وسند کے اعتبار سے کافی حد تک پاک اور صاف ہیں۔

دیگر حضرات نے یہ بھی فرمایا: صحیح ابن خذیمہ، صحیح ابن حبان سے زیادہ بلند مرتبہ والی کتاب ہے، البتہ ابن حبان تساہل کے معاملے میں امام حاکم کے قریب ہیں کیونکہ ابن حبان نے صرف عادل اور ثقہ راویوں کی روایت لانے کا التزام نہیں کیا بلکہ بعض اوقات مجہول راویوں کی روایت بھی لاتے ہیں، بالخصوص آپ کا یہ بھی طریقہ ہے کہ آپ حسن کو صحیح میں داخل کر دیتے ہیں لیکن یہ سب ان کی اپنی اصطلاح ہے اور اصطلاح کے اندر اختلاف واعتراض کی گنجائش نہیں ہے (کیونکہ باہمی طور پر متعارف متفق علیہ ہوتا ہے) صحیح ابن حبان کے علاوہ صحیح ابن خذیمہ میں بھی ایسی احادیث شامل ہیں، جن پر صحیح کا حکم لگایا گیا حالانکہ وہ صرف درجۂ حسن تک ہی پہنچ سکتی ہیں بلکہ ترمذی شریف کے اندر بھی ایسی احادیث مل جاتی ہیں، جنہیں امام ترمذی نے صحیح قرار دیا حالانکہ وہ صرف درجۂ حسن تک ہی پہنچ سکتی ہیں حالانکہ امام ترمذی خود صحیح وحسن کے درمیان فرق کرنے والوں میں سے ہیں۔

تنبیہ: قارئین! دیکھا آپ نے ان کتابوں میں کس قدر تساہل ہے، لہٰذا ہر کتاب کی احادیث میں غور وخوض اور نظر وفکر کرنا ضروری ہے تاکہ ہر حدیث پر علیحدہ سے اس حدیث کے لائق اور مناسب حکم بیان کیا جاسکے۔ واللہ اعلم بالصواب

۷: مستدرک دارَقطنی

یہ ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی الدار قطنی بغدادی الشافعی کی کتاب ہے۔ آپ کا مسکن شہرِ بغداد کا محلّہ دارَقطن ہے، جس کی طرف نسبت کرتے ہوئے دارَقطنی کہلائے، آپ صاحب السنن، صاحب العلل، اور امیر المومنین فی الحدیث تھے اور آپ نے خود اپنے جیسا آدمی نہ دیکھا۔ آپ کی وفات ۳۸۵ھ میں ہوئی۔

دارقطنی کا اسلوب:

اس کتاب کا نام ''الالزامات'' ہے۔امام دارقطنی کی یہ کتاب بھی مستدرک حاکم کی طرح ہے اور آپ نے اس کتاب میں وہ احادیث جمع کی ہیں، جو امام بخاری ومسلم کی شرط پر تھیں لیکن انہوں نے ان کو ذکر نہیں کیا اور یہ کتاب ایک لطیف جلد میں مسند کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔

۸:مستدرک ابی ذرعبد هروی

صحیحین پر حافظ ابو ذر عبد ابن احمد بن محمد بن عبداللہ عفیر انصاری ہروی مالکی کی بھی مستدرک ہے۔آپ خراسان کے چار صوبوں (نیشاپور، مرو، بلخ، اور ہراۃ) میں سے بڑے صوبے ہراۃ کے باشندے تھے، اسی لیے ہروی کہلائے۔آپ نے مکہ میں بھی رہائش اختیار کی۔آپ بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں۔آپ عابد وزاہد تھے۔صحیح قول کے مطابق آپ کی وفات ۴۳۴ھ میں ہوئی۔ یہ کتاب بھی دارقطنی کی طرح ایک لطیف جلد میں مسند کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔

۹:صحیح ابن الشرقی

یہ امام مسلم کے شاگرد حافظ ابوحامد محمد بن حسن نیشاپوری معروف ابن الشرقی، متوفی ۳۲۵ھ کی تصنیف ہے۔امام ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں اور تاج الدین سبکی نے ''طبقات'' میں ان کا تذکرہ کیا۔تاج الدین سبکی کے الفاظ یوں ہیں: ''انہوں نے صحیح کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی اور متعدد مرتبہ حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل کی''۔

یہ کتاب اتنی مشہور نہیں ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ صحیح مسلم پر ایک تخریج ہو۔

۱۰:مختارۃ مقدسی

یہ حافظ ثقہ (قابل اعتماد) ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد احمد عبدالرحمٰن

سعدی مقدسی دمشقی صالحی حنبلی کی تصنیف لطیف ہے، آپ زاہد ومتقی تھے، آپ کی وفات ۶۴۳ھ میں ہوئی۔

کتاب کا اصل نام: ''الأحادیث الجیاد المختارة ممالیس فی الصحیحین او أحدهما''۔ یہ کتاب حروفِ تہجی کے اعتبار سے مسانید کی ترتیب پر (نہ کہ ابواب کی ترتیب پر) اجزاء میں لکھی گئی، مگر یہ کتاب پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

انہوں نے اس کتاب میں صرف صحیح احادیث لانے کا التزام کیا تھا اور اس میں بے شمار ایسی احادیث ذکر کیں، جنہیں آپ سے پہلے کسی نے صحیح نہ کہا تھا، اس کے باوجود آپ کی تصحیح کو تسلیم کیا گیا، ہاں بہت کم ایسی احادیث ہیں، جنہیں صحیح کہنے کی بناء پر آپ کی پکڑ ہوئی۔

اور ابن تیمیہ اور زرکشی وغیرہ نے کہا ''امام مقدسی کی تصحیح، امام حاکم سے زیادہ بلند پایا ہے''

اور زرکشی نے رافضی کی تخریج میں ''اللیالی'' کے اندر لکھا ہے کہ ''امام مقدسی کی تصحیح کو امام حاکم کی تصحیح سے بلند پایا ہے اور یہ کہ ان کی تصحیح، امام ترمذی اور امام ابن حبان کی تصحیح کے قریب قریب ہے۔

اور ابن عبدالہادی ''انصارم المنکی'' میں اس طرح لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: کیونکہ اس (المختارة) میں غلطیاں بہت کم ہیں اور یہ صحیح حاکم کی طرح نہیں ہے کیونکہ صحیح حاکم میں بہت ساری احادیث موضوع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مستدرک حاکم کا مرتبہ دیگر کُتبِ احادیث سے کم ہے۔

۱۱:منتقی ابن جارود

یہ صحیح احادیث پر مشتمل ایک کتاب ہے، اس کے مصنف کا نام ابومحمد عبداللہ بن علی بن الجارود نیشاپوری ہیں، آپ مکہ میں رہتے تھے۔ آپ کی وفات ۳۰۶ھ یا ۳۰۷ھ میں ہوئی۔

یہ کتاب بھی صحیح ابن خذیمہ کی مستخرج کی طرح ایک لطیف جلد میں مرتب ہے اور اس میں تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) احادیث ہیں، میں نے اس کی احادیث میں تتبع وغور و خوض کیا تو سوائے چند احادیث کے تمام احادیث کو شیخین (امام بخاری ومسلم) کی مرویات سے پایا۔

ابوعمر اندلسی نے ''المرتقی فی شرح المنتفی'' کے نام سے اس کی شرح تحریر فرمائی۔

۱۲:منتقی ابن اصبغ قرطبی

''منتقی'' کا مطلب ہے: احکام کے اندر وہ منتخب احادیث، جن کی سند نبی کریم ﷺ تک متصل ہے۔ منتقی ہی کے نام سے ابومحمد قاسم بن اصبغ بن محمد بن یوسف بیانی (آپ اندلس کے صوبہ بیانہ کے باشندے تھے اس لیے بیانی کہلائے، بیانہ اور قرطبہ کے درمیان تیس (۳۰) میل کی مسافت ہے) قرطبی مالکی نے بھی صحیح احادیث پر مشتمل، ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب ابن جارود کی کتاب ''المنتقی'' کی طرز پر لکھی گئی۔ ابومحمد بن حزم فرماتے ہیں: قاسم بن اصبغ کا چناؤ، ابن جارود کے چناؤ سے بہتر ہے۔

۱۳:صحیح حافظ سعید بن عثمان

صحیح احادیث پر مشتمل ایک اور تصنیف بھی ہے، اس کے مصنف ساکنِ مصر حافظ ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بن سکن بغدادی مصری، متوفی ۳۵۳ھ ہیں، یہ ''الصحیح المنتفی اور السنن الصحاح الما ثورۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے معروف ہے لیکن اس کتاب میں احادیث کی اسناد حذف کردی گئی ہیں اور مصنف نے اس کتاب کو تمام ضروری احکام کی مناسبت سے ابواب پر مرتب کیا اور اپنے نزدیک صحیح احادیث کو ان ابواب کے تحت داخل کیا ہے۔

خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں نے جن احادیث کو اجمالی طور پر اپنی اس کتاب میں ذکر کیا، ان کی صحت پر آئمہ کا اجماع ہے اور اس کے بعد اُن احادیث کو ذکر کیا، جو چند آئمہ کے نزدیک صحیح ہیں، ان آئمہ کے نام اور ان کے نزدیک اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی وجہ بھی بیان کردی اور اس کے بعد ان احادیث کو بھی ذکر کیا، جن کے صحیح کہنے میں کوئی ایک منفرد ہے اور اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی وجہ بھی بیان کردی ہے اور صحیح قرار دینے کی نسبت صرف اسی کی طرف کی ہے (دیکھئے تقی الدین سبکی کی: ''شفاء السقام'')

مسلم و بخاری یا کسی ایک پر کتب مستخرجہ

ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

مستخرجاتِ بخاری:

بخاری شریف کی تقریباً چار مستخرجات ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱:مستخرج جرجانی

یہ حافظ ابو بکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل اسماعیلی جرجانی شافعی متوفی ۳۷۱ھ کی تصنیف ہے۔امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہے: مجھے ان کے حافظہ نے حیران کردیا اور اب مجھے یقین ہوگیا کہ متاخرین حافظہ اور علم میں متقدمین کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتے اور ''المعجم'' اور ''المسند الکبیر'' بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

۲:مستخرج غطریفی

یہ ابو بکر اسماعیلی کے دوست حافظ ابو احمد محمد بن ابی حامد احمد بن حسین بن قاسم بن غطریف بن جہم غطریفی غطریف عبدی جرجانی رباطی، متوفی ۳۷۷ھ کی تصنیفِ لطیف ہے۔

۳:مستخرج ابن ابی ذھل

یہ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عباس بن احمد بن محمد بن عصیم بن بلال بن عصم، المعروف ابن ابی ذہل، متوفی ۳۷۸ھ کی تصنیف ہے۔

۴:مستخرج ابن مردویہ

یہ حافظ ابو بکر احمد بن موسی بن مردویہ اصبہانی کی تصنیف ہے، انہوں نے ''التاریخ'' اور ''التفسیر المسند'' کے نام سے بھی تصانیف لکھیں، آپ کی

وفات ۴۱۶ھ میں ہوئی۔

ابن مردویہ کبیر اور صغیر:

کبیر تو یہ ہی مستخرج کے مصنف اور صغیر ان کے پوتے ہیں، ان کا پورا نام ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی ہے۔ ان کی اپنے دادا سے ملاقات ثابت نہیں ہے، آپ کی وفات ۴۹۸ھ میں ہوئی۔ (یہ چاروں بخاری شریف کی مستخرجات ہیں)

مستخرجاتِ مسلم:

بارہ (۱۲) محدثین نے مسلم شریف پر مستخرج لکھی، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱:مستخرج ابو عوانہ اسفرایینی

یہ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید اسفرایینی نیشاپوری شافعی کی تصنیف ہے، آپ نیشاپور کے اطراف میں ایک اسفرایین گاؤں کے رہنے والے تھے، اسی لیے اسفرایینی کہلائے اور اسفرایین، نیشاپور اور جرجان کے درمیانی راستے میں واقع ہے، آپ جلیل القدر محدث اور حافظِ کبیر تھے، آپ کی وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی، اس مستخرج میں ابوعوانہ کے کئی اضافہ جات بھی ہیں۔

علاوہ ازیں درج ذیل میں مزید مصنفین کے نام ہیں، جنہوں نے صحیح مسلم پر مستخرجات لکھی ہیں۔

۲: حافظ ابومحمد قاسم بن اصبغ بیانی قرطبی، متوفی ۳۴۰ھ۔

۳: حافظ ابوجعفر احمد بن حمدان بن علی بن عبداللہ بن سنان بن حیری، آپ نیشاپور کے مشہور ومعروف بڑے محلّہ ''حیرہ'' کے باشندے تھے، اس وجہ سے ''حیری'' کہلائے، آپ کی وفات ابن خذیمہ کی وفات سے کچھ دن پہلے ۳۱۱ھ میں ہوئی۔

۴: حافظ ابوبکر محمد بن رجاء نیشاپوری اسفرایینی متوفی، ۲۸۶ھ، ان کے اکثر

اساتذہ وہی ہیں، جوامام مسلم کے بھی استاذ تھے۔

۵: حافظ ابوبکرمحمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن زکریا شیبانی جوزقی، متوفی ۳۸۸ھ، آپ نیشاپور کے قریبی گاؤں ''جوزق'' میں مقیم تھے، اس لیے ''جوزقی'' کہلائے۔

۶: حافظ ابوحامد احمد بن محمد بن شارک ہروی شارکی شافعی، متوفی ۳۵۵ھ۔

۷: حافظ ابوالولید حسان بن محمد بن احمد بن ہارون قریشی اموی قزوینی نیشاپوری شافعی، متوفی ۳۴۴ھ۔

۸: حافظ ابوعمران موسیٰ بن عباس بن محمد جوینی نیشاپوری، متوفی ۳۲۳ھ، آپ بسطام سے نیشاپور کی طرف جانے والے راستے پر واقع علاقہ ''جوین'' کے باشندے تھے، اسی لیے ''جوینی'' کہلائے۔

۹: حافظ ابونصر محمد بن محمد بن یوسف طوسی شافعی، متوفی ۳۴۴ھ۔

۱۰: حافظ ابوسعید احمد بن ابوبکر محمد بن حافظ الکبیر ابوعثمان محمد بن اسماعیل حیری نیشاپوری، آپ نے طرسوس میں ۳۵۳ھ میں شہادت کا جام پیا۔

۱۱: حافظ ابوفضل احمد بن سلمہ نیشاپوری، متوفی ۲۸۶ھ، آپ نے طلبِ حدیث کے لیے ''بلخ'' اور ''بصرہ'' کا سفر امام مالک کے ساتھ کیا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: ان کی مستخرج کا اسلوب ''صحیح مسلم'' کی طرح ہے۔ شیخ ابوقاسم نصرآبادی نے فرمایا: میں نے خواب میں ابوعلی ثقیب کی زیارت کا شرف حاصل کیا، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ احمد بن سلمہ کی صحیح سے ضرور استفادہ کرو۔

۱۲: حافظ ابومحمد احمد بن محمد بن ابراہیم طوسی بلاذری متوفی ۳۳۹ھ، امام ذہبی نے فرمایا کہ انہوں نے صحیح مسلم پر مستخرج لکھی۔

مستخرجاتِ بخاری ومسلم:

نو(۹) محدثین نے مسلم و بخاری دونوں پر مستخرج لکھی، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱: حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران اصفہانی صوفی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ، آپ مدن کے مشہور ومعروف بڑے شہر اصفہان کے رہائشی تھے، اسی لیے اصفہانی کہلائے، آپ کی تصانیف کثیر ہیں۔

۲: حافظ ابوعبداللہ بن محمد بن یعقوب بن یوسف شیبانی نیشاپوری المعروف ابن الاخرم، متوفی ۳۴۴ھ۔

۳: حافظ ابوذر ہروی (ماقبل میں ان کی وفات گزر چکی ہے)

۴: حافظ محمد حسن ابن ابوطالب محمد بن حسن بن علی بغدادی المعروف خلّال، متوفی ۴۳۹ھ۔

۵: حافظ ابوعلی حسین بن محمد بن احمد بن محمد بن حسین بن عیسی بن ماسرجس ماسرجسی، متوفی ۳۶۵ھ، آپ پہلے عیسائی تھے پھر عبداللہ بن مبارک نیشاپوری کے ہاتھ پر اسلام کا شرف حاصل کیا۔

۶: حافظ ابومسعود سلیمان بن ابراہیم اصبہانی ملیحی، متوفی ۴۸۶ھ۔

۷: حافظ ابوبکر احمد بن علی بن محمد بن ابراہیم بن منجویہ اصبہانی بردی، ساکن نیشاپور، متوفی ۴۲۸ھ۔

۸: حافظ ابوبکر احمد بن عبدان بن محمد بن فرج شیرازی، متوفی ۳۸۸ھ۔

۹: حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب خوارزمی برقانی شافعی متوفی ۴۲۵ھ۔

مستخرجاتِ سنن:

جس طرح بخاری ومسلم پر مستخرجات لکھی گئی ہیں، اس طرح سننِ ابوداؤد وترمذی

وغیرہ پر بھی مستخرجات تحریر کی گئی ہیں لیکن ان تمام مستخرجات کو صحیح نہیں کہا جاسکتا، ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مستخرجاتِ ابوداؤد:

سنن ابوداؤد پر مستخرجات تین ہیں:

۱: قاسم بن اصبغ کی مستخرج۔

۲: ابوبکر بن منجویہ کی مستخرج۔

۳: ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک بن ایمن بن فرج قرطبی، متوفی ۳۳۰ھ۔

پھر قاسم بن اصبغ نے اپنی مستخرج کا اختصار کیا، اس کا نام "المجتنی" رکھا، اس میں دوہزار چارسوستر (۲۴۷۰) مسند احادیث ہیں اور یہ سات اجزء پر مشتمل ہے۔

مستخرجاتِ سنن ترمذی:

سنن ترمذی پر دو مستخرجات ہیں:

۱: ابوبکر بن منجویہ نے سنن ترمذی پر بھی مستخرج تحریر کی۔

۲: ابوحاتم رازی کے استاذ ابوعلی حسن بن علی بن نصر خراسانی طوسی، متوفی ۳۱۲ھ کی مستخرج اور ان کے تو اکثر استاذ بھی وہی ہیں جو امام ترمذی کے اساتذہ تھے۔

علاوہ ازیں ابونعیم اصفہانی نے ابن خذیمہ کی کتاب التوحید پر مستخرج لکھی اور حافظ ابوالفضل عراقی نے مستدرکِ حاکم پر مستخرج کی املاء کروانا (یعنی مستخرج لکھوانا) شروع کی تھی لیکن پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

مستخرج کی تعریف:

محدثین کے نزدیک مستخرَج اس کتاب کو کہتے ہیں کہ مصنف (مستخرج لکھنے والا) ایک کتاب اُٹھاتا ہے اور اس کتاب کی تمام احادیث کو (اس کتاب کے مصنف کی

اسانید سے نہیں بلکہ) اپنی اسانید سے روایت کرتا ہے پھر مستخرج لکھنے والا، اس کتاب کے مصنف کے شیخ میں مل جاتا ہے (کیونکہ دونوں کا شیخ ایک ہی ہو جاتا ہے) یا شیخ الشیخ میں حتی کہ صحابی تک جا کر بھی مل جاتا ہے، مزید یہ کہ مستخرج لکھنے والا اصل کتاب میں جو احادیث کے متون کی ترتیب اور اسانید کے طرق ہیں، ان کی رعایت بھی کرتا ہے۔

مستخرج لکھنے والے کو جو احادیث کسی معتمد سند سے نہ مل سکے تو بسا اوقات انہیں اپنی مستخرج میں ذکر ہی نہیں کرتا اور بسا اوقات اصل کتاب کے مصنف کی سند سے ہی ذکر کر دیتا ہے اور کبھی محدثین کے نزدیک مستخرج اس کتاب کو کہا جاتا ہے، جسے اس کے مصنف نے محدثین کی چند مخصوص کتابوں سے احادیث لے کر مرتب کیا ہو، مثلاً: حافظ ابو القاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن اسحاق بن محمد بن یحی بن مندہ عبدی کی مستخرج متوفی ۴۷۰ھ۔

مستخرج ابن مندہ:

ابن مندہ نے اس مستخرج کو علماء و محدثین کی کتب سے احادیث لے کر مرتب کیا اور انہوں نے اسے اس لیے مرتب کیا تھا کہ آسانی سے یاد کر سکے اور اس کا نام ''**المستخرج من کتب الناس للتذکرہ والمستطرف من احوال الناس للمعرفه**'' رکھا اور آپ نے اس کتاب میں احادیث کو جمع کر کے، اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا، ابن مندہ کی کتابوں میں المسند، کتاب الوفیات اور جزء فی اکل الطین کا شمار بھی ہوتا ہے اور حافظ ابن حجر اپنی کتابوں میں ابن مندہ کی مستخرج سے بکثرت عبارات نقل کرتے ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ ابن مندہ نے اسے اپنی مستخرج میں ذکر کیا اور کبھی فرماتے ہیں کہ ابن مندہ نے اسے اپنے ''التذکرہ'' میں ذکر کیا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبِ سنن کا تعارف

سنن کی تعریف:

اصطلاحِ محدثین میں ''سنن'' ان کتابوں کو کہا جاتا ہے، جو ابوابِ فقھیہ یعنی ایمان، طہارت، نماز، زکوٰۃ اور دیگر ابوابِ فقھیہ پر لکھی گئی ہو۔

ان کتابوں میں کوئی موقوف حدیث نہیں ہوتی کیونکہ اصطلاحِ محدثین میں موقوف کو سنت نہیں بلکہ حدیث کہا جاتا ہے۔

کتبِ سنن:

سنن کی مشہور کتابیں تقریباً پچیس (۲۵) ہیں۔

۱:سنن ترمذی

۲:سنن ابو داؤد

۳:سنن نسائی

۴:سنن ابن ماجه

ان چاروں کتابوں کا تعارف گزر چکا ہے۔

۵:سنن امام شافعی

اس کی دو روایات ہیں: ایک ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی کی اور دوسری ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی طحاوی کی یہ سنن ایک ہی جلد میں ہے۔

۶:سنن نسائی کبریٰ

امام نسائی نے خود اس کی تلخیص کی ہے اور اس سے وہ احادیث نکال دیں جن کی

اسناد میں کسی وجہ سے کلام تھا (اور نئی سنن کا نام سننِ صغریٰ (المجتبیٰ) رکھا) اور جب محدثین یہ کہتے ہیں کہ امام نسائی نے اس حدیث کو روایت کیا تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ حدیث سننِ صغریٰ (یعنی المجتبیٰ) میں ہے، سنن کبریٰ میں نہیں ہے۔

۷:سنن دارمی

یہ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرَام بن عبدالصمد تمیمی سمرقندی دارمی، متوفی ۲۵۵ھ کی تصنیف ہے، اس میں کئی اسنادِ عالی اور ثلاثیات بھی ہیں اور اس کی ثلاثیات صحیح بخاری کی ثلاثیات سے زیادہ ہیں۔

۸،۹:سنن بیھقی صغری و کبری

یہ امام حافظ الکبیر شیخ السنۃ ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ بیہقی خسروجردی شافعی کی تصنیف ہے اور آپ نیشاپور کے نواحی علاقہ بیہق (جو نیشاپور سے بیس فرسخ کی مسافت پر ہے) کے باشندے تھے اس لیے "بیہقی" کہلائے۔ اور آپ کی وفات ۴۵۸ھ میں نیشاپور میں ہی ہوئی اور آپ کی میت کو مقامِ بیہق لے جایا گیا اور بیہق کے قریب خسروجرد میں آپ کی تکفین وتدفین کا سلسلہ ہوا۔

سنن بیہقی صغری اور کبری میں فرق:

سنن بیہقی کے نام سے آپ کی دو کتابیں ہیں ایک ''سنن بیھقی صغری'' یہ دو جلدوں پر ہے، دوسری ''سنن بیھقی کبری'' یہ دس جلدوں پر ہے اور یہ دونوں کتابیں ''مختصر المزنی'' کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں۔ ان دونوں کتابوں کی مثل اسلام میں کوئی کتاب معرض تحریر میں نہ آئی اور کبری میں تو احکام سے متعلق تمام احادیث کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔

سنن بیہقی پر حاشیہ الجوھر النقی:

شیخ علاء الدین قاضی القضاء عزالدین علی بن فخرالدین عثمان بن ابراہیم بن

مصطفیٰ بن سلمان ماردینی حنفی المعروف ابن الترکمانی، متوفی ۷۵۰ھ نے سنن بیہقی پر ایک حاشیہ تحریر فرمایا اور اس کا نام ''الجوھر النقی فی الرد علی البیھقی'' رکھا اور اس حاشیہ کا اکثر حصہ بیہقی پر اعتراضات، مناقشات اور مجادلات پر مشتمل ہے۔

پھر زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی نے اس حاشیہ کی تلخیص لکھی اور اس کا نام ''ترصیع الجوھر النقی'' رکھا۔ اور اسے حروف تہجی کی ترتیب پر لکھ رہے تھے کہ حرفِ میم تک ہی پہنچے تھے کہ داعیِ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

امام بیہقی کی تصانیف:

امام بیہقی نے بہت ساری کتابیں تحریر فرمائیں اور تمام کتب میں اپنے علم کے مطابق موضوع احادیث داخل نہ کرنے کا بالخصوص خیال رکھا۔

بعض محدثین نے کہا: آپ کی کتب کی تعداد ہزار کے قریب ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱: کتاب العقائد ۲: دلائل النبوہ ۳: شعب الایمان ۴: مناقب الشافعی ۵: الدعوت الکبیر ۶: سنن کبریٰ

ان چھ کتابوں کے متعلق تاج الدین سبکی فرماتے ہیں: واللہ ان میں ہر ایک کتاب بے مثال ہے۔ ۷: کتاب الاسماء والصفات۔ اس کتاب کے متعلق بھی امام تاج الدین سبکی فرماتے ہیں: مجھے اس کتاب کی نظیر نہ مل سکی۔ ۸: کتاب الخلاقیات۔ علامہ سبکی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: اس موضوع پر آج تک اس جیسی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ ۹: کتاب المعرفۃ السنن والآثار: علامہ سبکی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: کوئی شافعی فقیہ اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۱۰: کتاب المدخل الی السنن الکبری۔ ۱۱: کتاب البعث والنشور۔

۱۰:سنن ابو الولید

کتب سنن میں ''سنن ابو الولید'' کا شمار بھی ہوتا ہے،اس کے مصنف کا نام ''ابو خالد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج رومی اموی ہے،آپ کی کئی تصانیف ہیں بلکہ آپ کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے''اسلامی تاریخ میں اول صف کے مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

علی بن مدینی نے آپ کی تاریخِ وفات ۱۴۹ھ بتائی، یہ غلط ہے جبکہ درست ۱۵۰ھ یا ۱۵۱ھ ہے۔

۱۱:سنن سعید بن منصور

یہ ابو عثمان بن سعید بن منصور بن شعبہ مروزی کی تصنیف ہے۔آپ طالقان میں رہنے کی وجہ سے پہلے طالقانی کہلائے پھر خراسان میں رہنے کی وجہ سے خراسانی کہلائے ، بالآخر مکہ میں رہائش اختیار کر لی ، مکہ میں ہی ۲۲۷ھ میں وفات ہوئی اور آپ نے یہ سنن بھی مکہ میں ہی تصنیف فرمائی۔

ابن ابی الدنیا کی تصنیفات کی طرح یہ سنن بھی معضل ، منقطع ،اور مرسل احادیث کا مرجع ہے۔

۱۲:سنن کشی

یہ ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ بن مسلم بن ماعز بصری کشّی کی تصنیف ہے۔آپ جرجان سے تین فرسخ کی مسافت پر پہاڑوں میں موجود بستی ''کش'' میں رہائش پذیر تھے،اسی لئے کشی کہلائے۔

بعض نے کشی کے بجائے کجی کا قول کیا اور وجہ یہ بیان کی کہ کج کی طرف نسبت کرتے ہوئے کجی کہلائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ کج فارسی میں چونے کو کہتے ہیں اور جب آپ بصرہ میں گھر تعمیر کر رہے تھے تو آپ ''چونا لاؤ'' ''چونا لاؤ'' اس کی تکرار

کرتے تھے۔جس کی وجہ سے آپ کا لقب ہی ''کجی'' پڑھ گیا۔
آپ ۲۹۲ھ کو بغداد میں واصل بحق ہوئے اور بصرہ میں تکفین وتدفین کا سلسلہ ہوا۔

۱۳:سنن دارَ قطنی

مصنف نے اس میں نادر نادر احادیث کو اکٹھا کیا اور اس میں ضعیف، منکر بلکہ موضوع احادیث بھی بکثرت ہیں۔

۱۴:سنن دولابی

یہ حافظ ابو جعفر محمد بن صباح دولابی رازی متوفی ۲۲۷ھ کی تصنیف ہے۔

۱۵:سنن زبیدی

یہ قاضی ابو قرہ موسی بن طارق یمانی زبیدی کی تصنیف ہے۔آپ یمن کے مشہور شہر زبید کے رہائشی ہونے کی وجہ سے ''زبیدی'' کہلائے۔آپ کا شمار ''سنن نسائی'' کے راویوں میں ہوتا ہے۔موسی بن عقبہ، ابن جریج اور محدثین کی ایک جماعت آپ کے اساتذہ ہیں اور امام احمد بن حنبل وغیرہ آپ کے تلامذہ ہیں۔
''تقریب'' میں زبیدی کو نویں طبقے سے تعلق رکھنے والے قابلِ اعتماد راویوں میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات ذکر نہیں کی۔

۱۶:سنن کلبی

یہ ابو بکر احمد بن ھانی طائی کلبی خراسانی بغدادی المعروف اثرم کی تصنیف ہے۔ آپ حافظ، فقیہہ اور امام احمد بن حنبل کے خصوصی شاگرد ہیں۔آپ کی یہ عمدہ اور نفیس کتاب اس بات کا پتہ بتاتی ہے۔کہ آپ اس فن کے امام اور وسیع حافظے کے مالک تھے۔آپ کی وفات ۲۷۳ھ میں ہوئی۔

۱۷:سنن خلال ھزلی

یہ حافظ ثقہ ابو علی حسن بن علی بن محمد ہزلی حلوانی خلال متوفی ۲۴۲ھ کی تصنیف

ہے۔ ''خل'' سرکہ کو کہتے ہیں چونکہ یہ آپ کا پیشہ تھا، اسی لیے ''خلال'' کہلائے اور عراق کے اینڈ میں واقع حلوان آپ کا آبائی شہر تھا، اسی لیے حلوائی کہلائے بعد میں مکہ میں رہائش اختیار کرلی تھی۔

۱۸:سنن عقدی

یہ ابو عمر وسہل بن ابوسہل زَنجلہ عقدی کی تصنیف ہے۔آپ ''خیاط'' کہلائے کیونکہ ''خیاط'' درزی کو کہتے ہیں اور آپ کا پیشہ یہی تھا۔آپ کی وفات ۲۴۰ھ کے قریب قریب ہوئی۔

۱۹:سنن صغار

یہ حافظ ابو الحسن احمد بن عبید بن اسماعیل بصری صغار کی تصنیف ہے۔امام دارَقطنی فرماتے ہیں: آپ قابلِ اعتماد راوی تھے، آپ نے مسند کو بہت اچھے انداز میں تحریر فرمایا۔امام ذہبی نے ان کے حالاتِ زندگی میں ان کی وفات بیان نہ کی، ہاں یہ بیان کیا ہے کہ علی بن احمد بن عبدان شیرازی رہوزی نے ان سے ۳۴۱ھ میں احادیث سنیں اور امام ذہبی نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کی اس سنن سے ابوبکر بیہقی اپنی سنن میں بکثرت روایات نقل کی ہیں۔

۲۰:سنن ہمدانی

یہ ابوبکر محمد بن یحیی ہمدانی شافعی، متوفی ۳۴۷ھ کی تصنیف ہے۔
شیرویہ نے اس کتاب کے بارے میں کہا: اس سے پہلے اس جیسی کتاب معروضِ تحریر میں نہیں آئی۔

۲۱:سنن ابن لال

یہ ابوبکر احمد بن علی بن احمد بن محمد بن فرج بن لال ہمدانی شافعی کی تصنیف ہے۔
''لال'' فارسی لفظ ہے، اس کا معنی ہے ''گونگا'' اور آپ شام کے علاقے ''عکا'' میں

۳۹۸ھ کو دنیا سے پردہ فرما گئے۔

۲۲:سنن نجاد

یہ حافظ الحدیث ابو بکر احمد بن سلیمان بن حسن بن اسرائیل نجاد بغدادی حنبلی کی تصنیف ہے۔سنن کے اندر آپ کی کتاب کو بلند مقام حاصل ہے۔آپ کی وفات ذوالحجہ ۳۴۸ھ میں ہوئی۔

۲۳:سنن اذدی

یہ ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل قاضی اذدی مالکی کی تصنیف ہے۔آپ پہلے بصرہ میں رہتے تھے اسی لئے ''بصری'' کہلائے، بعدازاں آپ بغداد میں رہنے لگے، جس کی وجہ سے آپ بغدادی کہلائے۔آپ اپنے زمانہ میں مالکیہ کے شیخ تھے۔آپ ۲۸۲ھ کو اچانک دنیا سے رخصت ہو گئے۔

۲۴:سنن ابو یوسف اذدی

یہ ابو محمد یوسف بن یعقوب بن حماد بن زید بن درہم اذدی بصری بغدادی، متوفی ۲۹۷ھ کی تصنیف ہے۔

۲۵:سنن طبری

یہ حافظ الحدیث ابو قاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور طبری رازی شافعی المشہور الکائی، متوفی ۴۱۸ھ کی تصنیف لطیف ہے۔

یہ سنن کی مشہور پچیس کتابیں ہیں ان میں سے بعض کتابوں کو زیادہ شہرت حاصل ہے اور بعض کو کم۔

کتبِ سنت کے نام سے معروف کتابیں

کتبِ سنت کی تعریف:

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں ترغیب دلائی گئی ہے کہ سنت کی پیروی کی جائے، اس پر عمل کیا جائے اور پہلی صدی ہجری کے بعد جو بدعات اور منکرات معرضِ وجود میں آئی ہیں، ان سے بچا جائے۔

ان کتابوں کے چند مصنفین کے نام درج ذیل ہیں:

۱: امام احمد، ۲: ابوداؤد، ۳: ابوبکر اثرم، ۴: عبداللہ بن احمد، ۵: ابوالقاسم الکائی۔

ان پانچوں حضرات نے ''کتاب السنة'' کے نام سے تصانیف لکھی ہیں اور ان سب کے حالاتِ زندگی ماقبل میں گزر چکے ہیں۔

۶: حافظ الحدیث قابلِ اعتماد راوی ابوعلی حنبل بن ہلال بن اسد شیبانی، متوفی ۲۷۳ھ آپ امام احمد بن حنبل کے چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ ان کے شاگرد بھی ہیں۔

۷: ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بغدادی حنبلی المعروف خلال۔

یہ امام احمد بن حنبل کے علم کو جمع کرنے، ترغیب دینے اور تحریر کرنے والے ہیں آپ کی یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ کی ایک اور کتاب ''العلل'' کے نام سے ہے۔ جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ کی وفات ۳۱۱ھ میں ہوئی۔

۸: حافظ الحدیث ابوشیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حَیان اصبہانی حَیانی، متوفی ۳۶۹ھ۔ آپ اپنے دادا حَیان کی نسبت سے ''حَیانی'' کہلائے۔

۹: ابوبکر احمد بن عمرو بن نبیل ابوعاصم ضحاک بن مخلد شیبانی بصری۔ آپ اصبہان

میں قاضی کے عہدے پر فائز تھے۔آپ ۲۸۷ھ کواس فانی دنیا سے پردہ فرما گئے۔

۱۰: خطیب ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی المعروف ابن شاہین۔آپ کا شمار کبار حفاظ میں ہوتا ہے۔آپ کی تصانیف کی تعداد تین (۳۰۰) سو ہے، آپ کی وفات ۳۸۵ھ میں ہوئی۔

۱۱: ابوقاسم سلیمان بن احمد بن اقرب بن مطر لخمی شافعی طبرانی۔آپ شام کے شہر طبریہ کے رہائشی تھے،اس لئے ''طبرانی'' کہلائے۔آپ مسند الدنیا اور حافظ الحدیث کے لقب سے معروف ہیں، آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔

آپ کی وفات سوسال کی عمر پانے کے بعد ۳۶۰ھ میں ہوئی۔

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی بن مندہ عبدی اصبہانی۔آپ اپنے دادا ابوعبداللہ کے ماموں کی نسبت سے ''عبدی'' کہلائے کیونکہ ان کے دادا کے ماموں قبیلۂ بنوعبد یالیل میں رہتے تھے۔آپ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ اور حافظ الحدیث کے لقب سے معروف ہیں۔آپ ۳۹۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

اہلِ بدعت کے رد پر کتبِ حدیث:

کتبِ سنت کے مرتبے میں چند ایسی کتابوں کا شمار بھی ہوتا ہے، جو اہلِ بدعت کی تردید میں لکھی گئی ہیں۔

۱: **كتابُ الرد على الجهمية**: یہ عثمان بن سعید دارمی کی تصنیف ہے۔

۲: **كتابُ الرد على الجهمية**: یہ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کی تصنیف ہے۔

۳: **كتاب الاستقامة**: یہ ابوعاصم خُشیش (یہ عجمی لفظ،صیغۂ تصغیر ہے) ابنِ اصرم نسائی، متوفی ۲۵۳ھ کی تصنیف ہے۔

۴: **كتاب الحجه على تاريک المحجة**

یہ ابوفتح نصر بن ابراہیم بن نصر بن ابراہیم بن داؤد مقدسی شافعی۔آپ دمشق میں

رہتے تھے۔آپ کی وفات ٤٧٠ھ میں ہوئی، باب الصغیر قبرستان میں امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور کے قدموں میں آپ کی قبر مبارک ہے، جس کے پاس دعاء قبول ہوتی ہے۔

٥: كتاب الابانة عن أصول الديانة

یہ ابونصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم سجزی وائلی بکری کی تصنیف ہے۔آپ قبیلۂ بکر بن وائل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے بکری کہلائے، بعدازاں حرم پھر مصر میں رہائش اختیار کرلی تھی۔آپ کی وفات مکہ معظّمہ میں ٤٤٤ھ کو ہوئی۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: ''كتاب الابانة''مسئلۂ قرآن میں ایک طویل کتاب ہے اوراس کتاب کے معانی ومفاہیم سے اس بات کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ اس کے مصنف فنِ حدیث میں کس قدر ماہر ہیں اور رجال وطرقِ حدیث سے کس قدر واقف ہیں۔

فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھی گئی کتابیں

یہ کتابیں سنن اور احادیث مرفوعہ پر مشتمل ہیں، ان میں کچھ مصنّف اور کچھ جامع کے نام سے مشہور ہیں۔

مصنَّفات:

مصنفات کی تعداد چھ ہے:

ا:مصنف وکیع بن جراح

یہ ابوسفیان وکیع بن جراح بن ملیح رؤاسی کوفی کی تصنیف ہے۔''رؤاس''قبیلہ قیس عیلان کی ایک قوم کا نام ہے، آپ اس قوم سے تعلق رکھنے کی بناء پر''رؤاسی'' کہلائے۔آپ عراق کے محدث تھے۔آپ کی وفات ۱۹۶ھ کے آخر میں یا ۱۹۷ھ کی ابتداء میں ہوئی۔

۲:مصنف حماد بن سلمہ

یہ ابوسلمہ حماد بن سلمہ بن دینار ربعی بصری بزاز، متوفی ۱۶۷ھ بعداز عیدالاضحیٰ، کی تصنیف ہے۔

۳:مصنفِ عتکی

یہ ابو ربیع سلیمان بن داؤد عتکی زہرانی بصری ساکنِ بغداد، متوفی ۲۳۴ھ، کی تصنیف ہے۔

۴:مصنفِ ابن ابی شیبہ

یہ حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی کوفی عباسی، متوفی ۲۳۵ھ، کی تصنیف ہے۔اس کی دو بڑی بڑی جلدیں ہیں، مصنف علیہ الرحمۃ نے اس میں محدثین

کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے احادیثِ مبارکہ کو اسانید کے ساتھ جمع کرنے کے ساتھ ساتھ فتاوی تابعین اور اقوالِ صحابہ کو بھی جمع کیا اور اسے ابوابِ فقہ کی ترتیب پر لکھا ہے۔

۵:مصنف عبدالرزاق

یہ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔اور یہ مصنف ابن ابی شیبہ سے ضخامت میں چھوٹی ہیں،اسے بھی کتبِ فقہ وابوابِ فقہ کی ترتیب پر لکھا گیا ہے۔

۶:مصنف بقی بن مخلد

یہ بقی بن مخلد بن یزید قرطبی حافظ الحدیث کی تصنیف ہے۔آپ نے اس میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فتاوی کو جمع کیا۔

ابن جزم اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:اس میں مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق اور مصنف سعید بن منصور سے زیادہ مواد جمع کیا گیا ہے۔

جوامع کی تعداد نو (۹) ہے: (جامع وہ کتاب ہے،جس میں یہ آٹھ مضامین ہوں:''عقائد، احکام،تفسیر،سیر ومغازی،آداب،مناقب،فتن اور علاماتِ قیامت'' جیسے بخاری وترمذی اور مسلم شریف۔ازمترجم)

۱:جامع عبدالرزاق

عبدالرزاق نے مصنَّف کے علاوہ ایک جامع بھی تحریر فرمائی ہے۔یہ ایک مشہور اور بڑی کتاب ہے اور اس کی اکثر احادیث کو صحاحِ ستہ کے مصنفین (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) نے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے۔

۲:جامع سفیان ثوری

یہ شیخ الاسلام سید الحفاظ ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری، متوفی ۱۶۰ھ یا ۱۶۱ھ، کی تصنیف ہے۔آپ قبیلہ مضر کی ''ثورابی'' نامی بستی کے رہائشی تھے،اس لیے ''ثوری'' کہلائے۔

۳:جامع سفیان بن عیینہ

یہ سفیان بن عیینہ بن میمون ہلالی کوفی، متوفی ۱۹۸ھ، کی تصنیف ہے۔آپ کی ایک ''تفسیر القرآن'' بھی ہے۔

۴:جامع معمر بن راشد

یہ ابو عروہ معمر بن راشد ازدی بصری ساکنِ یمن، متوفی ۱۵۳ھ یا ۱۵۴ھ، کی تصنیف ہے۔

۵:جامع خلال

یہ ابوبکر احمد بن محمد خلال حنبلی کی تصنیف ہے اور یہ بہت بڑی کتاب ہے۔

۶:جامع کبیر

یہ امام بخاری کی تصنیف ہے۔

۷:جامع صغی

یہ بھی امام بخاری کی تصنیف ہے۔

۸:جامع مسلم

یہ مسلم بن حجاج کی تصنیف ہے۔

۹:جامع الاحکام فی معرفۃ الحلال والحرام

یہ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصنیف ہے، جامع ابن عربی کے نام سے مشہور ہے، ابواب کی ترتیب پر ہے اور اس کے ہر باب کے تحت مسند احادیث ہیں۔

جامع کس کتاب کو کہتے ہیں؟

محدثین کے نزدیک جامع وہ کتاب ہے، جس میں تمام ضروری احکام سے متعلقہ احادیث موجود ہوں، مثلاً: عقائد، احکام، زہد، کھانے پینے کے آداب، سفر وحضر، تفسیر، سِیَر، تاریخ اور مناقب ومثالب وغیرہ ابواب سے متعلقہ احادیث موجود ہوں۔

جوامع ومصنفات کے علاوہ فقہی ابواب پر مرتب کتب

۱: كتاب الآثار

یہ محمد بن حسن شیبانی کی تصنیف ہے۔ آپ قبیلہ شیبان کی نسبت سے شیبانی کہلائے، آپ امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد اور موطا امام مالک کے راوی ہیں۔ آپ نے یہ کتاب فقہی ابواب پر لکھی ہے اور یہ کتاب ایک لطیف جلد میں دستیاب ہے۔

۲: كتاب الأم

یہ امام شافعی کی تصنیف ہے، اسے امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان نے آگے روایت کیا اور یہ سات جلدوں میں ہے۔

۳: شرح السنة

یہ رکن الدین محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود بن محمد المعروف فراء بغوی کی تصنیف ہے۔ ''فرو'' چمڑے کو کہتے ہیں، آپ چمڑے کے ملبوسات تیار کر کے بیچتے تھے، اس لئے فراء کہلائے اور آپ شہرِ بغشور کے رہائشی تھے، اسی لئے بغوی کہلائے اگرچہ یہ نسبت خلافِ قیاس ہے چونکہ قیاس کے مطابق ''بغشوری'' ہونا چاہیے تھا۔ یا پھر مرو اور ہرات کے درمیان خراسان کے شہر ''بغ'' کی نسبت سے ''بغوی'' کہلائے۔

آپ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ فقیہ، محدث اور مفسر تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کی تصانیف کو شرفِ قبولیت بخشی کیونکہ آپ کا ارادہ نیک وصالح تھا، آپ بڑے اللہ والے اور عابد وزاہد بھی تھے۔

آپ شوال ۵۱۶ھ کو دنیا سے پردہ فرما گئے۔

۴:كتاب الشريعة في السنة

یہ ابو بکر محمد بن حسین بن بغدادی آجری کی تصنیف ہے۔آپ بغداد کی بستی ''اجز'' کی نسبت سے آجری کہلائے۔آپ شافعی المذہب تھے۔آپ فقیہ اور محدث بھی تھے۔آپ نے حدیث کے موضوع پر ''کتاب الاربعین حدیثا'' کے نام سے کتاب لکھی۔آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ عابد وصالح بھی تھے۔آپ کی وفات ۳۶۰ھ میں ہوئی۔

۵:تهذيب الآثار

یہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد طبری آملی کی تصنیف ہے۔آپ طبرستان میں رہنے کی وجہ سے پہلے ''طبری'' کہلائے پھر طبرستان کے شہر آمل کے رہائشی ہونے کی وجہ سے ''آملی'' کہلائے۔آپ کی وفات صحیح قول کے مطابق ۳۱۰ھ میں ہوئی۔

"تهذيب الآثار" پر ایک نظر:

یہ کتاب امام طبرانی کی بہترین اور تعجب میں ڈال دینے والی کتابوں میں سے ہے۔اس کتاب میں ابتداً آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کو ذکر کیا پھر ہر حدیث پر طرق وعلل کے اعتبار سے کلام کیا پھر فقہ، حدیث، اختلافِ علماء اور دلائلِ علماء کو بیان کیا نیز معانی ومطالب بھی بیان فرمائے ہیں۔

مزید یہ کہ اس کتاب میں آپ نے عشرہ مبشرہ، اہل بیت اور ان کے آزاد کردہ غلاموں سے مروی احادیث کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ابن عباس سے مروی احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ بھی کتاب میں داخل کیا لیکن افسوس کہ اس علمی شاہکار کو پایۂ تکمیل تک پہچانے سے پہلے آپ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔

۶:شرح معاني الآثار

یہ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک طحاوی ازدی کی تصنیف

ہے۔آپ یمن کے مشہور اور بڑے قبیلے ''ازد'' کے باشندے تھے۔اس لئے ''ازدی'' کہلائے۔اور اس میں اختلاف ہے کہ آپ ''طحاوی'' کیوں کہلائے؟ ابن اثیر کے قول کے مطابق آپ مصر کی بستی ''طحا'' کے باشندے تھے اس لئے ''طحاوی'' کہلائے جبکہ علامہ سیوطی فرماتے ہیں: ابن کثیر کا کہنا صحیح نہیں کیونکہ آپ ''طحا'' کے باشندے نہ تھے بلکہ ''طحا'' کے قریب ''طحطوط'' نامی بستی میں رہتے تھے،اس اعتبار سے نسبت ''طحطوطی'' بنتی ہے لیکن آپ نہ پسند جانتے تھے کہ آپ کو طحطوطی کہا جائے،اس وجہ سے آپ نے قریبی بستی ''طحا'' کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے۔

آپ حنفی عالم،فنِ حدیث کے امام اور حافظ الحدیث تھے۔آپ امام شافعی کے شاگرد مزنی کے بھانجے تھے۔

آپ کی وفات مصر میں ۳۲۱ھ میں ہوئی اور آپ کا مدفن قرافہ نامی بستی میں ہے۔

''شرح معانی الآثار'' پر تبصرہ:

یہ بلند پایہ اور جلیلُ القدر کتاب ہے۔امام طحاوی نے اسے کتبِ فقہ اور ابوابِ فقہ کی ترتیب پر لکھا۔اس میں احکام سے متعلقہ حضورِ نبیِ اکرم ﷺ سے مروی ان تمام احادیث کو جمع کیا،جن کے بارے میں یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ بعض احادیث،دوسری احادیث کے متعارض،بعض منسوخ اور دوسری بعض ان کی ناسخ اور بعض مطلق اور دوسری بعض ان کے لیے مقید ہیں اور بعض پر عمل کرنا ضروری ہے (امام طحاوی نے باہم متعارض،ناسخ ومنسوخ،مطلق ومقید اور معمول بھا وغیر معمول بھا احادیث کے مابین تطبیق دے دی،جو کہ ایک دشوار امر تھا۔یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔علامہ بدرالدین نے اس کی شرح لکھی،اس کے اسماء الرجال کو علیحدہ کیا اور اپنی شرح کا نام ''مبانی الآثار فی شرح معانی الآثار'' رکھا ہے۔

۷: كتاب معاني الأخبار

یہ ابو بکر محمد بن اسحاق کلاباذی بخاری کی تصنیف ہے۔ آپ کی یہ کتاب ''بحر الفوائد'' کے نام سے مشہور ہے۔

۸: كتاب مرحفة السنن والآثار

یہ ابوسلیمان حَمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب بستی خطابی کی تصنیف ہے۔ آپ اپنے دادا ''خطاب'' کی نسبت سے ''خطابی'' کہلائے۔ آپ کے دادا خطاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھائی زید بن خطاب کی نسل سے ہیں۔ بعض مورخیں نے آپ کا نام احمد بیان کیا ہے، یہ غلط ہے اور آپ فقیہ اور مشہور حافظ الحدیث تھے اور آپ کی کئی تصانیف ہیں، ان میں ''سنن أبو داؤد'' کی شرح ''معالم السنن'' کا شمار بھی ہوتا ہے۔ آپ کی وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

تنبیہ: فقہی ابواب پر مرتب دو قسم کی کتب ہیں: ایک وہ کتابیں ہیں، جو مختلف فقہی ابواب پر مشتمل ہیں اور دوسری وہ کتابیں ہیں جو مخصوص ابواب پر مشتمل ہیں یعنی ایک کتاب کے اندر ایک خاص باب سے متعلق احادیث کو جمع کیا گیا ہو۔ پہلی قسم میں چھ جوامع، نو مصنفات اور دیگر فقہی ابواب پر مشتمل آٹھ کتب شامل ہیں، یوں ان کی تعداد تئیس (۲۳) ہوئی، جن کا تعارف گزر چکا ہے۔ دوسری کتابوں کا تعارف درج ذیل ہے۔ (از مترجم)

مخصوص فقہی ابواب پر لکھی گئی کتابیں

ان میں سے تقریباً اٹھاسی (۸۸) کتابوں کا یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۱: کتاب التصدیق بالنظر للّٰہ

یہ امام اجری کی تصنیف ہے۔

۲: کتاب تثبیت الرؤیا للّٰہ

یہ ابونعیم اصبہانی کی تصنیف ہے۔

۳: کتاب الاخلاص

یہ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس العریوف، ابن ابی الدنیا، اموی بغدادی کی تصنیف ہے۔آپ حافظ الحدیث اور کئی مشہور نفع بخش تصنیف کے مصنف تھے۔آپ کی وفات ۲۸۱ھ میں ہوئی۔

۴: کتاب الاخلاص

یہ ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن ابوحسین علی بن محمد بن علی بن جوزی قریشی تیمی صدیقی بغدادی کی تصنیف ہے۔اس بارے میں اختلاف ہے کہ آپ جوزی کیوں کہلائے ،اس بارے میں تین اقوال ملتے ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ آپ کے گھر میں ''جوزہ'' (اخروٹ کا درخت) تھا اور اس کے علاوہ شہر واسط میں کوئی اخروٹ کا درخت نہ تھا، اس لئے آپ جوزی کہلائے۔دوسرا قول یہ ہے کہ آپ مشہور مقام ''فرضۃ الجوز'' کی نسبت سے جوزی کہلائے۔تیسرا قول یہ ہے کہ آپ اخروٹ بیچا کرتے تھے،اس لئے ''جوزی'' کہلائے لیکن یہ تیسری وجہ درست نہیں ہے۔

آپ مذہب حنبلی سے تعلق رکھتے تھے،آپ واعظ اور بلند پایہ مصنف تھے اور

آپ کی تصانیف کی تعداد ڈھائی سو (۲۵۰) کے قریب قریب ہے جیسا کہ ابنِ جوزی نے اپنے سبط میں خود لکھا ہے۔ آپ ۵۹۷ھ میں دنیا سے پردہ فرما گئے۔

۵: کتاب الایمان

یہ احمد بن حنبلؒ کی تصنیف ہے۔

۶ کتاب الایمان

یہ ابوبکر بن ابی شیبہ کی بھی تصنیف ہے۔

۷: کتاب الایمان

یہ ابو الفرج یا ابو الحسن عبدالرحمٰن بن عمر بن یزید بن کثیر زہری اصبہانی کی بھی تصنیف ہے۔ آپ حافظ الحدیث تھے، آپ کا لقب ''برستہ'' تھا۔

۸: کتاب التوحید و اثبات الصفات

یہ ابوبکر بن خزیمہ کی چند اجزاء پر مشتمل تصنیف ہے۔

۹: کتاب التوحید و اثبات الصفات

یہ ابوعبداللہ بن مندہ محمد بن اسحاق کی بھی تصنیف ہے۔

۱۰: کتاب الاعتقاد و الهدیة الی سبیل الرشاد

یہ امام بیہقیؒ کی تصنیف ہے۔

۱۱: کتاب الأسماء و الصفات

یہ بھی امام بیہقیؒ کی تصنیف ہے۔

۱۲: کتاب ذم الکلام

یہ ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد بن علی بن محمد بن ست انصاری ہروی کی تصنیف ہے۔ آپ ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ نے ''منازل السائرین'' کے نام سے بھی ایک کتاب لکھی ہے، آپ کی وفات ۴۸۱ھ میں ہوئی۔

۱۳: کتاب الطهور

یہ حافظ الحدیث ابوعبدالقاسم بن سلام بغدادی بغوی شافعی کی تصنیف ہے۔آپ ہرات میں رہنے والے ایک آدمی کے غلام تھے اور آپ کے والد رومی تھے۔آپ کی تاریخِ وفات اور جائے وفات میں بڑا اختلاف رہا کہ مدینے میں ہوئی یا مکہ میں پھر ۲۲۲ھ یا ۲۲۳ھ یا ۲۲۴ھ میں ہوئی۔

۱۴: کتاب الطهور کے نام سے "سنن أبو داؤد" کے مصنف

یہ ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد سجستانی ازدی کی بھی تصنیف ہے۔آپ اور آپ کے ولدِ گرامی دونوں حافظ الحدیث تھے۔آپ کی وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی۔

۱۵: کتاب الانتفاع بجلودِ السباع

یہ امام مسلم بن حجاج القشیری کی تصنیف ہے۔

۱۶: کتاب فضل السواک

یہ ابونعیم اصبہانی کی تصنیف ہے۔

۱۷: کتاب خصائص السواک

یہ ابوالخیر احمد بن اسماعیل طالقانی قزوینی حاکمی کی تصنیف ہے، یہ صرف بارہ فصلوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔

۱۸: کتاب الصلاۃ

یہ حافظ الحدیث ابونعیم فضل بن دکین کوفی تیمی ملائی کی تصنیف ہے۔آپ کا شمار امام بخاری کے کِبار شیوخ میں ہوتا ہے۔آپ کی وفات ۲۱۷ھ یا ۲۱۸ھ میں ہوئی۔

۱۹: کتاب الصلاۃ

اس نام سے امام الفقہاء ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی شافعی کی بھی تصنیف ہے۔آپ بہت ساری بلند پایہ تصانیف کے مصنف ہیں اور آپ کی وفات ۲۹۴ھ میں ہوئی۔

۲۰: کتاب الأذان: مصنف ابوشیخ ابن حبان

۲۱: کتاب المواقیت: مصنف ابوشیخ ابن حبان

۲۲: کتاب النیة: مصنف ابن ابی دنیا

۲۳: کتاب القراء ة خلف الامام: مصنف امام بخاری

۲۴: کتاب رفع یدین فی الصلاة: مصنف امام بخاری

۲۵: البسملة: مصنف ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر قرطبی۔

۲۶: کتاب الصفة الصلاة

یہ ابو حاتم بن حبان کی تصنیف ہے۔ ابن حبان اپنی کتاب ''التقاسیم'' میں فرماتے ہیں: انسان جب چار رکعت والی نماز ادا کرتا ہے تو حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ سو سنتوں کو بجالاتا ہے۔ میں نے ان تمام سنتوں کو اپنی کتاب ''صفة الصلاة'' کی مختلف فصلوں میں ذکر کیا ہے۔

۲۷: کتاب القنوت: مصنف ابوقاسم بن مندہ

۲۸: کتاب سجدات القرآن:

مصنف: ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بن بشیر حربی بغدادی شافعی، متوفی ۲۸۵ھ

۲۹: کتاب التہجد: مصنف ابن ابی الدنیا

۳۰: کتاب العیدین: مصنف ابن ابی الدنیا

۳۱: کتاب العیدین:

مصنف ابوبکر جعفر بن محمد بن حسن فریابی۔ آپ ترک کے شہر ''فریاب'' کے رہائشی تھے، اس لیے ''فریابی'' کہلائے۔ آپ کی وفات ۳۰۱ھ میں ہوئی۔

۳۲: کتاب صلاة الضحی: مصنف ابوعبداللہ حاکم

۳۳: کتاب الجنائز: مصنف ابوحفص بن شاہین

۳۴: کتاب اتباع الأموت: مصنف ابراہیم حربی

۳۵: کتاب العزاء: مصنف ابن ابی الدنیا

۳۶: کتاب المحتضرین: مصنف ابن ابی الدنیا

۳۷: کتاب حیاۃ الأنبیاء : مصنف امام بیہقی

۳۸: کتاب الزکوۃ: مصنف ابومحمد یوسف بن یعقوب قاضی

۳۹: کتاب الأموال: مصنف ابوعبید

۴۰: کتاب الأموال: مصنف ابوالشیخ

۴۱: کتاب الأموال:

مصنف: ابواحمد حمید بن مخلد بن قتیبہ بن عبداللہ نسائی ازدی، آپ ''ابن رنجویہ'' کی کنیت سے مشہور تھے اور رنجویہ آپ کے والدِ گرامی کا لقب تھا۔ آپ کی وفات ۲۴۸ھ یا ۲۵۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی یہ کتاب ابوعبید کی ''کتاب الاموال'' کی مستخرج معلوم ہوتی ہے اور بسا اوقات آپ کے شیوخ وہی ہیں، جو ابوعبید کے شیوخ تھے۔ نیز ابوعبید کی ''کتاب الاموال'' پر زائد روایات بھی منقول ہیں۔

۴۲: کتاب الصیام: مصنف جعفر بن محمد فریابی

۴۳: کتاب الصیام: مصنف یوسف قاضی

۴۴: کتاب الصوم واعتکاف: مصنف ابوبکر بن ابوعاصم

۴۵: کتاب صدقۃ الفطر: مصنف جعفر فریابی

۴۶: کتاب المناسک مصنف ابراہیم حربی

۴۷: کتاب المناسک مصنف ابوقاسم طبرانی

۴۸: کتاب المناسک مصنف ابوبکر بن ابوعاصم

۴۹: کتاب الاضاحی : مصنف ابن ابی الدنیا

۵۰: کتاب الضحایا و العقیقة: مصنف ابوالشیخ

۵۱: کتاب الرمی: مصنف ابن ابی الدنیا

۵۲: کتاب السبق و الرمی: مصنف ابوالشیخ

۵۳: کتاب الایمان و النذور: مصنف ابوعبید قاسم بن سلام

۵۴: کتاب الایمان و النذور: مصنف ابوبکر بن ابوعاصم

۵۵: کتاب المرض و الکفارات: مصنف ابن ابی الدنیا

۵۶: کتاب الجهاد

یہ بہاء الدین ابو محمد قاسم بن علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین المعروف ابن عساکر کی تصنیف ہے۔ ماشاء اللہ، آپ اور آپ کے والدِ گرامی دونوں حافظ الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے۔ آپ کی وفات ۶۰۰ھ کو دمشق میں ہوئی۔ آپ مشہور کتاب ''تاریخِ دمشق'' کے مصنف ''ابن عساکر'' کے بیٹے ہیں۔ آپ کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے بلکہ اختصار کے باوجود آپ نے اسے کثیر اسانید اور تعدد طرق کے ساتھ تقریباً پانچ جلدوں تک پہنچا دیا۔

۵۷: کتاب الجهاد: مصنف ابوبکر بن ابوعاصم

۵۸: کتاب الجهاد

یہ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ ابن مبارک بن واضح مروزی حنظلی کی بھی تصنیف ہے۔ آپ ''بنو حنظلہ'' کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے ''حنظلی'' کہلائے۔ آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے نیز آپ حافظ الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے۔ آپ کی وفات دریائے ''فرات'' کے کنارے پر واقع شہر ''ہیت'' میں ۱۸۱ھ یا ۱۸۲ھ میں ہوئی۔ آپ ہی نے سب سے پہلے ''کتاب الجهاد'' کے موضوع پر علیحدہ سے تصنیف تحریر فرمائی۔

۵۹: کتاب النکاح: مصنف جعفر فریابی

۶۰: کتاب النکاح: مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۶۱: کتاب النکاح: مصنف ابوعبید القاسم بن سلام

۶۲: کتاب عشرۃُ النساء: مصنف ابوقاسم طبرانی

۶۳: کتاب الاکراہ: مصنف محمد بن حسن شیبانی

۶۴: کتاب البیوع: مصنف ابوبکر اثرم

۶۵: کتاب القضاء و الشھود:

مصنف: ابوسعید محمد بن علی بن عمرو بن مہدی نقاش اصبہانی حنبلی۔ آپ چھتوں وغیرہ میں نقش ونگار کیا کرتے تھے، اس لیے ''نقّاش'' کہلائے۔ آپ کی وفات ۴۱۴ھ میں ہوئی۔

۶۶: کتاب القضاء بالیمین مع الشاھد: مصنف الدار قطنی

۶۷: القطع و السرقہ: مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۶۸: کتاب الولاء والعتق والولد والمکاتب والمدبر: یہ امام احمد کی روایت سے ابوبکر اثرم کی تصنیف ہے۔

۶۹: کتاب الفرائض والوصایا: مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۷۰: کتاب الاستئذان: مصنف عبداللہ بن مبارک

۷۱: کتاب الاشربہ: مصنف امام احمد

۷۲: کتاب الاشربہ: مصنف امام بخاری

۷۳: کتاب الاشربہ: مصنف ابوبکر بن ابوعاصم

۷۴: کتاب الاطعمہ: مصنف ابوبکر بن ابوعاصم

۷۵: کتاب اکرامُ الضیف: مصنف ابراہیم حربی

۷۶: کتاب بر الوالدین: مصنف ابراہیم حربی

۷۷: کتاب بر الوالدین: مصنف ابوعبداللہ بخاری

۷۸: کتاب الصلہ: مصنف عبداللہ بن مبارک

۷۹: کتاب الاحداث: مصنف ابوعبدالقاسم بن سلام

۸۰: کتاب الملاحم: مصنف امام ابوداؤد

۸۱: کتاب الفتن: مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۸۲: کتاب الفتن والملاحم

یہ ابوعبداللہ نعیم بن حماد بن معاویہ بن حارث خزاعی مروزی کی تصنیف ہے۔ آپ مصر میں رہائش پزیر تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے ''مسند'' کو جمع کیا، آپ نے ۲۲۸ھ کو ''سامرا'' میں حالت قید میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۸۳: کتاب المہدی: مصنف ابونعیم

۸۴: کتاب اشراط الساعۃ

یہ ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور مقدسی دمشقی کی تصنیف ہے۔ آپ امام احمد بن حنبل کے پیروں کار، متقی، محدث اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ عمر کے آخری حصہ میں مصر میں رہائش پزیر تھے اور مصر میں ہی ۶۰۰ھ انسٹھ سال کی عمر پا کر واصلِ بحق ہوئے۔ اور آپ کا مزار مبارک ''قرافہ'' میں ہے۔

۸۵: کتاب البعثِ والنشور: مصنف ابوبکر بن داؤد

۸۶: کتاب البعثِ والنشور: مصنف ابن ابی الدنیا

۸۷: کتاب البعثِ والنشور: مصنف ابوبکر بیہقی

۸۸: کتاب البعثِ والنشور: مصنف ضیاء مقدسی

اس کے علاوہ ان کتابوں میں اور بھی کتب ہیں۔

اخلاق وآداب، ترغیب وترہیب اور فضائل پر منفرد کتب

۱۔کتاب ذم الغیبة۔۲۔کتاب ذم الحسد۔۳۔کتاب ذم الدنیا۔ ٤۔ کتاب ذم الغضب۔٥۔کتاب ذم الملاهی۔٦۔کتاب الصمت۔ ۷۔ کتاب مکاید الشیطان لاهل الایمان۔۸۔کتاب التقوی۔۹۔کتاب صفة الجنة۔۱۰۔کتاب صفة النار۔۱۱۔کتاب التوبة۔۱۲۔کتاب التفکر والاعتبار۔۱۳۔کتاب البکاء ۔١٤۔کتاب التوکل۔١٥۔کتاب الیقین ۔ ١٦۔کتاب قری الضیف ۔ ۱۷۔کتاب حسن الظن بالله۔۱۸۔کتاب الصبر۔ ۱۹۔کتاب من عاش بعد الموت۔۲۰۔کتاب العقوبات۔ ۲۱۔ کتاب فضل الاخوان۔ ۲۲ ۔کتاب الذکر ۔ ۲۳۔کتاب قصر الامل۔ ٢٤۔ کتاب الاهوال۔٢٥۔کتاب الجوع۔ ٢٦ ۔ کتاب السحاب۔ ۲۷۔ کتاب المطر۔۲۸۔کتاب قضاء الحوائج۔ ۲۹ ۔کتاب ذکر الموت۔۳۰۔کتاب الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر۔۳۱۔کتاب اصطناع المعروف۔ ۳۲۔کتاب اصلاح الدین۔۳۳۔کتاب التواضع و الخمول ۔٣٤۔کتاب محاسبة النفس۔ ٣٥۔کتاب القناعة۔٣٦۔کتاب الطواعین۔۳۷۔کتاب العزله۔ ۳۸۔کتاب مجابی الدعوة۔۳۹۔ کتاب المنامات۔ ٤٠۔کتاب المتمنین ۔ ٤١۔کتاب الشکر۔

ان اکتالیس کتابوں کے مصنف، ابن ابی الدنیا ہیں۔

۴۲۔کتاب الشکر

مصنف: ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن سہل بن شاکر خرائطی سامری۔آپ حافظ

الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے۔آپ شام کے شہر ''یافا'' میں ۳۲۷ھ کو دنیا سے پردہ فرما گئے۔

۴۳۔کتاب الاعتلال القلوب :مصنف خرائطی

۴۴۔کتاب مساوی الاخلاق :مصنف خرائطی

۴۵۔مکارم الاخلاق :مصنف خرائطی

۴۶۔مکارم الاخلاق :مصنف:امام طبرانی۔

یہ دو اجزاء پر مشتمل ہے۔

۴۷۔مکارم الاخلاق :مصنف ابوبکر بن لال

۴۸۔کتاب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم :مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۴۹۔کتاب التوبیخ :مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۵۰۔کتاب ذم الغیبۃ :مصنف ابراھیم حربی

۵۱۔کتاب الزھد

مصنف: امام احمد۔ یہ زہد کے موضوع پر سب سے بہترین تصنیف ہے۔مزید یہ کہ یہ اسماء کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔

۵۲۔کتاب الزھد

مصنف عبداللہ بن مبارک، آپ کی یہ کتاب ابواب کی ترتیب پر لکھی گئی۔اس میں موضوع اور بدمذہ احادیث ہیں۔

۵۳۔کتاب الزھد

یہ ابوالسری حناد بن سری بن مصعب تمیمی دارمی کی تصنیف ہے۔آپ حافظ الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے۔آپ کوفہ کے شیخ، قائد اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔آپ کی یہ کتاب کافی بڑی کتاب ہے۔آپ کی وفات ۲۴۳ھ میں ہوئی۔

محدثین میں ایک حناد بن سری کوفی صغیر بھی ہیں، ان کی وفات ۳۳۱ھ میں ہوئی۔

۵۴۔ کتاب الزهد: مصنف ابوبکر بیہقی

۵۵۔ کتاب الزهد الکبیر و الصغیر: مصنف ابوبکر بیہقی

۵۶۔ کتاب الدعاء: مصنف امام طبرانی کی یہ کتاب ایک بڑی جلد پر مشتمل ہے۔

۵۷۔ کتاب الدعاء: مصنف ابن ابی الدنیا۔

کتبِ اذکار اور دعوات میں مشہور کتاب ''الاربعون الادریسیه'' بھی شامل ہے۔

۵۸۔ کتاب الدعوات

یہ ابو عباس جعفر بن محمد بن معتز بن محمد بن مستغفر بن مستغفری نسفی کی تصنیف ہے۔ آپ اپنے جدِ امجد ''مستغفر'' کی نسبت سے ''مستغفری'' کہلائے۔ آپ ماوراء النہر کے شہر ''نسف'' کے باشندے تھے اس لئے ''نسفی'' کہلائے۔ آپ کی وفات ۴۳۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی ایک تصنیف ''فضائل القرآن و الشمائل و الدلائل و المعرفةُ الصحابه و الاوائل و الطب و المسلسلات'' کے نام سے بھی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی کئی تصانیف ہیں لیکن کثیر محدثین کی طرح آپ نے بھی اپنی کتابوں میں موضوع احادیث کو شامل کر دیا اور یہ نہ بیان کیا کہ یہ حدیث موضوع ہے یا نہیں۔

۵۹۔ کتاب الدعوات: مصنف ابوبکر بیہقی

۶۰۔ کتاب الدعوات الکبیر: مصنف ابوبکر بیہقی

۶۱۔ کتاب الدعاء و الذکر:

یہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری کی تصنیف ہے۔ آپ بڑے علم والے، عراق کے فقیہ اور حافظ الحدیث تھے۔ یحیٰ بن معین ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ''اصحابُ الرائے میں ابو یوسف سے بڑھ کر احادیث اور ضبط میں

کوئی ثانی نہیں اور آپ صاحب سنت وحدیث بھی ہیں۔'' آپ کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی۔

۶۲۔ کتاب العقل

اس کتاب میں عقل کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ابوسلیمان بن داؤد بن محبر بن قحذم ثقفی بکراوی بصری کی کتاب تصنیف ہے۔ آپ بغداد میں رہتے تھے۔ اور آپ کی وفات ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ امام دار قطنی ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ابوسلیمان ثقفی متروک راوی ہیں اور امام ذہبی ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ''قزوین کی فضیلت میں ان کی حدیث موضوع ولا اصل له ہے۔ اور ''سنن ابن ماجة'' میں بھی آپ سے احادیث مروی ہیں۔ امام ابن ماجہ نے ان کی احادیث کی وجہ سے اپنی کتاب کو عیب والا بنادیا ہے۔ ''تقریب'' میں ہے کہ ابوسلیمان ثقفی کی ''کتاب العقل'' کا اکثر حصہ موضوع احادیث پر مشتمل ہے۔

۶۳۔ کتاب الریحان و الراح

یہ ابو حسین احمد بن زکریا بن فارس رازی المعروف ابن درید کی تصنیف ہے۔ آپ مالکی مذہب کے زبردست فقیہ تھے اور کئی علوم میں امام تھے بالخصوص لغۃ میں اعلی درجے کی دسترس حاصل تھی، اسی وجہ سے آپ ''لغوی'' بھی کہلاتے تھے۔ آپ کی کئی تصانیف بھی ہیں۔ آپ کی وفات ۳۷۰ھ میں ہوئی۔

ابن درید کی یہ کتاب حکایات، الفاظ، اشعار، معانی ومفاہیم، حکمتوں اور اسانید کے ساتھ احادیث پر مشتمل ہے۔

۶۴۔ کتاب المجتبی

یہ ابوبکر محمد بن حسن ازدی بصری لغوی کی تصنیف ہے۔ آپ کی وفات ۳۲۰ھ یا ۳۲۱ھ میں ہوئی۔

٦٥۔ کتاب النجوم

یہ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی شافعی کی تصنیف ہے۔ آپ مشہور حافظ الحدیث تھے۔ اور آپ کی تصانیف نے بھی کافی شہرت حاصل کی۔ آپ کی وفات ۴۶۳ھ میں ہوئی۔ اور آپ کا مزار مبارک بابِ حرب میں بشر حافی کی قبرِ انور کے پہلو میں ہے۔

حیران کن اور تعجب والی بات یہ ہے کہ خطیبِ بغدادی حافظ المشرق تھے اور ابن عبد البر حافظ المغرب تھے اور دونوں نے ایک ہی سال میں دنیا سے پردہ فرمایا۔

٦٦۔ کتاب البخلاء: مصنف ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیبِ بغدادی

٦٧۔ کتاب الفرج بعد الشدۃ: مصنف ابن ابی الدنیا

٦٨۔ کتاب العظمۃ

مصنف: ابوالشیخ ابن حبان۔ اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے رب تبارک و تعالیٰ کی کبریائی، ملکوت کے عجیب کرشمے اور نوادر حکایات کو بیان کیا۔

٦٩۔ کتاب الأدب

مصنف ابوالشیخ ابن حبان۔ اس کتاب میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اچھے اخلاق اختیار کرنے اور قول و فعل میں محمود چیزوں کو اپنانے کی ترغیب دلائی۔

٧٠۔ کتاب الأدب

مصنف ابوبکر بیہقی۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے نیکی و صلہ رحمی، اخلاق و آداب اور کفارات کے متعلق مروی احادیث کو، اس کتاب کا حصہ بنایا۔

٧١۔ کتاب الادب النفوس: مصنف ابوبکر آجری

٧٢۔ التفرد و العزلہ: مصنف ابوبکر آجری

۷۳۔الأدب المفرد

مصنف ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔اس کتاب کے نام میں لفظ "المفرد" کی قید اس وجہ سے لگائی گئی تاکہ پتا چل جائے کہ یہ صحیح بخاری میں موجود "کتاب الادب" سے علیحدہ ایک مستقل تصنیف ہے اوراس میں صحیح بخاری میں موجود "کتاب الادب" سے زیادہ احادیث ہیں اور یہ کتاب بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔

امیر نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا: "یہ ایک ضخیم کتاب ہے، جوتقریباً دس اجزاء پر مشتمل ہے، البتہ جو "الادب المفرد" ہم تک پہنچی وہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔جس کے تقریباً ایک سوبیس (۱۲۰) اوراق ہیں۔

۷۴۔کتاب خلق افعال العباد: مصنف امام بخاری

۷۵۔کتاب المجالسة و جواهر العلم

مصنف ابو بکر احمد بن مروان ابن محمد دینوری۔آپ مقام "موصل" اور "اذربیجان" کے درمیان شہر "دینور" کی نسبت سے "دینوری" کہلائے۔آپ مصر کے رہائشی تھے۔آپ چوراسی (۸۴) سال کی عمر پاکر ۹ھ میں دنیا سے پردہ فرماگئے۔

دینوری نے اس کتاب میں تفسیری اقوال، رب تعالی کی عظمت وکبریائی اور احادیث وآثار کے علومِ کثیرہ کو جمع کیا۔یہ کتاب چھبیس (۲۶) اجزاء میں ایک جلد پر مشتمل ہے۔

بعض حضرات نے اس کی تلخیص کر کے اس کا نام "نخبةُ المونسة من کتاب المجالسة" رکھا۔

آپ کی ایک کتاب "فضائل مالک" کے نام سے بھی ہے۔

۷۶۔کتاب الفتوة

یہ ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین بن موسیٰ سُلَمی ازدی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔آپ

اپنے جدِ امجد ''سلیم'' کی نسبت سے ''سُلَمی'' کہلائے۔آپ حافظ الحدیث، بلند پائے کے محدث، زاہد و متقی تھے اور خراسان میں صوفیاء کے شیخ تھے۔آپ صاحبِ کرامت بزرگ اور قابلِ اعتماد راوی ہونے کے ساتھ ساتھ تقریباً سو (۱۰۰) کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔''قطان'' نے آپ کے بارے میں جو یہ کہا ہے: ''سُلَمی صوفیاء کیلئے حدیثیں گھڑتا ہے'' یہ غلط ہے۔آپ کی وفات ۴ھ میں ہوئی۔

۷۷۔ کتاب ادب الصحبة: مصنف ابوعبدالرحمٰن محمد حسین سُلَمی

۷۸۔ کتاب الامثال: مصنف ابوعبدالسلام بن سلام

۷۹۔ کتاب الامثال

یہ ابن احمد حسن بن عبداللہ بن سعید بن اسماعیل بن زید بن حکیم لغوی عسکری کی تصنیف ہے۔آپ ''عسکر مکرم'' (مکرم: اسم مفعول، از بابِ افعال) شہر میں رہنے کی وجہ سے ''عسکری'' کہلائے۔''عسکر مکرم'' شہر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ صوبہ ''اھواز'' کا ایک ضلع ہے، سب سے پہلے اس شہر کا نقشہ ''مکرم باہلی'' نے بنایا تھا، اس وجہ سے اسے ''عسکر مکرم'' کہا جاتا ہے۔آپ کی وفات ۸۸۲ھ میں ہوئی۔

۷۹۔ کتاب الامثال

یہ ابن احمد عسکری کے شاگرد، ہم نام اور ہم شہر، ابو ہلال حسن بن مہران عسکری کی تصنیف ہے۔''کشف الظنون'' میں ہے کہ آپ کی وفات ۹ھ میں ہوئی اور ''بغیة الوعاة'' میں ''یاقوت'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ شعبان ۹ھ میں حیات تھے (ان دونوں اقوال میں تطبیق یہ ہے کہ ۹ھ میں ہی ماہِ شعبان کے بعد آپ کی وفات ہوئی)۔

۸۰۔ کتاب الا مثال

یہ ابوالحسن علی بن سعید بن عبداللہ عسکری کی تصنیف ہے۔آپ ''عسکر سامرا'' کے باشندے تھے، اس لئے ''عسکری'' کہلائے، بعد میں رَے میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

آپ کی وفات ۳۱۴ھ یا ۳۱۵ھ میں ہوئی۔ ابوالحسن عسکری نے اس کتاب میں ایک ہزار احادیث جمع کی ہیں، جن میں نبیِ کریم ﷺ سے بیان کردہ ایک ہزار امثال بیان کی گئی ہیں اور ابواحمد عسکری نے بھی اپنی ''کتاب الامثال'' میں اسی اسلوب کو اختیار فرمایا۔

۸۱۔ کتاب الامثال

یہ ابومحمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد فارسی رامَ ہُرمُزی کی تصنیف ہے۔ آپ ''خوزشان'' کے گردونواح میں مشہور شہر ''رامَ ہرمز'' کے رہائشی ہونے کی وجہ سے ''رامَ ہرمزی'' کہلائے۔ آپ قاضی، حافظ الحدیث اور مؤلف بھی تھے۔ آپ نے اپنے شہر رامَ ہرمز میں ہی زندگی بسر کی۔

۸۲۔ کتاب الامثال والاوائل: مصنف حافظ الحدیث ابوعروبہ حسن بن محمد بن مودود بن حماد سلمی حرانی، متوفی ۳۱۸ھ

۸۳۔ کتاب الأوائل: مصنف ابوبکر ابی شیبہ

۸۴۔ کتاب الأوائل: مصنف ابوقاسم طبرانی

۸۵۔ کتاب الطب النبوی: مصنف ابونعیم

۸۶۔ کتاب الطب النبوی

یہ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن اسباط دینوری المعروف ابن السنی کی تصنیف ہے۔ آپ بدعۃ کی ضد ''سنۃ'' یہ نسبت سے ''ابن السنی'' کہلائے۔ آپ حافظ الحدیث شافعی مذہب کے پیروکار اور امام نسائی کے شاگرد تھے۔

۸۷۔ کتاب الطب والامراض: مصنف ابن ابوعاصم

۸۸۔ کتاب العلم

یہ ابوخیثمہ زہیر بن حرب بن شداد حربی نسائی بغدادی کی تصنیف ہے۔ آپ پہلے ''نساء'' میں رہنے کی وجہ سے ''نسائی'' کہلائے۔ پھر بغداد میں اقامت اختیار کرنے

کی وجہ سے ''بغدادی'' کہلائے۔امام مسلم نے آپ سے ہزار(۱۰۰۰) سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔آپ کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی۔

۸۹۔کتاب العلم:

مصنف ابن عبدالبر نمری۔آپ کی اس کتاب کا مکمل نام''جامع بیان العلم وفضله وما ینبغی فی روایته وحمله'' ہے۔

۹۰۔کتاب فضل العلم: مصنف ابونعیم اصبہانی

۹۱۔کتاب فضل العلم:

یہ ابو عباس احمد بن علی بن حرث موہبی کی تصنیف ہے۔آپ قومِ: موہب (بروزنِ مجلس) سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ''موہبی'' کہلائے۔علامہ عبدالرؤف مناوی ''تیسیر'' میں اس حدیث: ''رحم الله امرءاً اصلح من لسانه'' کی شرح کے تحت فرماتے ہیں: ''موہب'' قبیلۂ معافر کی ایک قوم کا نام ہے۔(مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) مجھے ابھی تک ''موہبی'' کی تاریخِ وفات کا علم نہ ہوسکا۔

۹۲۔کتاب اقتضاء العلم و العمل: مصنف ابوبکر الخطیب

۹۳۔کتاب شرف اصحاب الحدیث: مصنف ابوبکر الخطیب

۹۴۔کتاب الرحلة فی طب الحدیث: مصنف ابوبکر الخطیب

۹۵۔کتاب الانتصار لاصحاب الحدیث: مصنف ابومظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار سمعانی

۹۶۔کتاب نوادرالاصول فی احادیث الرسول

یہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر کی تصنیف ہے۔آپ کا لقب ''حکیم الترمذی'' ہے اور اسی لقب سے آپ مشہور ہیں۔آپ مؤذن، صوفی بزرگ اور چار اوتاد میں ایک ہونے کے ساتھ ساتھ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

حکیم ترمذی کی وفات بلخ شہر میں قتل سے ہوئی، ایک قول کے مطابق آپ کی تاریخِ وفات ۹ھ ہے اور ''لسان المیزان'' میں حافظ فرماتے ہیں: ''حکیم ترمذی'' ۳۲۰ھ تک حیات تھے کیونکہ ''ابن الانباری'' فرماتے ہیں: ''میں نے حکیم ترمذی سے ۳۱۸ھ کے اندر روایت لی اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ حکیم ترمذی نے نوّے سال عمر پائی۔

حکیم ترمذی کی اس کتاب کی تلخیص بھی کی گئی، جو اصلِ کتاب کے ایک تہائی کے برابر ہے اور یہ چھپ کر منظرِ عام پر بھی آ چکی ہے۔

۹۷۔ کتاب قربان المتقین فی ان الصلاۃ قرۃ عین العابدین: مصنف ابونعیم اصفہانی

۹۸۔ کتاب الترغیب و الترهیب

یہ ابو قاسم اسماعیل بن محمد بن فضل بن قریشی تیمی طلحی اصفہانی کی تصنیف ہے۔ آپ کا لقب قومُ الدین تھا۔ آپ ایسے بلند پایہ حافظ الحدیث تھے کہ آپ کو بطور مثال ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ کی اس کتاب میں موضوع احادیث بھی شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۵۳۵ھ میں ہوئی۔

۹۹۔ کتاب الترغیب و الترهیب: مصنف ابوحفص بن شاہین۔

۱۰۰۔ کتاب فضائل الأعمال

مصنف محمد بن رنجو یہ امام ذہبی ابن زنجویہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ انہوں نے ''کتاب الأموال'' کے نام سے بھی تصنیف لکھی۔

۱۰۲۔ کتاب الترغیب و الترهیب: مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۱۰۳۔ کتاب ثواب الأعمال: مصنف ابوالشیخ ابن حبان

۱۰۴۔ کتاب ثواب المصاب بالولد

یہ ابوقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسن المعروف ''ابن عساکر'' کی

تصنیف ہے۔ آپ دمشق میں رہنے کی وجہ سے ''دمشقی'' کہلائے۔ آپ نے ''خاتمة الجهابذة الحفاظ'' اور کئی جلیل القدر تصانیف یادگار چھوڑیں۔ جن میں ''تاریخِ دمشق'' سرِ فہرست ہے۔ آپ کی وفات ۵۷۱ھ میں ہوئی۔

۱۰۴۔ کتاب عمل اليوم والليلة: مصنف ابن سنی

۱۰۵۔ کتاب عمل اليوم والليلة: مصنف ابو نعیم اصبہانی

۱۰۶۔ کتاب عمل اليوم والليلة: مصنف امام نسائی

۱۰۷۔ کتاب احبار الثقلاء

مصنف ابو محمد خلال حلوانی۔ یہ رسالہ محدثین کے اسلوب پر لکھا گیا۔

۱۰۶۔ کتاب شعب الايمان

مصنف ابوبکر بیہقی۔ یہ تقریباً چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

۱۰۹۔ کتاب شعب الايمان

یہ ابو عبدالحسین بن حسن بن محمد بن حلیم حلیمی بخاری جرجانی کی تصنیف ہے۔ آپ اپنے جدِ امجد کی نسبت سے ''حلیمی'' کہلاتے تھے۔ اور شہر ''جرجان'' میں پیدا ہونے کی نسبت سے ''جرجانی'' کہلائے۔ ''حلیمی'' عالم، فقیہ، ماوراءالنہر میں محدثین کے رئیس اور اپنے ہم عصر ذہین ترین لوگوں میں سے تھے۔

آپ نے کتاب شعب الایمان کا نام ''منهاج الدين'' رکھا۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اور ابو محمد عبدالجلیل بن موسیٰ قصری نے اس کتاب کی تلخیص کی۔

۱۱۰۔ کتاب فضائل القرآن

مصنف امام شافعی۔ آپ نے فضائل القرآن کے موضوع پر سب سے پہلے تصنیف لکھی۔

۱۱۱۔ کتاب فضائل القرآن: مصنف ابن ابوداؤد

۱۱۲۔ کتاب فضائل القرآن: مصنف ابوالقاسم بن سلام

۱۱۳۔ کتاب فضائل القرآن: مصنف ابوذر ہروی

۱۱۴۔ کتاب فضائل القرآن: مصنف جعفر بن محمد فریابی

۱۱۵۔ کتاب فضائل القرآن: مصنف ابوعباس جعفر بن محمد مستغفری

۱۱۶۔ کتاب فضائل القرآن

یہ ابوعبداللہ محمد بن ایوب بن یحیی المعروف ابن ضُرَیس بجلی کی تصنیف ہے۔ آپ حافظ الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے۔ آپ مقام رَے میں دنیا سے پردہ فرما گئے۔

۱۱۷۔ کتاب فضائل الصحابہ: مصنف ابونعیم اصبہانی

۱۱۸۔ کتاب فضائل الصحابہ

مصنف ابوبکر بن عاصم۔ آپ کی تصنیف ''کتاب الآحاد والمتانی'' کے نام سے مشہور ہے۔

۱۱۹۔ کتاب فضائل الصحابہ

یہ ابوحسن خیثمہ بن سلمان بن حیدر قریشی طرابلسی کی تصنیف ہے۔ ''طرابلسی'' مشہور حافظ الحدیث اور طلب حدیث میں بہت زیادہ سفر کرنے والے تھے۔ آپ ثقہ راوی ہیں۔ ''ابن مندہ'' فرماتے ہیں: میں نے طرابلس میں ان سے حدیث سن کر ہزار (۱۰۰۰) اجزاء لکھے۔

۱۲۰۔ کتاب فضائل الصحابہ

یہ ابومطرف عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسی بن فطیس اندلسی قرطبی کی تصنیف ہے۔ آپ اندلس میں عہدہ قضاء پر فائز تھے۔ آپ کی تصنیف سو (۱۰۰) اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۲۱۔ کتاب منہاج اہل الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ: مصنف ابوفرج بن جوزی

۱۲۲۔ كتاب الموافقة

اس کتاب کا پورا نام ’’الموافقة بين اهل البيت والصحابة وما رواه كل فريق في الآخر‘‘ ہے۔ یہ ابوسعید اسماعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ رازی بصری المعروف ’’سمان‘‘ کی تصنیف ہے۔آپ بلند پایا کے حافظ الحدیث، متقن اور معتزلہ کے شیخ، عالم اور محدث تھے۔آپ یہ کہا کرتے تھے کہ جس نے حدیث نہ لکھی اس نے اسلام کی حلاوت اور مٹھاس نہ چکھی۔

۱۲۳۔ كتاب الذرية الطاهرة المطهرة مصنف مشہور حافظ الحدیث ابوبشر محمد بن احمد دولانی

۱۲۴۔ كتاب الخلفاء الاربعة: مصنف ابونعیم اصبہانی

۱۲۵۔ كتاب الانصار: مصنف ابوداؤد

۱۲۶۔ كتاب علي رضي الله عنه

مصنف امام نسائی، یہ کتاب ایک لطیف جلد پر مشتمل ہے۔

۱۲۷۔ كتاب الدرة الثمنية في فضائل المدينة

یہ محبّ الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ھبۃ اللہ بن محاسن المعروف ’’ابن نجار‘‘ کی تصنیف ہے۔آپ بغداد میں رہنے کی وجہ سے ’’بغدادی‘‘ کہلاتے تھے۔اور آپ مشہور حافظ الحدیث تھے۔آپ بغداد میں ہی وصالِ بحق ہوئے۔’’نزهة الوى في ذكر ام القرى‘‘ اور ’’روضة الأولياء في مسجد ايلياء‘‘ یہ دونوں بھی آپ ہی کی تصانیف ہیں۔

۱۲۸۔ كتاب اخبار المدينة:

مصنف ابوعبداللہ زبیر بن بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت قریشی اسدی مدنی

۱۲۹۔ کتاب اخبار المدینه:

یہ ابو زید عمر بن شیبہ ابن عبیدہ بن زید نمیری کی تصنیف ہے۔ آپ ایک بڑے قبیلے نمر بن عامر بن صعصعہ کی نسبت سے نمیری کہلاتے تھے۔ پہلے آپ کی بصرہ میں رہائش ہونے کی وجہ سے آپ ''بصری'' کہلاتے تھے۔ بعد میں مصر منتقل ہو گئے۔ تاریخ بصرہ کے نام سے بھی آپ کی ایک تصنیف ہے۔

۱۳۰۔ کتاب فضائل المدینه:

یہ ابوسعید مفضل بن محمد بن ابراہیم جَنَدی کی تصنیف ہے۔ آپ قبیلہ ''معافر'' کی ایک قوم جَنَد کی نسبت سے جندی کہلاتے تھے۔

۱۳۱۔ کتاب فضائل المکۃ: مصنف ابوسعید مفضل بن محمد جندی

۱۳۲: کتاب فضائل بیت المقدس:

یہ ابوبکر ابو فتح محمد بن احمد واسطی کی تصنیف ہے۔ مجھے ابھی تک آپ کی وفات کی تاریخ کا علم نہ ہوسکا۔

۱۳۳۔ کتاب فضائل المدینۃ: مصنف ابوقاسم بن عساکر دمشقی

۱۳۴۔ کتاب فضائل مکۃ: مصنف ابوقاسم بن عساکر دمشقی

۱۳۵۔ کتاب المسجد الاقصیٰ:

یہ تصنیف بھی ابو قاسم بن عساکر دمشقی کی ہے۔ اور اس کا پورا نام ''جامع المستقصی فی فضائل المسجد الاقصی'' ہے۔

☆ آداب واخلاق، ترغیب وترہیب، اور فضائل ومناقب کے موضوع پر چند کتابوں کا تعارف آپ کے سامنے کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر اتنی کتابیں ہیں کہ جنہیں احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

کتب مسانید

مسند کی تعریف:

یہ وہ کتابیں ہیں۔ جن میں ہر صحابی کی احادیث کو ایک جگہ میں جمع کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ صحیح ہوں، حسن ہوں یا ضعیف۔ پھر اسماء صحابہ کی باہم ترتیب میں طریقے مختلف ہیں۔ یا تو اسماء صحابہ کی باہم ترتیب میں حروف تہجی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کثیر محدثین نے اختیار کیا اور یہ سب سے آسان طریقہ ہے۔ یا پھر قبیلوں یا اسلام میں تقدم یا شرافتِ نسبی وغیرہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

کبھی بعض مسانید کے اندر ایک صحابی کی احادیث کو جمع کیا جاتا ہے، مثلاً: مسندِ ابوبکر۔

کبھی مسانید کے اندر صحابہ کی ایک جماعت کی احادیث کو جمع کیا جاتا ہے، مثلاً: ''مسندِ خلفاء اربعه'' اور ''مسندِ عشرہ مبشرہ''

کبھی مسانید کے اندر ایک خاص وصف میں مشترک صحابہ کرام کی احادیث کو جمع کیا جاتا ہے، مثلاً: ''مسند المقلدین'' اور ''مسند الصحابة الذين نزلوا مصر'' یہاں تقریباً بیاسی (۸۲) مسانید کا تعارف ذکر کیا جارہا ہے اور مسند کی قسم ثانی میں تقریباً آٹھ (۸) مسانید کا ذکر کیا جائے گا۔

مسند امام احمد بن حنبل:

یہ امام احمد بن حنبل کی تصنیف ہے۔ مسانید میں سب سے بلند مرتبہ اسی مسند کا ہے۔ اور جب صرف ''مسند'' کہا جائے تو مراد یہی مسند ہوتی ہے اور جب کسی دوسری مسند کا نام لیا جائے تو ساتھ قید کی حاجت ہوگی۔ اس مسند کا تفصیلی تعارف (آئمہ اربعہ کی

کتب کے تعارف میں) گزر چکا۔

ا۔مسند کبیر: مصنف امام بخاری

۲۔مسند کبیر علی الرجال: امام مسلم بن حجاج قشیری

۳۔مسند ابو داؤد

یہ ابوداؤد سلمان بن داؤد بن جارود طیالسی قریشی کی تالیف ہے۔

آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے علاقۂ ولاء کی وجہ سے ''قریشی'' کہلاتے تھے۔اور آپ فارسی الاصل تھے۔آپ حافظ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ ثقہ اور قابل اعتماد راوی بھی تھے۔آپ کی وفات ۲۰۳ یا ۲۰۴ھ میں ہوئی۔

طیالسی کی اس مسند میں موجود احادیث کے علاوہ بہت سی احادیث ہیں اور آپ کے بارے میں کہا گیا کہ طیالسی کو چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) احادیث زبانی یاد تھیں۔

۴۔مسند نعیم بن حماد مروزی

۵۔مسند مطوعی:

یہ ابو اسحاق ابراہیم بن نصر مطوعی کی تصنیف ہے۔آپ نیشاپور کے نفع بخش بزرگ تھے۔اور آپ نے ۲۱۳ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

۶۔مسند اسدالسنة:

یہ اسد بن موسیٰ بن ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم اموی المعروف ''اسدالسنة'' کی تصنیف ہے۔آپ کی وفات ۲۱۲ھ میں ہوئی۔

۷۔عبس مسندی: مصنف ابومحمد عبد اللہ بن موسیٰ ابن ابی مختار باذام کوفی، متوفی ۲۱۳ھ۔

۸۔مسند حمانی: مصنف یحییٰ بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی الکوفی، متوفی ۲۲۸ھ۔

۹۔مسند مسدد بن مسرھد:

مصنف ابو حسن مسدد بن مسرھد بن مسربل بن مستورد اسدی بصری متوفی ۲۲۸ھ یہ ایک لطیف جلد پر مشتمل ہے۔اور آپ کی ایک اور تصنیف ہے۔ جو اس سے تین گنا بڑی ہے۔لیکن اس کتاب میں مقطوع وموقوف احادیث بھی ہیں اور دارقطنی نے کہا کہ مسدد کی مسند سب سے پہلی مسند ہے۔

سب سے پہلی مسند کون سی ہے؟

اس بارے میں کئی اقوال ہیں:

امام دارقطنی فرماتے ہیں: سب سے پہلے مسدد بن مسرھد نے مسند تالیف کی پھر نعیم بن حماد نے ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسند تحریر فرمائی۔ جبکہ خطیب فرماتے ہیں: اسد بن موسی نے ایک مسند لکھی اور اسد بن موسی، نعیم سے عمر میں بڑے ہونے کے ساتھ سماعِ حدیث (حدیث کو سننے) میں بھی ان سے مقدم تھے لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ ''نعیم'' نے حداثتِ حدیث (حدیث کو بیان کرنے) کے میدان میں اسد بن موسی سے سبقت حاصل کر لی ہو۔

امام حاکم فرماتے ہیں: سب سے پہلے راویوں کے حالات کے مطابق (کہ کون سا راوی مقدم ہے اور کون سا موخر) ''عبد اللہ بن موسی عیسی'' اور ''ابوداؤد طیالسی'' نے مسند کے نام سے تصنیف تحریر فرمائی۔

ابن عدی فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلے یحیی بن عبدالحمید حمدانی نے، بصرہ میں سب سے پہلے مسدد نے، اور مصر میں اسد السنۃ نے مسند لکھی اور اسد السنہ کی پیدائش یحیی اور مسدد سے پہلے ہوئی اور وفات بھی دونوں حضرات سے پہلے ہوئی۔

عقیلی، علی بن عبد العزیز کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: علی بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی حمانی کو کہتے ہوئے سنا کہ میرے بارے میں اھل کوفہ کی

گفتگو کا اعتبار نہ کرو کیونکہ وہ مجھ سے اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ میں نے سب سے پہلے مسند لکھی۔

مسند ابو خیثمہ

یہ ابوخیثمہ زہیر بن حرب نسائی بغدادی کی تصنیف ہے۔آپ پہلے نساء میں رہنے کی وجہ سے نسائی کہلاتے تھے۔ پھر بغداد میں آباد ہونے کی وجہ سے بغدادی کہلائے۔

مسند مُسنَدی

یہ ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جفعر بن یمان جعفی بخاری کی تصنیف ہے۔ آپ حافظ الحدیث کے مرتبہ پر فائز تھے۔آپ مُسنَدی کے لقب سے اس وجہ سے مشہور تھے کہ آپ نے احادیثِ مُسنَدہ کو جمع کرنے کا اہتمام کیا تھا۔آپ کی وفات ۲۲۹ھ میں ہوئی۔

مسند مُطیَّن

یہ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان حضرمی کوفی المعروف ''مُطیَّن'' کی تصنیف ہے۔آپ مُطیَّن کے لقب سے اس وجہ سے مشہور تھے کہ ایک دفعہ ابوجعفر بچپن میں بچوں کے ساتھ پانی میں کھیل رہے تھے۔اور وہ ان کی پیٹھ پر کیچڑ مل رہے تھے۔اسی اثناء میں ابونعیم فضل بن دکین کا وہاں سے گزر ہوا، ابونعیم نے ان سے کہا ''یا مُطَیَّنَ'' (اے کیچڑ سے لپٹے ہوئے) تم علمِ دین کی مجلس میں کیوں نہیں حاضر ہوتے۔اس وقت سے ان کا لقب ''مُطیَّن'' پڑ گیا۔آپ مطین کبیر ہیں اور آپ نے ۲۹۷ھ میں پردہ فرمایا۔

مسند جوہری

یہ حافظ الحدیث ابواسحاق بن ابراہیم بن سعید جوہری طبری بغدادی کی تصنیف ہے۔آپ کی وفات ۲۴۲ھ/۲۴۷ھ/۲۴۹ھ میں ہوئی۔آپ نیا سی مسند میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کو جمع کیا اور یہ تقریباً بیس (۲۰) اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند تنوخی

یہ ابو یعقوب اسحاق بن بہلول تنوخی انباری کی تصنیف ہے۔آپ شہر انبار میں ۲۵۲ھ کو واصلِ بحق ہوئے۔اور یہ کافی بڑی مسند ہے۔

مسند ذهلي

مصنف ابو حسن علی بن حسن ذہلی افطس نیشاپوری۔آپ ۲۵۱ھ میں حیات تھے۔تاریخِ وفات کا علم نہ ہوسکا۔

مسند طوسي

یہ ابو حسن محمد بن اسلم بن سالم بن یزید کندی کی تصنیف ہے۔آپ طوس کے رہائشی ہونے کی وجہ سے طوسی کہلاتے تھے،آپ عالم،ثقہ،حافظ الحدیث،ولی اور ابدال تھے۔آپ کی وفات ۲۴۲ھ میں ہوئی۔اور کہا جاتا ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں دس لاکھ(۱۰۰۰۰۰)آدمیوں نے شرکت کی۔

مسند ابو زرعه

یہ ابو زرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ قرشی رازی کی تالیف ہے۔آپ مشہور شہر''رے''کے رہائشی ہونے کی وجہ سے''رازی''کہلاتے تھے۔ویسے نسبت''ری''ہونی چاہیے تھی لیکن خلافِ قیاس''رَے''کے آخر میں''ز''کو بڑھا کر''رازی''بنا دیا گیا۔آپ کی وفات ۲۶۴ھ میں ہوئی۔

مسند أبو مسعود

مصنف ابو مسعود احمد بن فرات بن خالد الضبی رازی،آپ ایک مشہور کتاب کے مصنف ہیں۔آپ کا تفصیلی تعارف آگے آرہا ہے۔

مسند عمار بن رجاء

یہ ابو یاسر عمار بن رجاء تغلبی استراباذی کی تصنیف ہے۔آپ حافظ الحدیث

ہونے کے ساتھ ساتھ عابد وزاہد بھی تھے۔ آپ کی وفات ۲۶۷ھ میں شہر جرجان میں ہوئی۔ اور آپ کا مزار پرانوار شہر ''یزار'' میں ہے۔

مسند رمادی

مصنف مشہور حافظ الحدیث ابوبکر احمد بن منصور بن سیار بغدادی رمادی متوفی ۲۶۵ھ

مسند دارمی

مصنف ابوسعید عثمان بن سعید بن خالد سجستانی دارمی، متوفی ۲۸۰ھ۔ آپ امام حافظ الحدیث اور مقامِ ''حصراۃ'' کے مشہور محدث تھے۔ یہ کافی بڑی مسند ہے۔

مسند بَغَوی

مصنف حافظ الحدیث شیخ الحرم ابوحسن علی بن عبد العزیز بن مرزیان بن سابور بغوی متوفی ۲۸۶ھ۔

مسند طوسی

حافظ الحدیث، قابلِ اعتماد راوی ابوعبد الرحمٰن تمیم بن محمد بن معاویہ طوسی کی تصنیف ہے۔ آپ کی وفات ۲۰۹ھ کے بعد ہوئی۔ امام حاکم ان کے بارے میں فرماتے ہیں: طوسی ثقہ محدث ہیں۔ ان کے پاس احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ انہوں نے طلبِ حدیث کے لیے بہت سفر کرنے کے ساتھ ساتھ کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔ اور انہوں نے ایک بڑی مسند لکھی جسے میں نے اپنے (اسحاق) کئی شیوخ کے پاس دیکھا۔

مسند اسحاق بن راھویہ

یہ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر، المعروف ابن راہویہ تمیمی، حنظلی، مروزی کی تصنیف ہے۔ آپ شہر ''مرو'' کے رہائشی تھے۔ اس وجہ سے ''مروزی'' کہلاتے تھے۔ قیاس کے مطابق آپ کی نسبت ''مروی'' ہونی چاہیے

تھی لیکن مروی اور مروزی کے درمیان فرق کرنے کے لیے ''ز'' کا اضافہ کر کے ''مروزی'' بنا دیا گیا۔ آپ نے بعد میں نیشاپور میں رہائش اختیار کر لی تھی اس وجہ سے نیشاپوری کہلاتے تھے۔

ابن راہویہ کی وجہ تسمیہ؟

جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو ابن راہویہ کیوں کہا جاتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میرے والدِ گرامی کی پیدائش راستے میں ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے شہر مرو والوں نے انہیں راہویہ (راستے میں پیدا ہونے والا) کہنا شروع کر دیا۔ (راہ فارسی کا لفظ بمعنی راستہ ہے۔ پھر اس طرح میں بھی ابن راہویہ کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ اور ابن راہویہ نے مسند اور تفسیر کی املاء اپنے حافظے کی بنیاد پر کروائی۔ اور آپ احادیث زبانی ہی بیان کرتے تھے۔ ابن راہویہ کو ستر ہزار (۷۰۰۰۰) احادیث زبانی یاد تھیں۔ آپ کی یہ مسند چھ جلدوں پر مشتمل ہیں۔

مسند ابو بکر اسماعیلی

یہ بہت ہی بڑی مسند ہے۔ تقریباً سو (۱۰۰) جلدوں پر مشتمل ہے۔

مسند ابن منیع

مصنف حافظ الحدیث ابو جعفر احمد بن منیع بن عبد الرحمٰن بغوی ساکنِ بغداد متوفی ۲۴۴ھ

مسند حارث بن محمد:

مصنف، حافظ الحدیث ابو محمد حارث بن محمد بن ابو اُسامہ داہر تمیمی بغدادی۔ متوفی یومِ عرفہ ۲۸۲ھ کو ہوئی۔

مسند ابو بکر بن عاصم

یہ کافی بڑی مسند ہے۔ اس میں تقریباً پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) احادیث ہیں۔

مسند ابو بکر محمدبن ابی شیبه

مسند عثمان بن محمد بن ابی شیبه

یہ ابوحسن عثمان بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی کوفی کی تصنیف ہے۔ اصل میں واسط کے رہائشی ہونے کی وجہ سے واسطی کہلاتے تھے۔ پھر بعد میں کوفے میں رہائش اختیار کر لینے کی وجہ سے کوفی کہلائے۔ آپ کی وفات ۲۳۷ھ میں ہوئی اور آپ ابوبکر بن ابی شیبہ کے بھائی ہیں۔

مسند دراوردی

یہ ابوعبداللہ محمد بن یحیی بن ابوعمر عدَنی دراوردی کی تصنیف ہے۔ آپ نے بعد میں مکہ معظّمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ابوعمر آپ کے والدِ گرامی یحیی کی کنیت ہے۔ آپ کی وفات ۲۴۳ھ میں ہوئی۔ تذکرۃ الحفاظ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے ستتر (۷۷) حج کرنے کا شرف حاصل کیا اور ساری عمر عمرے کرتے رہے۔

مسند کِسِّی

یہ ابومحمد عبدؒ ابنُ حمید بن نصر کَسّی کی تصنیف ہے۔ آپ کو ابومحمد ''عبدالحمید'' بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ابن حبان اور کثیر محدثین نے جزم کیا ''کِسِّ'' کی قراءت میں اختلاف ہے کہ کاف کو زیر کے ساتھ پڑھیں گے یا زبر کے ساتھ؟ ابن ماکولا کا کہنا ہے کہ عراق والے، ''کاف'' کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جبکہ دیگر ''کاف'' کو زبر کیساتھ پڑھتے ہیں اور (مصنف فرماتے ہیں: ''کاف'' کو زیر اور ''سین'' کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے گا یعنی ''کِسِّ''۔

آپ کی نسبت میں بھی اختلاف ہے کہ کسی ہے یا کشی؟

۱۔ لفظ کسی ''سین'' کے ساتھ ہے۔ آپ سمرقند کے قریب شہر کس کے رہائشی

ہونے کی وجہ سے ''کسی'' کہلائے تھے اور ابن ماکولا نے یہ بھی کہا کہ جس نے ''سین'' کے ساتھ کہا وہ خطا پر ہے۔

۲۔لفظ کشی ''شین'' کے ساتھ ہے۔ ابو فضل محمد بن طاہر مقدسی فرماتے ہیں۔آپ مرجان کی بستیوں میں پہاڑ پر واقع ''کش'' نامی بستی کے رہائشی ہونے کی وجہ سے ''کشی'' کہلائے تھے۔مزید امام مقدسی یہ فرماتے ہیں: پھر جب اس کو عربی زبان میں لکھا گیا تو ''سین'' کے ساتھ لکھا گیا۔آپ کی وفات ۲۴۹ھ میں ہوئی۔

آپ کی دو مسندیں ہیں ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔ چھوٹی مسند کا نام ''المنتخب'' ہے اور اس منتخب کے اندر وہی احادیث ہیں جو ابراہیم بن خریم شاشی نے کسّی سے سنی ہیں اور ''المنتخب'' لوگوں کے ہاتھوں میں ایک لطیف جلد کی صورت میں موجود ہے اور یہ چھوٹی مسند بہت سارے مشہور صحابہ کرام کی احادیث سے خالی ہے۔

مسند حمیدی

یہ ابو بکر عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ حمیدی قریشی اسدی مکی کی تصنیف ہے۔آپ سفیان بن عیینہ کے جلیل القدر شاگرد ہیں۔اور آپ حافظ الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے اور آپ ثقہ اور قابل اعتماد راوی تھے اور آپ امام بخاری کے استاد بھی ہیں۔آپ کی وفات مکہ میں ۲۱۹ھ میں ہوئی۔

امام حاکم فرماتے ہیں: امام بخاری کو جب حمیدی سے کوئی حدیث مل جاتی تو اس حدیث کی دوسری سند تلاش نہیں کرتے تھے۔اور حمیدی کی یہ سند گیارہ اجزاء پر مشتمل ہے۔یاد رہے کہ یہ وہ حمیدی نہیں ہیں جنہوں نے صحیحین (بخاری ومسلم) کو جمع کیا۔

مسند فریابی

یہ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان ترکی فریابی کی تصنیف ہے۔آپ نے بعد میں فلسطین کے شہر ''قیساریہ'' میں رہائش اختیار کرلی تھی۔آپ کی وفات ۲۱۲ھ

کے ابتداء میں ہوئی۔

مسند احمد بن سنان

مصنف حافظ الحدیث ابو جعفر احمد بن سنان بن اسد بن حبان قطان واسطی متوفی ۲۵۹ھ/۲۵۶ھ/۲۵۸ھ۔ آپ نے اس مسند کو رجال (راویوں) کی ترتیب سے لکھا۔

مسند اسماعیل بن اسحاق قاضی

مسند ابو علی بن داؤد مِصِّیص

مصیصی کی قراءت میں اختلاف ہے ایک قراءت "میم" کو زیر اور پہلے "صادر" کو تشدید کے ساتھ پڑھیں گے یعنی (مِصّیصی) دوسری قراءت: "میم" کو زبر اور پہلے "صاد" کو بھی بغیر تشدید کے پڑھیں گے یعنی (مَصیصی)۔ آپ شہر مصیصہ میں رہائش پذیر تھے۔ اس وجہ سے مصیصی کہلاتے تھے۔ آپ کا لقب "سُنَید بروزن زبیر" ہے۔ آپ حافظ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ متقی و پرہیز گار بھی تھے۔ آپ کی اس مشہور مسند کے علاوہ ایک تفسیر بھی ہے۔ آپ کی وفات ۲۲۶ھ میں ہوئی۔

مسند بزار

یہ مشہور محدث ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار بصری کی تصنیف ہے۔ ان کا وصال ۲۹۲ھ کو رملہ میں ہوا۔

آپ کی دو مسندیں ہیں: ایک "المسند الکبیر المعلل" ہے اس کا نام "البحر الزاخر" ہے۔ اس میں آپ وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ غیر صحیح ہے۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں: اس میں یہ کام (صحیح اور غیر صحیح کو بیان کرنا) تھوڑا سا ہے۔ ہاں البتہ حدیث کے بعض راویوں کے تفرد اور متابعت میں کلام کرتے رہتے ہیں۔

آپ کی دوسری مسند "المسند الصغیر" ہے۔

مسند ابو عبدالله محمد بن نصر مروزی شافعي

ابوعبداللہ بلند پایا محدث تھے۔

مسند ابن ابی عزرة

مصنف ابوعمرو احمد بن حازم ابن ابی عزرۃ غفاری کوفی، متوفی ۲۷۶ھ۔

مسند ابن رستم

مصنف محدث کبیر عابد وزاہد ابوجعفر احمد بن مہدی بن رستم اصبہانی متوفی ۲۵۱ھ

مسند اسحاق بن منصور

مصنف ابو یعقوب اسحاق بن منصور بن بہرام کوسج نیشاپوری، متوفی ۲۵۱ھ۔

مسند طَرَسوسی

یہ حافظ الحدیث ابوامیہ محمد بن ابراہیم بن مسلم بغدادی طَرَسوسی کی تصنیف ہے۔ آپ شام کے سرحدی علاقہ کے شہر ''طرسوس'' میں رہنے کی وجہ سے ''طرسوسی'' کہلاتے تھے۔ ان کا وصال ۲۷۳ھ میں ہوا۔

مسند دورقي

صنف حافظ الحدیث ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن کثیر دورقی عبدی، متوفی ۲۵۲ھ

مسند محمد بن حسن كوفي

یہ محدث کوفہ ابوعبداللہ محمد بن حسن کوفی، متوفی ۲۷۷ھ کی تصنیف ہے۔

مسند ابن سنجر:

یہ ثقہ محدث ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن سنجر جرجانی، ساکنِ مصر، متوفی ۲۵۸ھ کی تصنیف ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: یعقوب بن شیبہ نے ایسی ''المسند الکبیر'' لکھی

،جس سے بہتر کوئی اور مسند نہ لکھی گئی لیکن آپ اسے پایا تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ نیز محدثین کہتے ہیں ''المسند الكبير المعلل'' کبھی پایا تکمیل تک پہنچ ہی نہیں سکتی اور یعقوب بن شیبہ کی مسند میں سے ''مسند عشره مبشره، مسند ابن مسعود، مسند عمار، مسند عباس اور مسند عتبه بن غزوان منظر عام پر آئی ہیں۔

اور کہا جاتا ہے کہ اس مسند میں سے ''مسند علی'' پانچ جلدوں پر ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ اس مسند میں سے ''مسند أبو هريره'' کا نسخہ مصر میں دیکھا گیا، جو دوسو (۲۰۰) اجزاء پر مشتمل تھا اور اس مسند میں سے ''مسند ابن عمر'' کے بعض اجزاء بھی دیکھے گئے۔

یعقوب بن شیبہ اس مسند میں احادیث کو ان کی اسناد اور علل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اور اگر یہ مسند پایا تکمیل تک پہنچ جاتی تو یہ دوسو (۲۰۰) جلدوں پر مشتمل ہوتی۔

مسند طوسي:

یہ محدث طوس ابو اسحاق ابراہیم بن اسماعیل طوسی عنبری کی تصنیف ہے۔

آپ کی وفات ۲۸۰ھ/۲۹۰ھ میں ہوئی ان کی یہ مسند تقریباً دوسودس سے زیادہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند قَبَّاني:

مصنف ابو علی حسین بن محمد بن زیاد عبدی نیساپوری قُبَّانی، متوفی ۲۸۹ھ۔

مسند مروزی

یہ ابوبکر احمد بن علی بن سعید مروزی کی تصنیف ہے۔ آپ ثقہ، محدث، قاضی اور علم کا خزانہ تھے۔ آپ نصف ذوالحجہ ۲۹۲ھ میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔ امام ذہبی ''تذكرة الحفاظ'' میں فرماتے ہیں: ان کی کئی تصانیف اور مسانید ہیں۔

مسند سدوسی

مصنف ثقہ راوی ابوعبداللہ محمد بن ہشام بن شبیب بن ابی خَیر ہ، متوفی ۲۵۱ھ۔

مسند ابراھیم بن معقل

مصنف قاضی ابواسحاق ابراہیم بن معقل بن الحجاج نسفی، متوفی ۲۹۵ھ یہ کافی بڑی مسند ہے۔

مسند رازی

مصنف ابویحیی عبدالرحمن بن محمد رازی، متوفی ۲۹۱ھ ان کی ایک تفسیر بھی ہے۔

مسند ابو اسحاق

مصنف حافظ الحدیث ابواسحاق ابراہیم بن یوسف رازی، متوفی ۳۰۱ھ، یہ ایک سو سے زائد اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند ابن ناجیه

مصنف ابومحمد عبداللہ بن محمد بن ناجیہ بربری بغدادی، متوفی ۳۰۱ھ یہ ایک سو بتیس اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند حسن بن سفیان

یہ ابوالعباس حسن بن سفیان بن عامر بن عبدالعزیز بن نعمان بن عطاء شیبانی نسائی بالوزی کی تصنیف ہے۔ آپ شہر نساء سے تین فرسخ کی مسافت پر واقع ''بالوز'' نامی بستی کے رہائشی ہونے کی وجہ سے ''بالوزی'' کہلاتے تھے۔ حدیث کے اندر اپنے زمانے کے ایسے امام تھے کہ آپ کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ آپ کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار مبارک ''بزار'' میں ہے۔ اور آپ کی تین مسندیں ہیں۔

مسند اسحاق بن ابراھیم

یہ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن نصر نیشاپوری المعروف بُشتی کی تصنیف

ہے۔آپ نیشاپور کے نواحی شہر ''بُشت'' کے باشندے تھے۔اس لئے ''بُشتی'' کہلاتے تھے۔یاقوتِ حموی نے ''معجم البلدان'' میں ان کا تذکرہ کیا لیکن ان کی تاریخ وفات بیان نہ کی اورامام ذہبی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ ان کی وفات کس سال ہوئی۔ہاں !البتہ اتنا معلوم ہے کہ ۳۰۳ھ میں حیات تھے۔

مسند ابو یعلی

یہ احمد بن علی بن مثنی تمیمی موصلی کی تصنیف ہے۔آپ مشہور حافظ الحدیث اور ثقہ راوی تھے۔آپ ''موصل'' میں ۳۰۷ھ کو دنیا سے پردہ فرما گئے۔آپ نے سو برس سے زیادہ کی عمر پائی۔تشنگانِ علم دور دور سے طلب حدیث کے لئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔آپ کی دو مسندیں ہیں ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔

محدث اسماعیل بن محمد بن فضل تیمی آپ کی اس مسند کے بارے میں فرماتے ہیں: میں نے ''مسند عدنی ''اور''مسند ابن منیع ''کا مطالعہ کیا پھر''مسند ابو یعلی''کو پڑھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ''مسند ابو یعلی''ایک سمندر ہے۔اور ''مسند عدنی''اور''مسند ابن منیع''اس کی نہریں ہیں۔یوں یہ مسند''مجمع الانہار''ہے۔

مسند ابن توبہ

مصنف ثقہ محدث ابوعباس ولید بن ابان بن توبہ اصبہانی ،متوفی ۳۱۰ھ یہ کافی بڑی مسند ہے۔

مسند روبانی

یہ مشہور محدث ابوبکر محمد بن ہارون روبانی کی تصنیف ہے۔آپ ''طبرستان'' کے نواحی علاقے ''روبان''(جو کثیر علماء کرام کی جائے پیدائش ہے) کے رہائشی ہونے کی وجہ سے ''روبانی'' کہلاتے تھے۔آپ کی وفات ۳۰۷ھ میں ہوئی۔آپ کی یہ مسند

خاصی مشہور ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: مسند روبانی کا مرتبہ سنن کے برابر ہے۔

مسند ابو سعد

یہ ابو سعد عبد الرحمٰن بن حسن اصبہانی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔ آپ نے ''شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے بھی ایک کتاب تحریر فرمائی۔ آپ کی وفات ۳۰۷ھ میں ہوئی۔

حافظ امام ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کو ''حافظ'' کہا لیکن طبقات الحفاظ میں انہیں شمار کرنا بھول گئے۔

مسند محمد بن عقیل

یہ محدث کبیر ابو عبد اللہ محمد بن قلیل بن ازہر بن عقیل بلخی کی تصنیف ہے۔ آپ نے ''التاریخ والا بواب'' کے نام سے بھی ایک کتاب تصنیف فرمائی، آپ کی وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی۔

مسند ابو جعفر طحاوی

مسند ابن ابی حاتم

یہ ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابو حاتم محمد بن ادریس بن منذر بن داؤد بن مہران تمیمی حنظلی کی تصنیف ہے۔ آپ ''رے'' کے ایک علاقے ''درب حنظلہ'' کے رہائشی تھے۔ اسی لئے حنظلی کہلاتے تھے۔ ماشاء اللہ باپ، بیٹا دونوں محدث تھے۔ عالم متبحر اور ابدال تھے۔ یہ چمکتا آفتاب ۳۲۷ھ میں غروب ہوگیا۔ آپ کی یہ تصنیف ایک ہزار (۱۰۰۰) اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند ہیثم بن کلیب

یہ ابو سعید ہیثم بن کلیب بن شریح بن معقل شاشی کی تصنیف ہے۔ آپ ترک کے

سرحدی علاقے میں نہر سیحون کی دوسری جانب شہر ''شاش'' کے باشندے تھے۔اس لئے ''شاشی'' کہلاتے تھے۔یہ شہر کثیر علمائے کرام کی جائے پیدائش ہے۔آپ ماوراء النہر کے محدث تھے۔آپ کی وفات ۳۳۵ھ میں ہوئی۔اور یہ مسند ضخیم ہے۔

مسند علی بن حشاد

مصنف محدث کبیر ابو حسن علی بن حشاد عدل نیشاپوری، متوفی ۳۳۸ھ کی یہ کتاب چار سو (۴۰۰) اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند صفار

یہ ثقہ محدث ابوحسن احمد بن اسماعیل بصری صفار کی تالیف ہے۔آپ کا وصال ۳۴۰ھ کے بعد ہوا۔امام دارقطنی فرماتے ہیں: ''صفار نے عمدہ ترین مسند لکھی''۔

مسند دَعلَج

یہ ابو محمد دعلج بن احمد بن دعلج بغدادی کی تصنیف ہے۔یہ محدثِ بغداد علم کے خزانے تھے اور روایتِ حدیث میں سمندر کی مانند تھے۔آپ کی وفات ۳۵۱ھ میں ہوئی۔اور یہ مسند بھی کافی بڑی ہے۔

مسند ماسرجسی

یہ ابو ولی حسین بن محمد بن احمد بن محمد بن حسین بن عیسیٰ بن ماسرجس ماسرجسی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔یہ مسند معلل اور مہذب ہے اور تیرہ سو (۱۳۰۰) اجزاء پر مشتمل ہے۔اگر اسے جدید خط میں لکھا جائے تو تین ہزار (۳۰۰۰) اجزاء سے بڑھ جائیگی۔آپ نے مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لکھی، اس میں علل اور شواہد بھی بیان کئے۔یہ قلمی نسخہ دس اجزاء پر مشتمل تھا۔جب کاتبوں نیا سے اپنے خط میں لکھا تو ساٹھ سے زیادہ اجزاء بن گئے۔

اس مسند کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اسلامی تاریخ میں اس سے بڑی مسند

تصنیف نہ کی گئی۔

مسند ابراهیم بن نصر

مصنف ابواسحاق ابراہیم بن نصر رازی، متوفی ۳۸۵ھ یہ تیس (۳۰) سے زیادہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند ابن جُمَیع

یہ ابوحسن محمد بن احمد بن محمد بن جُمَیع غسانی صیداوی کی تصنیف ہے۔آپ اہل شام کی سند بیان کرنے والے محدث تھے۔اور آپ علم حدیث کی خاطر شہر بہ شہر سفر کرتے تھے۔آپ کی وفات ۴۰۲ھ میں ہوئی۔

مسند ابن نجار

یہ محبّ الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود بن نجار بغدادی کی تصنیف ہے۔اس مسند کا مکمل نام "القمر المنير فی المسند الكبير" ہے۔اس میں ابن نجار نے ہر صحابی اور اس کی احادیث کا ذکر کیا۔

مسند ابن شاهين

یہ ابوحفص عمر بن احمد بغدادی المعروف ''ابن شاہین'' کی تصنیف ہے۔سولہ ہزار (۱۶۰۰۰) اجزاء پر مشتمل ہے۔

مذکورہ بعض مصنفین کی دودو، تین تین مسندیں ہیں (جن کا ذکر ضمناً ہوا) ان کو علیحدہ سے شمار کرنے کے ساتھ مسانید کی تعداد تقریباً بیاسی (۸۲) تک پہنچ جاتی ہیں۔اور ہماری ذکر کردہ مسانید کے علاوہ بھی ان کی بہت سی مسانید ہیں۔

مسند کی تعریفِ ثانی

بسا اوقات محدثین ''مسند'' اس تصنیف کو بھی کہتے ہیں، جسے صحابہ کی ترتیب کے بجائے ابواب، حروف یا کلمات کی ترتیب سے جمع کیا ہو۔

اس کو مسند کہنے کی وجہ یہ کہ اس کی تمام روایات مسند اور مرفوع ہوتی ہیں یعنی اس کی تمام روایات کی سندیں حضور جان عالم ﷺ تک متصل ہوتی ہے۔

اس مسند کی چند امثلہ درجہ ذیل ہیں:

''صحیح البخاری''؛ اسے ''المسند الصحیح'' کہا جاتا ہے۔

''صحیح مسلم''؛ اسے المسند الصحیح کہا جاتا ہے۔

''سنن دارمی''؛ اسے ''مسند دارمی'' بھی کہا جاتا ہے۔

باوجود اس کے کہ اس میں مرسل، منقطع اور معضل احادیث بھی ہیں۔ علاوہ ازیں امام دارمی کی ایک اور مسند ہے جسے آپ نے صحابہ کی ترتیب پر جمع کیا۔

مسند بَقِیّ

یہ شیخ الاسلام والتفسیر، حافظ الحدیث ابو عبدالرحمٰن بَقِیّ بن مَخلَد اندلسی قرطبی کی تصنیف ہے۔ ان کا وصال ۲۷۶ھ میں ہوا۔

ابن حزم اس مسند کے متعلق فرماتے ہیں: مسند بقی میں تیرہ سو سے زیادہ صحابہ کی روایات مروی ہیں اور اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھا گیا ہے اور یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کی نظیر نہیں۔

مسند سرّاج

محدثِ خراسان ابوعباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران سرّاج نیشاپوری کی تصنیف ہے۔ ''سرّاج'' زین بنانے والے کو کہتے ہیں۔ آپ زین بنانے کا کام کرتے تھے۔ آپ قابلِ اعتماد حافظ الحدیث اور نیک صالح بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۳۱۳ھ میں ہوئی۔

یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا صرف باب الطہارت اور اس کے ساتھ کچھ حصہ مل سکتا ہے نیز یہ کتاب چودہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

مسند فردوس

یہ ابو منصور شہر دار بن شیرویہ ہمدانی دیلمی کی تصنیف ہے۔ان کا سلسلہ نسب صحابی رسول ﷺ ضحاک بن فیروز دیلمی سے جا ملتا ہے۔ان کا وصال ۵۵۸ھ میں ہوا۔

مسند فردوس

یہ شہر دار کے والدِ گرامی ابوشجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ بن فنا خسرو دیلمی ہمدانی کی تصنیف ہے۔ آپ مورخِ ہمدان، مشہور محدیث اور سید الحفاظ تھے۔ آپ کا وصال ۵۰۹ھ میں ہوا۔

اس کتاب میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) چھوٹی چھوٹی احادیث ذکر کی گئیں۔اور اسے بیس سے زیادہ حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا۔اور احادیث کی اسناد کو ذکر نہیں کیا۔ یہ کتاب ایک یا دو جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا مکمل نام: ''فردوس الاخبار بما ثور الخطاب المخرج علی کتاب الشھاب'' یعنی ''شھابُ الاخبار للقضاعی'' ہے۔

ان کے بیٹے شہر دار نے اس کتاب کی تمام احادیث کی سند بیان کی اور ہر حدیث کے تحت اس کی سند ذکر کی ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کا مکمل نام: ''ابانة الشبه فی المعرفة کیفیة الوقوف علی ما فی کتاب الفردوس من علامة الحروف'' ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کتاب کی تلخیص کی ہے اور اس کا نام: ''تسدید القوس فی مختصر مسند الفردوس''۔

مسند شہاب

یہ شہاب الدین ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی قضاعی کی تصنیف ہے۔آپ قبیلۂ معد بن عدنان کی ایک قوم ''قضاعۃ'' سے تعلق رکھنے کی بناء پر قضاعی

کہلاتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ آپ قبیلۂ حمیر سے تعلق رکھتے تھے اور یہی صحیح طرین قول ہے۔ آپ قاضی مصر، مشہور محدث، مذہب شافعی کے جلیل القدر فقیہ اور کثیر التصانیف تھے۔ آپ کی وفات ۴۵۴ھ میں ہوئی۔

اس کتاب کا مکمل نام: ''کتاب الشهاب فی المواعظ والآداب'' ہے۔ اس کی ایک جلد دس اجزاء پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں ''کتاب الشهاب الاحکام'' (جن کا ذکر ابھی ابھی گزرا یہ بھی انہی کی تصنیف ہے) کی احادیث کی سندیں بیان کی ہیں اور یہ ایک ہی لطیف کتاب ہے۔ جس میں انہوں نے حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی احادیث کو جمع کیا ہے۔ اور اس میں حکمتوں اور نصیحتوں پر مشتمل تقریباً بارہ سو احادیث ہیں۔ لیکن ان احادیث کی سندیں ذکر نہ کی گئیں یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر کلمات پر مرتب کی گئی تھی پھر شیخ عبدالروؤف مناوی شافعی نے اسے حروف کی ترتیب پر لکھا اور اس میں مزید یہ اضافہ کیا کہ اس کی ایک جلد میں تخریج کرنے والوں کا تذکرہ کیا اور اس کا نام: ''اسعاف الطلاب بترتیب الشهاب'' رکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تفسیرِ قرآن پر مشتمل کتب احادیث

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں تفسیرِ قرآن پر مشتمل احادیث اور آثار صحابہ وتابعین کو جمع کیا گیا ہے۔ان میں سے تقریباً انتیس کتابوں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

ا۔تفسیر عبد الرحمن بن ابو حاتم:

یہ چار جلدوں پر مشتمل ہیں اور اس کا اکثر حصہ مسند آثار پر مشتمل ہے۔

۲۔کتاب التفسیر :اسحاق بن راہویہ

۳۔کتاب التفسیر :ابوبکر بن ابی شیبہ

۴۔کتاب التفسیر :عثمان بن ابی شیبہ۔

۵۔کتاب التفسیر :ابوعبداللہ بن ماجہ قزوین

۶۔کتاب التفسیر عبداللہ بن حمید

۷۔کتاب التفسیر :عبدالرزاق صنعانی

۸۔کتاب التفسیر :محمد بن یوسف فریابی

۹۔کتاب التفسیر :ابوالشیخ ابن حبان

۱۰۔کتاب التفسیر :ابوحفص بن شاہین۔

یہ تفسیر ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے۔اور ''واسط'' سے تقریباً تیس (۳۰) جلدوں میں حاصل ہوئی۔

۱۱۔کتاب التفسیر:

بقی بن مخلد ابن حزم اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: ''تاریخ اسلام میں بقی کی تفسیر کی مثل کوئی تفسیر معرض تحریر میں نہ آئی۔نہ ہی تفسیرِ ابن جریر اور نہ ہی اس کے

علاوہ اور کوئی تفسیر۔

۱۲۔ کتاب التفسیر :سیدّ ابن داؤد

۱۳۔تفسیر طبر

یہ ابن جریر طبری کی تصنیف ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں: طبری کی تفسیر کی مثل کوئی تفسیر نہ لکھی گئی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں: تفسیرِ طبری تمام تفاسیر سے جلیل القدر اور عظیم تر تفسیر ہے۔

ابو حامد اسفرائنی فرماتے ہیں: تفسیرِ طبری کو حاصل کرنے کے لئے اگر کسی کو چین کا سفر کرنا پڑے تو کم ہے۔

۱۴۔ کتاب التفسیر: مصنف ابو بکر بن مردویہ

۱۵۔ کتاب التفسیر

مصنف ابو قاسم اصفہانی۔ آپ کی ایک بڑی تفسیر بھی ہے۔ جو تقریباً تیس (۳۰) جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ کی اور بھی کئی تفاسیر ہیں۔

تنبیه: یہ تمام حضرات وہ تھے، جن کا تعارف اور وفات ماقبل میں بیان ہو چکی ہے، اس وجہ سے یہاں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

۱۶۔تفسیر ابن منذر نیشاپوری:

یہ ابو بکر محمد بن ابراہیم بن منذر رنیشاپوری کی تصنیف ہے۔ بعد میں آپ نے مکہ معظّمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے بے مثل اور بے نظیر کتب تصانیف کی ہیں جیسے ''کتاب الاشراف'' یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ اور ''کتاب المبسوط'' یہ اس سے بھی بڑی کتاب ہے۔ اور ''کتاب الاجماع'' یہ ایک مختصر کتاب ہے۔ آپ کی تاریخ وفات میں دو اقوال ملتے ہیں: ۳۱۹ھ/۳۱۸ھ۔ آپ مجتہد کے منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

۱۷۔تفسیر نقاش

یہ ابوبکر محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ہارون نقاش کی تصنیف ہے۔آپ ابتدائی عمر میں دیواروں اور چھتوں پر نقش ونگاری کا کام کیا کرتے تھے،اس لئے''نقاش'' نام سے مشہور ہو گئے تھے،نقاش کا مطلب ہے''نقش ونگار کا کام کرنے والا''اصلاً آپ شہر ''موصل'' کے رہنے والے تھے؛اس وجہ سے''موصلی'' کہلاتے تھےلیکن آپ کی پیدائش اور پرورش شہر بغداد میں ہوئی؛اس وجہ سے بغدادی بھی کہلاتے تھے۔آپ کا وصال مبارک ۳۵۱ھ میں ہوا۔

آپ کی اس تفسیر کا نام: ''شفاء الصدور'' ہے۔اس تفسیر میں موضوع روایات کی کثرت ہے؛اسی وجہ سے ابو قاسم لاَ لکائی فرماتے ہیں تفسیر نقاش''شفاء الصدور''(سینوں کے لئے نیک بختی)نہیں بلکہ "اشفاء الصدور" (سینوں کے لئے بدبختی)ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: لاَ لکائی کی اس سے مراد تفسیر نقاش کا وہ حصہ ہے، جو موضوع احادیث پر مشتمل ہے۔

جبکہ امام برقانی فرماتے ہیں: تفسیر نقاش کی ساری احادیث موضوع ہیں۔اس میں تو صحیح احادیث کا نام ونشان تک نہیں ہے۔(دیکھئے امام ذہبی کی''میزان''اور ''تاریخ ابن خلکان'')

۱۸. تفسیر بَغَوی:

یہ ابو قاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی بغدادی کی تصنیف ہے۔آپ اصل میں''بغو'' کے باشندے تھے اس وجہ سے بغوی کہلاتے تھے۔پھر بغداد میں اقامت اختیار کر لی تھی۔اس وجہ سے بغدادی کہلاتے تھے۔آپ حافظ کبیر اور مستندِ عالم تھے۔ آپ کی وفات ۳۱۷ھ میں ہوئی۔آپ کا زمانہ محی السنۃ (مصنف شرح السنۃ) کے

زمانے سے پہلے تھا۔اور آپ بغوی کبیر کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کی اس تفسیر کا نام: ''معالم التنزیل'' ہے۔اس میں ایسے قصّے، کہانیاں موجود ہیں، جن پر ضعیف اور موضوع ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔

۱۹۔تفسیر ثعلبی:

یہ ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔آپ کو ''ثعلبی'' بھی کہا جاتا ہے۔یہ آپ کا لقب ہے۔نسبت نہیں ہے۔آپ کی وفات ۴۲۷ھ میں ہوئی۔

ابن خلکان فرماتے ہیں: ثعلبی اپنے زمانے میں یکتا تھے۔آپ نے ایسی بڑی تفاسیر لکھی جو دیگر تفاسیر سے فائق ہے۔آپ کی ایک اور کتاب بھی ہے، جو انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں پر مشتمل ہے۔اس کا نام: ''کتاب العرائس'' ہے۔

۲۰۔تفسیر واحدی:

یہ ابوحسن علی بن احمد بن محمد بن علی واحدی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔آپ علم تفسیر میں اپنے زمانے میں یکتا تھے۔آپ کا وصال ۴۶۸ھ میں ہوا۔آپ ابواسحاق ثعلبی کے شاگردوں میں سے تھے۔آپ کی تین تصانیف تفسیر کے موضوع پر ہیں: ''البسیط، وسیط اور وجیز''۔اس کے علاوہ آپ کی ایک کتاب ''اسباب النزول'' کے نام سے بھی ہے۔

واحدی اور ان کے استاذ ثعلبی کو علم حدیث میں اتنی مہارت حاصل نہ تھی بلکہ ان دونوں کی تفاسیر میں موضوع احادیث اور باطل قصّے کہانیوں کی کثرت ہے۔

۲۱۔تفسیر قزوینی:

یہ شیخ المعتزلہ ابو یوسف عبدالسلام بن محمد قزوینی کی تصنیف ہے۔ان کی وفات ۴۴۸ھ میں ہوئی۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: ان کی یہ تفسیر تین سو سے زیادہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

علوم قرآن پر حدیث کی کتابیں

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں قرآن اور قرآن کی قراءت کے متعلق احادیث کو جمع کیا گیا اور ان کتب میں بھی احادیث وآثار سند کے ساتھ بیان کئے گئے۔

اس موضوع پر لکھی گئی کتب میں سے تقریباً پانچ کتب کا تعارف درج ذیل ہے۔

۱۔ کتاب المصاحف: ابن ابی داود

۲۔ کتاب المصاحف:

یہ ابوبکر بن قاسم بن محمد بن بشار انباری کی تصنیف ہے۔آپ نہرِ فرات کے کنارے بغداد سے دس فرسخ کی مسافت پر ایک قدیم شہر ''أنبار'' کے باشندے ہونے کی وجہ سے ''أنباری'' کہلاتے تھے۔

آپ نحوی عالم ہیں۔آپ کا شمار حفاظِ حدیث میں بھی ہوتا ہے۔آپ کثیر تصانیف کے مصنف ہیں۔آپ کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔آپ کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو قرآن کی تفاسیر میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) تفاسیر سند کے ساتھ زبانی یاد تھیں۔

تنبیہ: انباری نام کے دو راوی ہیں: ایک یہ اور ایک دوسرے، جن کا نام ابو برکات عبدالرحمٰن بن محمد انباری نحوی ہے۔یہ بھی نحوی اور کثیر التصانیف تھے۔ان کی وفات ۵۷۷ھ میں ہوئی۔جن حضرات نے دونوں کے درمیان فرق نہ کیا وہ خطاء پر ہیں۔

۳۔ کتاب المعجم فی القراءت: مصنف ابوبکر نقاش

۴۔ کتاب الوقف والابتداء: مصنف ابوبکر انباری

۵۔ کتاب الوقف والابتداء

یہ ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعیل بن یونس مرادی نحاس کی تصنیف ہے۔ آپ کو صغار بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو ''نحاس'' اور ''صغار'' اس وجہ سے کہتے تھے کہ آپ تانبے (نحاس) اور پیتل (صغار) کے برتنوں کا کام کرتے تھے۔ آپ نحوی، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ اور حافظِ مصر تھے۔

آپ کی وفات دریائے نیل میں ڈوبنے کے سبب سے ہوئی۔ اس کے بعد آپ کا پتہ نہ چل سکا۔ یہ ۳۷۸ھ/۷۷ھ/کا واقعہ ہے۔

آپ کی اس موضوع (کتاب الوقف والابتداء) پر دو کتابیں ہیں۔ ایک چھوٹی، ایک بڑی، اس کے علاوہ آپ کی کئی تصانیف ہیں۔

ناسخ ومنسوخ کے موضوع پر حدیث کی کتابیں

یہ وہ کتابیں ہیں، جن میں سند کے ساتھ ایسی احادیث جمع کی گئی ہیں، جن سے قرآن وحدیث کے ناسخ ومنسوخ کو جانا جاتا ہے۔ان کتب میں سے تقریباً دس (۱۰) کا تعارف درج ذیل ہے۔

☆ قرآن کے نسخ کے حوالے سے کتب

۱۔ کتاب الناسخ و المنسوخ : ابوعبدالقاسم بن سلام

۲۔ کتاب الناسخ و المنسوخ : ابوبکر بن الانباری

۳۔ کتاب الناسخ و المنسوخ : ابوجعفر بن نحاس

☆ حدیث کے نسخ کے حوالے سے کتب

۴۔ کتاب الناسخ و المنسوخ: احمد بن حنبل

۵۔ کتاب الناسخ و المنسوخ ابوداؤد مصنف سنن ابوداؤد

۶۔ کتاب الناسخ و المنسوخ: ابوبکر اثرم

۷۔ کتاب الناسخ و المنسوخ: ابوالشیخ ابن حیان

۸۔ کتاب الناسخ و المنسوخ: ابوحفص بن شاہین

۹۔ کتاب الناسخ و المنسوخ:

ابوفرج بن جوزی کی تصنیف ہے۔آپ کی ایک کتاب ''تجرید الاحادیث المنسوخة'' کے نام سے بھی ہے۔لیکن یہ کافی مختصر تصنیف ہے۔

۱۰۔ کتاب الناسخ و المنسوخ

یہ ابوبکر زین الدین محمد بن ابوعثمان موسی بن عثمان بن موسی بن عثمان بن حازم حازمی کی تصنیف ہے۔ آپ اپنے جدِ امجد کی نسبت سے حازمی کہلاتے تھے۔ آپ متقن، حافظ الحدیث اور مذہب شافعی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی وفات ۵۸۴ھ میں ہوئی۔ آپ کی اس کتاب کا مکمل نام: ''الاعتبار فی الناسخ و المنسوخ من الاخبار'' ہے۔ یہ ایک جلد میں ہے۔

احادیث قدسیہ کے موضوع پر کتابیں

حدیث قدسی کی تعریف

وہ حدیث جس کی نسبت رب تبارک وتعالی کی طرف ہو۔یوں کہ اسے رب تبارک وتعالی کا کلام قرار دیا جائے ۔اوراس میں قرآن کی طرح اعجاز مقصود نہ ہو۔

☆ان کتب میں سے تین (۳) کا تعارف درج ذیل ہے۔

۱۔الاربعین الالٰھیه

مصنف ابوحسن علی بن مفضل مقدسی (ان کا تعارف عنقریب آرہا ہے)

۲۔مشکاۃ الانوار فی ماروی عن اللّٰہ سبحانه و تعالی من الاخبار

یہ امام المحققین ،صدرالاولیاء،صدرالعارفین محیی الدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن عربی حاتمی طائی اندلسی مرسی کی تصنیف ہے۔آپ اندلس شہر ''مرسیہ'' میں پیدا ہوئے اس لئے ''مرسی'' کہلاتے تھے۔آپ کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی۔اس کتاب میں انہوں نے احادیث قدسیہ کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا۔اوران کی تعداد تقریباً ایک سو ایک (۱۰۱) ہے۔

۳۔الاتحافات السنیة بالاحادیث القدسیة

یہ عبدالرؤف مناوی کی تصنیف ہے۔انہوں نے اس کتاب میں نبی ﷺ سے منقول ان تمام احادیث قدسیہ کو جمع کردیا جن تک انہیں رسائی مل سکی، انہوں نے اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا، یہ کتاب ایک لطیف جلد پر مشتمل ہے،لیکن انہوں نے احادیث کو سند کے بغیر ذکر کیا ہے۔

مسلسل احادیث پر کتب

حدیث مسلسل کی تعریف

وہ حدیث جس کی سند کے تمام راوی کسی خاص صفت یا حالت پر متفق ہو کر اسے آگے روایت کریں۔

☆ان کتب میں سے تقریباً اکیس (۲۱) کا تعارف درجہ ذیل ہے۔

۱۔مسلسل بالاولیہ

یہ ابو طاہر عماد الدین احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن سلفہ کی تصنیف ہے۔سلفہ آپ کے جدِ امجد کا لقب ہے۔یہ لقب عجمی ہے۔عربی میں اس کا مطلب ہے ''ثلاث شفاہ'' (تین ہونٹ) کیونکہ ان کے دادا کا ایک ہونٹ کٹ کر دو ہونٹوں کی شکل اختیار کر گیا تھا۔یوں ان کے تین ہونٹ ہو گئے تھے۔اس وجہ سے وہ سلفہ کہلاتے تھے۔لفظ سلفہ اصل میں سلبہ تھا پھر ''با'' کو ''فا'' سے بدل کر ''سلفہ'' بنا دیا گیا۔آپ سلفی اپنے جدِ امجد کی نسبت سے کہلاتے تھے۔اور محلّہ اصبہان ''جروان'' کے رہائشی ہونے کی وجہ سے ''جروانی'' کہلاتے تھے۔آپ کی وفات اچانک اسکندریہ کے سرحدی علاقہ میں ہوئی۔آپ نے ایک سو چھ (۱۰۶) سال عمر پائی۔امام ذہبی سلفی کی شان میں فرماتے ہیں۔میں سلفی کے علاوہ کسی محدث کو نہیں جانتا جس نے اسی (۸۰) سال تک حدیث بیان کی ہو۔

۲۔العذب السلسل فی الحدیث المسلسل: مصنف امام ذہبی

۳۔''مسلسل''

تقی الدین بقیۃ المجتہدین ابو حسن علی بن عبد کافی بن علی بن تمام انصاری سبکی کی

بھی ہے۔

آپ شہر ''منوف'' کی بستی ''سبک'' میں پیدا ہونے کی وجہ سے ''سبکی'' کہلاتے تھے۔آپ نے دریائے نیل کے کنارے جزیرہ ''فیل'' میں ۷۵٦ھ میں اس دنیا سے پردہ فرمایا۔

۴۔مسلسلاتِ ابو ذرعه

یہ ابوزرعہ ولی الدین احمد بن ابوفضل زین الدین عبدالرحیم بن حسن بن عبدالرحمٰن عراقی کی تصنیف ہے۔آپ عرب والے ''عراق'' میں رہنے کی وجہ سے ''عراقی'' کہلاتے تھے۔یہ عراق ایک وسیع وعریض خطہ ہے۔قبیلہ ''کرد'' سے تعلق رکھنے کی وجہ سے آپ ''کردی'' کہلاتے تھے۔شافعی مذہب کے پیروکار تھے۔ماشاءاللہ آپ اورآپ کے فرزند دونوں محدث تھے۔آپ کاوصال مبارک قاہرہ میں ۸۲۰ھ میں ہوا۔

۵۔ مسلسلاتِ مصنف ابو عباس جعفر بن محمد مستغفری

٦۔مسلسلاتِ ابن شاذان

یہ ابوبکر احمد بن ابراہیم بن حسن بن شاذان بغدادی بزار کی تصنیف ہے۔آپ محدث بغداد تھے آپ کی وفات ۳۸۳ھ میں ہوئی۔آپ مسند عراق ابوعلی بن شاذان کے والد ہیں۔ابوعلی کی وفات ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

۷۔مسلسلات: مصنف ابونعیم اصفہانی

۸۔مسلسلاتِ دیباجی

یہ ابومحمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن یحیی عثمانی دیباجی کی تصنیف ہے۔آپ اسکندریہ کے محدث تھے۔آپ کی وفات ۵۷۲ھ میں ہوئی۔

۹۔مسلسلات ابن طیلسان

یہ ابو قاسم قاسم بن محمد بن احمد بن محمد بن سلیمان اوسی انصاری قرطبی المعروف

ابن طیلسان کی تصنیف ہے۔آپ اندلس کے حافظ تھے۔آپ کی اس مسلسل کامکمل نام: ''الجوهر المفصلات فی الاحادیث المسلسلات'' ہے۔جب انگریزوں نے قرطبہ پر قبضہ کیااس وقت آپ نیوہاں سے نکل کر مالقہ میں رہائش اختیار لی اور ''مالقہ'' ہی میں ۶۴۲ھ میں جاں بحق ہوئے۔

۱۰۔مسلسلاتِ ابن مسدی

یہ مشہور محدث ابوبکر جمال الدین محمد بن یوسف بن موسی بن یوسف ازدی مہلی اندلسی غرناطی، ساکنِ مصر، المعروف ابن مسدی کی تصنیف ہے۔آپ نے مکہ معظّمہ میں ۶۶۳ھ میں طاعون کے مرض میں مبتلاء ہوکر جام شہادت نوش فرمایا۔آپ کا مزار مبارک ''جنت المعلاۃ'' میں ہے۔

ابن مسدی کی ایک تصنیف ''المسند الغریب'' کے نام سے بھی ہے، جس میں انہوں نے علماءِ متقدمین ومتأخرین کے مذہب کو نقل کیا۔

ابن مسدی نے ایک کتاب: ''الاربعون المختاره فی فضل الحج و الزیارة'' کے نام سے بھی لکھی۔

۱۱۔مسلسلاتِ سخاوی:

یہ مشہور فقیہ، مفسر، عالم لغۃ، مشہور نحوی ابوحسن علم الدین علی بن محمد بن عبدالصمد سخاوی، ساکن دمشق کی تصنیف ہے۔اس کتاب کامکمل نام ''الجوهر المكللة فی الاخبار المسلسله'' ہے۔

۱۲۔مسلسلاتِ علائی:

یہ مشہور محدث صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی بن عبداللہ علائی دمشقی مقدسی کی تصنیف ہے۔آپ کی وفات بیت المقدس میں ۷۶۱ھ میں ہوئی۔آپ کی تصنیف میں ''جامع التحصيل فی احکام المراسيل'' اور ''اختصار جامع

الا صول'' (جو کہ ابن اثیر جزری کی ہے) کا شمار بھی ہوتا ہے۔

۱۳۔مسلسلات ابن فهد

یہ نجم الدین محمد المعروف عمر بن تقی الدین ابو فضل محمد بن محمد بن فہد ہاشمی علوی مکی کی کتاب ہے۔ آپ کا وصال ۳۸۵ھ میں ہوا۔ آپ کی ایک تصنیف ''اتحاف الوری باخبار ام القری'' کے نام سے بھی ہے۔

۱۴۔مسلسلاتِ سخاوی

یہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابو بکر بن عثمان بن محمد بن سخاوی شافعی کی تصنیف ہے۔ آپ مصر کی بستی ''سخا'' میں رہنے کی وجہ سے ''سخاوی'' کہلاتے تھے۔ یاد رہے کہ ''سخا'' سے قانون کے مطابق تو ''سخی'' نسبت ہونی چاہیے تھی لیکن خلافِ قیاس ''سخاوی'' بنا دی گئی۔ آپ قاہرہ میں پیدا ہونے کی وجہ سے ''قاہری'' کہلاتے تھے۔ آپ کی وفات ۹۰۲ھ میں ہوئی۔

آپ کی اس کتاب میں سو (۱۰۰) مسلسل احادیث ہیں۔ آپ نے انہیں علیحدہ تصنیف میں ان کی شان اجاگر کرنے کے لئے جمع کیا۔

۱۵۔مسلسلاتِ سیوطی

یہ جلال الدین ابو فضل عبدالرحمٰن بن ابو بکر بن محمد سیوطی شافعی کی تصنیف ہے۔ آپ کی وفات ۹۱۱ھ میں ہوئی۔

یہ مسلسلاتِ کبریٰ (مسلسل احادیث پر مشتمل بڑی کتاب) ہے۔ اس میں تقریباً پچاس (۵۰) احادیث ہیں۔

آپ کی ایک کتاب ''جیاد المسلسلات'' کے نام سے بھی ہے۔ علامہ سیوطی خود فرماتے ہیں: میرے کانوں نے جتنی مسلسل احادیث سنی تھیں میں نے انہیں سند کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور میرے علاوہ اور بھی کئی لوگوں نے مسلسل احادیث کو جمع

کیا ہے۔

۱۶۔ مسلسلاتِ ابن عقیله مکی

یہ مشہور محدث، مسند صوفی ابو بکر عبد اللہ جمال الدین محمد بن احمد بن سعید کی تصنیف ہے۔ آپ کے والد گرامی عقیلہ مکی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ حنفی تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۵۰ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کی اس کتاب کا مکمل نام ''الفوائد الجليلة في مسلسلاتِ محمد بن احمد عقيلة'' ہے۔

۱۷۔ مسلسلاتِ مرتضیٰ زبیدی

یہ ابو الفیض محمد بن محمد بن محمد بن عبد الرزاق حسینی واسطی، زبیدی مصری المعروف مرتضیٰ کی تصنیف ہے۔ آپ حنفی تھے۔
آپ کی وفات ۱۲۰۵ھ میں مصر میں ہوئی۔ آپ کی اس کتاب کا مکمل نام ''التعليقة الجليلة على مسلسلاتِ ابن عقيلة'' ہے۔

۱۸۔ مسلسلاتِ ابن الطيب فاسی

یہ مشہور محدث مسند عالم لغۃ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن الطیب بن محمد بن محمد بن موسیٰ شرکی فاسی مالکی کی تصنیف ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ آپ کی وفات مدینہ ہی میں ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار پُر انوار ''حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' کی قبر انور کے قریب ہے۔ آپ نے اس کتاب میں تین سو (۳۰۰) سے زیادہ مسلسل احادیث کو جمع کیا ہے۔

۱۹۔ مسلسلاتِ عابد سندھی

یہ ابو عبد اللہ محمد عابد بن احمد علی بن یعقوب انصاری خزرجی سندھی۔ آپ پاکستان کے صوبہ سندھ کے باشندے ہونے کی وجہ سے ''سندھی'' کہلاتے تھے۔ پھر مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کر لینے کی وجہ سے ''مدنی'' کہلاتے تھے۔ آپ کی وفات

بھی مدینے میں ہی ۱۲۵۷ھ میں ہوئی۔

آپ نے اس مسلسل احادیث کے مجموعہ کو اپنی کتاب ''حصر الشادر فی أسانید محمد عابد'' میں شامل کیا۔

۲۰۔مسلسلاتِ مرتضی زبیدی

یہ ابو الفیض شیخ مرتضی زبیدی کی تصنیف ہے۔ اس کا مکمل نام ''الاسعاف بالحدیث المسلسل بالاشراف'' ہے۔

۲۱۔مسلسلاتِ زبیدی

یہ بھی شیخ مرتضی زبیدی کی تالیف ہے۔اس کا مکمل نام: ''المرقاة العلية فی شرح الحديث المسلسل بالاولية'' ہے۔

☆ان کتب مسلسلات کے علاوہ مسلسل احادیث پر مشتمل کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہے یہاں چند کا ذکر بطور تمثیل کیا گیا۔

مسلسل احادیث کی تعداد

مسلسل احادیث کی تعداد چارسو (۴۰۰) سے زیادہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

مراسیل کے موضوع پر کتب

☆ مراسیل کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں سے تقریباً تین کا تعارف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب المراسیل

مصنف صاحب سننِ ابوداوٗد۔ یہ کتاب ایک لطیف جز میں ہے۔ اسے ابواب کی ترتیب پر لکھا گیا ہے۔

۲۔ کتاب المراسیل

یہ ابن ابی حاتم کی تصنیف ہے۔ یہ بھی ابواب کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔ اس کا پہلا باب ہی اس بارے میں ہے۔ کہ مرسل اسانید اس قابل نہیں کہ اس سے دلیل پکڑی جائے۔

۳۔ کتاب المراسیل

یہ صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی علائی کی تصنیف ہے۔ یہ ایک چھوٹی جلد پر مشتمل ہے۔ آپ نے اس کا نام: ''جامع التحصیل فی احکام المراسیل'' رکھا۔ آپ نے اسے چھ ابواب پر لکھا۔ برہانُ الدین کے اس پر حواشی بھی ہیں۔

اجزاءحدیثیہ پر کتب

جز کی تعریف

محدث کے نزدیک جزء اس مجموعے کو کہتے ہیں ،جس میں کسی صحابی یا تابعی سے مروی احادیث کو جمع کیا جائے اور کبھی محدثین کسی جامع کتاب میں ذکر کردہ ابواب میں سے ایک جزوی باب لیتے ہیں پھر اس میں شرح وبسط سے تصنیفی کام کرتے ہیں، جس سے مختلف نوعیت کے مجموعے معرضِ تحریر میں آتے ہیں۔ کسی مجموعے کا نام فوائد حدیثیہ ،کسی کا نام وحدانیات ، ثنایات وغیرہ اور کسی کا نام چہل حدیثی ، اَسّی حدیثی ،سو حدیثی اور دوسو حدیثی مجموعہ کا نام دیا جاتا ہے۔ان شاء اللہ ان سب کی تفصیل آگے آرہی ہیں ۔ان میں اجزاءحدیثیہ کا تعارف حسب ذیل ہے۔

☆ یہاں مصنف تقریباً اجزاءحدیثیہ کا تعارف پیش کررہے ہیں۔

جزء: مصنف حسن بن سفیان شیبانی نسائی ،آپ مسند اور کتاب الوُحدان وغیرہ کے بھی مصنف ہیں۔

کتاب الوُحدان

☆وُحدان سے کیا مراد ہے؟

وُحدان سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے صرف ایک ہی راوی نے روایت کی ہو۔خواہ وہ لوگ صحابہ سے ہوں، تابعین سے ہوں یا تبع تابعین سے ہوں۔امام مسلم وغیرہ نے بھی اس موضوع پر تصنیف لکھی ہے۔

وحدان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک ہی حدیث کو روایت کیا ہو یعنی روایت ایک ہی ہو چاہے راوی بہت سارے ہو۔اس موضوع پر امام بخاری نے ایک

تصنیف لکھی ہے۔ لیکن آپ کی یہ تصنیف صرف صحابی کے ساتھ مختص ہے۔

جزء

یہ شیخ الآئمہ حافظ الحدیث ابو عاصم ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم شیبانی بصری المعروف ''نبیل'' متوفی ۲۱۲ھ کی تصنیف ہے۔

جزء

یہ ابو علی حسن بن عرفہ بن یزید عبدی بغدادی متوفی ۲۵۷ھ کی تصنیف ہے انہوں نے سو سے زائد عمر پائی اسی وجہ سے انہیں معمر (بڑی عمر والے بزرگ) کہا جاتا تھا۔

جزء

یہ حافظ الحدیث، ثقہ، کثیر تصانیف ابو مسعود احمد بن فرات بن خالد ضبی رازی ساکن اصبہان، اصبہان کے محدث متوفی ۲۵۸ھ کی تصنیف ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: آج تک جتنے اجزاء سننے میں آئے ان کا یہ جزء تمام سے بڑھ کر ہے۔

خود امام ضبی رازی سے منقول ہے۔ میں نے سترہ سو شیوخ سے احادیث سن کر تقریباً دس لاکھ پانچ سو (۱۰۰۰۵۰۰) احادیث لکھی۔ پھر ان میں سے پانچ لاکھ احادیث کو اپنی تالیف میں آراستہ کیا۔

جزء

یہ مشہور محدث جعفر بن محمد بن ہشام بن قسیم ملاس نمیری دمشقی، متوفی ۳۲۸ھ کی تصنیف ہے۔

جزء

یہ قاضی شیخ البخاری ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری بصری متوفی ۲۱۵ھ کی تصنیف ہے۔ اس جزء کا شمار بھی بلند پایہ اجزاء میں ہوتا ہے۔

جزء

ابوالحسن احمد بن عبدالعزیز بن احمد بن ترتال تمیمی بغدادی، متوفی ۴۸۰ھ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے اکانوے (۹۱) سال کی عمر پائی۔

ابوالحسن علی بن فاضل بن سعداللہ صوری مصری اور ابواسحاق ابراہیم بن سعید حبال مصری نے ان سے اس جزء کو روایت کیا ہے۔

جزء

یہ شیخ الصوفیاء ابوعمرو اسماعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن خالد سلمی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔ آپ عابد و زاہد صوفی بزرگ تھے۔ آپ ابوعبدالرحمٰن سلمی کے دادا اور ''رساله قشیریه'' کے راویوں میں سے ہیں۔

جزء

یہ استاذ ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد بن محمد بن علی القطان طبری مقری شافعی کی تصنیف ہے۔ آپ نے متعدد تصانیف لکھی ہیں۔ آپ ہمیشہ مکہ معظّمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں رہے اور مکہ میں ہی ۴۷۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس رسالے میں آپ نے ان روایات کو جمع کیا ہے۔ جنہیں امام ابوحنیفہ نے صحابہ سے روایت کیا ہے۔ ان کی ایک تصنیف ''الجامع الکبیر فی القراء ت'' کے نام سے بھی ہے۔ اس میں پندرہ سو پچاس (۱۵۵۰) احادیث ہیں۔

جزء

ابوعلی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح صفار متوفی ۳۴۱ھ۔

جزء

یہ ابواحمد محمد بن احمد بن حسن بن قاسم غطریفی کی تصنیف ہے۔ انہوں نے ''بخاری'' پر ''صحیح'' بھی تالیف کی ہے۔ انہوں نے اس جزء کو قاضی ابوبکر طبری کی

احادیث سے لیا ہے۔

جزء

یہ رشید الدین ابوحسین یحیی بن علی بن عبداللہ بن علی بن مفرج قرشی اموی نابلسی مصری العطار مالکی حافظ الحدیث، متوفی ۶۶۲ھ کی تصنیف ہے۔اس جزء میں آٹھ احادیث ہیں۔

جزء

یہ ابوحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران سکری بغدادی کی تصنیف ہے۔آپ عادل اور ثقہ راوی تھے۔آپ امام بیہقی کے استاذ بھی ہیں۔آپ ستاسی (۸۷) سال کی عمر پائی۔

جزء

یہ ابوطاہر حسن بن احمد بن ابراہیم اسدی بالسی المعروف ابن فیل (مشہور جانور ہاتھی) کی تصنیف ہے۔بعض نے کہا ابن قیل ہے۔آپ ابراہیم بن سعید جوہری کے شاگرد حافظ الحدیث اور صاحب مسند بھی ہیں۔

جزء

یہ محمد بن سلمان بن حبیب المصیصی کی تصنیف ہے۔''لوین'' سلماہن بن حبیب المصیصی کے شاگرد بھی ہیں۔جیسا کہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے یہ ابوجعفر احمد بن محمد بن مرزبان ابہری ہیں ان کی وفات اصبہان میں ۳۹۳ھ میں ہوئی۔

جزء

یہ ابوبکر احمد بن عبداللہ بن علی بن سوید بن منجوف السدوسی المعروف منجوفی کی تصنیف ہے۔آپ اپنے جدِ امجد کی نسبت سے ''منجوفی'' کہلاتے تھے۔آپ صحیح بخاری میں موجود امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہیں۔آپ کا وصال مبارک ۲۵۲ھ میں ہوا۔

جزء: ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصبہانی

جزء: ابویعلی الخلیلی

جزء

ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق القاضی، انہوں نے اس جزء کو ایوب سختیانی کی احادیث سے لیا ہے۔

جزء: ابوقاسم بغوی

جزء: ابوبکر بن شاذان بغدادی بزاز

جزء: ابوسعید محمد بن علی نقاش

جزء: ابوعباس اصم

جزء

ابوبکر محمد بن حسن نقاش یہ جزء نماز تراویح کے فضائل پر ہے۔

جزء القناعة

یہ ابوعباس احمد بن محمد بن مسروق طوسی بغدادی کی تصنیف ہے۔آپ کی وفات بغداد میں ۲۹۹ھ/۲۹۸ھ میں ہوئی۔آپ عظیم الشان بزرگ، ابدال اور رسالہ قشیریہ کے راویوں میں سے ہیں۔

جزء المعروف منتقی سبعة اجزاء

یہ مشہور حافظ الحدیث ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس مُخَلِّص ذہبی بغدادی کی تصنیف ہے۔

جزء صلاة التسبیح :ابوبکر خطیب بغدادی

جزء من حدث و نسی

(یہ جزء ان لوگوں کے بارے میں ہے جو حدیث بیان کرنے کے بعد بھول

جاتے ہیں) مصنف: ابوبکر خطیب بغدادی

جزء من حدث و نسی: ابوحسن دار قطنی

جزء

یہ حافظ الحدیث ابوعبداللہ محمد بن مخلد بن حفص دوری عطار، متوفی ۳۳۱ھ کی تصنیف ہے۔ یہ ایک چھوٹا جزء ہے۔ اس میں تقریباً نوے (۹۰) احادیث ہیں۔

جزء البطاقه

یہ حافظ الحدیث ابوقاسم حمزہ بن محمد بن علی بن عباس کنانی مصری، متوفی ۳۵۷ھ کے املاء کراتے وقت لکھا گیا۔ اس جزء کو ابوقاسم سے ابوحسن علی بن عمر بن محمد حرانی مصری الصواف نے روایت کیا ہے۔ اس کا تذکرہ ''حسن المحاضرہ'' میں کیا گیا ہے۔

جزء من روی هو وابوه وجد

(یہ جزء ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو خود اور ان کے باپ دادا سب راویانِ حدیث تھے۔) اس کے مولف مشہور حافظ الحدیث ابو ذکریا یحیی بن حافظ ابوعمرو عبدالوہاب بن حافظ الحدیث ابوعبداللہ محمد بن محدث ابویعقوب اسحاق بن حافظ الحدیث ابوعبداللہ محمد بن حافظ الحدیث ابوذکریا یحیی بن مندہ ہیں۔ یحیی بن مندہ کا نام ابراہیم بن ولید ہے اور ''مندہ'' ان کا لقب ہے۔ آپ کی وفات یومِ نحر ۵۱۱ھ میں ہوئی۔

جزء آخر في اخر الصحابه موتا

یہ بھی ابوذکریا یحیی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے سب سے آخر میں دنیا سے پردہ فرمانے والے صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے۔

ابوذکریا یحیی کے سلسلۂ نسب میں تمام کا تمام گھرانہ علم وفضل والا تھا۔ اور تمام کے تمام حافظ الحدیث تھے۔

بعض نے کہا: ان کے سلسلۂ نسب میں ''یحیی'' نام سے ہی ابتداء اور ''یحیی'' نام

پر ہی انتہاء ہوتی ہے۔(آپ اوپر سلسلۂ نسب پڑھ سکتے ہیں ابتداء ''یحیی بن حافظ'' سے اور انتہاء ''یحیی بن مندہ'' پر ہو رہی ہے۔

جزء سورۃ الاخلاص :ابونعیم اصبہانی۔

جزء سورۃ الاخلاص : ابوعلی حسن بن محمد بن حسن بن علی الخلال

جزء

یہ ابوبکر محمد بن سری بن عثمان التمار دارقطنی وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔آپ منکر اور موضوع احادیث روایت کرنے کے حوالے سے معروف ہیں۔
امام ذہبی نے ''المیزان'' میں ان کا تذکرہ تو کیا لیکن ان کی تاریخ وفات ذکر نہ کی۔

اجزاء ثقفیات

یہ دس اجزاء ہیں انہیں حافظ الحدیث ابوعبداللہ قاسم بن فضل بن احمد ثقفی، متوفی ۴۸۹ھ نے تصنیف فرمایا۔

اجزاء جعدیات

یہ بارہ اجزاء ہیں۔انہیں ابو قاسم عبداللہ بن محمد بغوی جوہری نے تصنیف کیا ہے۔انہوں نے اس اجزاء کو شیخ بغداد ابوحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی کی احادیث سے لیا اور ان اجزاء میں ان کے اساتذہ اور اساتذہ کے حالات زندگی بھی بیان کئے گئے ہیں۔

اجزاء خِلَعیات

یہ مجموعہ بیس اجزاء پر مشتمل ہے۔اسے قاضی ابوالحسن علی بن حسن بن محمد شافعی المعروف ''خِلَعِی'' نے تصنیف کیا ہے۔آپ مصر میں بادشاہوں کے بچوں کے ''خلع'' (استعمال شدہ کپڑوں) کو بیچنے کی وجہ سے ''خلعی'' کہلاتے تھے۔اور آپ کا اصلی وطن ''موصل'' اس وجہ سے ''موصلی'' کہلاتے تھے۔اور پھر آپ نے مصر میں رہائش اختیار کر

لی تھی اور وفات بھی وہیں ہوئی اس وجہ سے ''مصری'' کہلاتے تھے۔آپ زبردست فقیہ، نیک سیرت اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔آپ کی کئی تصانیف ہیں۔اھل مصر میں آپ کی سند سب سے عالی تھی۔آپ کی وفات ۴۹۲ھ میں ہوئی۔آپ کا مزار مبارک ''قرافہ'' میں ہے۔اور یہ مشہور ہے کہ یہ جن وانس کے قاضی کی قبر ہے۔یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

آپ کے ان اجزاء کوابونصر احمد بن حسین شرازی نے جمع کر کے تخریج بھی کی اور اس مجموعے کا نام "خِلَعیات" رکھا۔

اجزاء سلفیات

یہ مجموعہ سو اجزاء سے زائد پر مشتمل ہے۔اس کے مصنف ابوطاہر احمد بن محمد سِلفی ہیں۔انہوں نے اسے ''اصول ابن الشرف انماطی'' ابن طیوری اور مشائخ بغداد کے اصول سے لیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے سات اجزاء حدیثیہ بھی ''السفینة الجرائدیة الکبریٰ'' کے نام سے ہیں۔آپ نے ان سات اجزاء کواپنے مشائخ کی احادیث سے لیااس کے علاوہ اور بھی پانچ اجزاء''السفینة الجرائدیة الصغریٰ'' کے نام سے ہیں۔ انہیں بھی آپ نے اپنے مشائخ سے لیا اور ایک ''السفینة البغدادیة'' کے نام سے بھی ہے۔

اجزاء طیوریات

اجزاء کے اس مجموعے کا انتخاب ابوحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد بن قاسم ازری صیرفی المعروف ابن طیوری کی احادیث سے کیا گیا۔آپ بڑے زبردست فقیہ تھے۔آپ کی وفات شہر بغداد میں ۵۰۰ھ میں ہوئی۔ یہ مجموعہ دوجلسوں پر مشتمل ہے۔

اجزاء غیلانیات

یہ مجموعہ گیارہ اجزاء پر مشتمل ہے۔اسے دارقطنی نے امام الحجہ ابوبکر محمد بن عبداللہ

بن ابراہیم بغدادی شافعی بزار کی احادیث سے جمع کیا جتنا یہ مجموعہ ہے اتنا ہی ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان بزار متوفی ۴۴۰ھ نے بھی ابوبکر بزار سے سنا تھا۔ اور یہ مجموعہ بلند پایا اور عمدہ ہے۔

اجزاء قطیعیات

یہ مجموعہ پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنف ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شبیب بغدادی قطیعی ہیں۔ آپ عراق کے شہر ''قطیعۃ الرقیق'' میں رہتے تھے۔ اس وجہ سے قطیعی کہلاتے تھے۔ آپ مسند عراق تھے۔ آپ کی وفات ۳۶۸ھ میں ہوئی۔

آپ نے عبداللہ سے ان کے والد گرامی امام احمد بن حنبل کی مسند، تاریخ، کتاب الزھد اور کتاب المسائل ہر ایک کتاب کو روایت کیا۔

اجزاء کنجرودیات

یہ مجموعہ بھی پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اسے ابو سعید علی بن موسی نیشاپوری المعروف ''سکری'' نے ابوسعید محمد بن عبدالرحمٰن کنجرودی کی احادیث سے جمع کیا ہے۔ سکری سفرِ حج سے واپسی میں اس دنیا فانی سے پردہ فرما گئے۔

دوسرا اسی مجموعے کو ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے بھی ابوسعید محمد بن عبدالرحمٰن کنجرودی کی احادیث سے جمع کیا۔

اجزاء مَحامِلیات

یہ مجموعہ سولہ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اسے قاضی ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ضبی نے بغداد اور اصبہان کے محدثین کی احادیث سے جمع کیا۔ آپ ایک مشہور اور بڑے ''ضبۃ'' نامی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وجہ سے ''ضبی'' کہلاتے تھے۔ آپ ''محامل'' (کجاوے) بیچا کرتے تھے، جن پر لوگ سفر میں بوجھ لادتے ہیں۔ اس وجہ

سے ''محاملی'' کہلاتے تھے۔

آپ شیخ بغداد، زبردست محدث، عالم وفاضل اور صدوق ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف بھی تھے۔

آپ نے کوفہ میں دوسال تک عہدۂ قضاء سنبھالنے کے بعد واصل بحق ہوگئے۔

اجزاء وحشیات

یہ مجموعہ پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔اسے ابوعلی حسن بن علی بن محمد بن احمد بن جعفر بلخی وحشی کی احادیث سے لیا گیا۔آپ شہر بلخ کی ''وحش'' نامی بستی سے تعلق رکھنے کی بناء پر ''وحشی'' کہلاتے تھے۔اس مجموعے کے مصنف حافظ الحدیث ابونعیم اصبہانی ہیں۔

اجزاء یشکریات

یہ چار اجزاء پر مشتمل ہے۔اسے ابوعباس احمد بن محمد یشکری کی املاء سے لکھا گیا ہے۔

اجزاء مخلصیات

اس مجموعے کو ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس مخلص الذہبی کی احادیث سے جمع کیا گیا ہے۔

اجزاءحدیثیہ کی تعداد

یہاں تو چند اجزاءِ حدیثیہ کا تعارف ہے لیکن ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہزار سے بڑھ جائے۔ بلکہ کئی ہزار تک پہنچ جائے بلکہ امام ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ'' میں فرماتے ہیں: میں نے خود اپنے دس اساتذہ سے دس ہزار اجزاء حدیثیہ لکھے، ہر استاد سے ایک ہزار اجزاء لکھے۔

''کشف الظنون'' میں حروف تہجی کی ترتیب پر کچھ اجزاء حدیثیہ کو بیان کیا گیا ہے۔لیکن کشف الظنون میں کافی تحریف اور ملاوٹ کے ساتھ بیان کیا گیا، اسی طرح

محبّ الدین طبری نے اپنی کتاب: ''الریاض النضرۃ'' میں کچھ اجزاء حدیثیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ابنِ سلیمان مغربی نے اپنی کتاب ''صلۃ الخلف لموصول السلف'' میں بھی کچھ اجزاء حدیثیہ کا تعارف پیش کیا ہے۔لہذا اس موضوع پر لکھی گئی۔ کتابوں کے بارے میں مزید معلومات کیلئے ان کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

فوائد حدیثیہ

فوائد

یہ حافظ الحدیث تمام بن محمد بن عبداللہ بن جعفر رازی دمشقی کی تصنیف ہے۔ ماشاءاللہ باپ بیٹا دونوں محدث تھے۔ یہ فوائد تیس اجزاء پر مشتمل ہیں۔

فوائد

یہ حافظ الحدیث، متقن اور ابوالبشر اسماعیل بن عبداللہ بن مسعود عبدی اصبہانی کی تصنیف ہے۔آپ کا لقب ''سیمویہ'' ہے۔یہ فوائد آٹھ اجزاء پر مشتمل ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: جو شخص ان سے مروی فوائد کا بغور مطالعہ کرلے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ انہیں اس فن کے اندر کس قدر مہارت حاصل تھی۔

فوائد

یہ حافظ الحدیث، عالم وفاضل ابوعمرو عبدالوھاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ عبدی اصبہانی کی تصنیف ہے۔

فوائد

یہ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم زاذان اصبہانی خازن المعروف ''ابن مُقری'' کی تصنیف ہے۔آپ نے ''المعجم الکبیر''، الاربعینَ حدیثاً اور مسند ابی حنیفہ کے نام سے بھی تصانیف لکھی ہیں۔آپ کی وفات ۳۸۱ھ میں ہوئی۔یہ اجزاء آٹھ اجزاء پر مشتمل ہیں۔

فوائد

یہ ابو قاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود بن موسی بن بشکوال خزرجی انصاری قرطبی کی تصنیف ہے۔انہوں نے ''کتاب الصلة'' کے نام سے بھی تصنیف لکھی ہے۔ کتاب الصلۃ ابو ولید فرضی کی کتاب ''تاریخ علماء اندلس'' پر ایک مفید حاشیہ ہے۔آپ ''قرطبہ'' میں ۵۷۸ھ میں دنیا سے پردہ فرما گئے۔

فوائد

یہ ابوالحسین محمد بن علی بن عبداللہ بن عبدالصمد بن مہتدی باللہ المعروف "ابن الغریق" کی تصنیف ہے۔آپ دارقطنی اور ''ابن شاہین'' سے حدیث بیان کرنے والوں میں سے سب سے آخری فرد ہیں۔

فوائد:ابوبکر شافعی

فوائد:ابوسعید نقاش

فوائد:ابوالحسن بن بشران

فوائد:ابوالحسن خلعی

فوائد

یہ فوائد ''مزکیات'' کے نام سے معروف ہیں۔اس کے مصنف ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحیی مزکی نیشاپوری ہیں۔ابن خزیمہ آپ کے استاذ ہیں۔ برقانی، حاکم اور ابن ابی الفوارس آپ کے اساتذہ ہیں۔

فوائد

یہ ابوطاہر مخلص کی تصنیف ہے۔آپ نے انہیں ابو فتح محمد بن احمد بن محمد بن فارس بن سہل بغدادی المعروف ابن ابی الفوارس اور ابو عبداللہ حسین بن احمد بن علی بن بقال کی احادیث سے جمع کیا ہے۔

فوائد: صاحب سنن ابوبکر نجاد

فوائد

یہ صاحب تصانیف کثیرہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن موسی بن زیاد عسکری اہوازی جوالیقی المعروف ''عبدان'' متوفی ۳۰۶ھ کی تصنیف ہے۔

فوائد حدیثیہ کے موضوع پر بھی بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں۔ یہاں چند کتب کا تعارف کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتب کی معلومات کے لئے کتاب ''صلة الخلف'' کا مطالعہ کیجئے۔

وحدانیات ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ابوحنیفہ کی وحدانیات ہیں انہیں ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے ایک جلد میں جمع کیا لیکن ان کی اسانید ضعیف اور غیر مقبول ہیں اور قابل اعتماد بات یہ ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کسی صحابی سے کوئی روایت نہیں۔

ثنائیاتِ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

یہ امام مالک کی ثنایات ''مؤطا امام مالک'' میں موجود ہیں اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے اعلیٰ اور بلند پایہ روایات ہیں۔

ثلاثیات

امام بخاری

امام بخاری کی ثلاثیات کی تعداد بائیس (۲۲) ہیں۔ حافظ ابن حجر وغیرہ نے انہیں جمع کیا ہے۔ اور انکی شرح بھی متعدد حضرات نے کی ہیں۔

سوال: امام بخاری کی سب سے طویل سند میں کتنے راوی ہیں؟

جواب: نو (۹) راوی ہیں۔

ثلاثیات امام مسلم

امام مسلم نے ان ثلاثیات کو اپنی ''صحیح'' میں داخل نہیں کیا کیونکہ یہ ان کی شرط پر پوری نہیں اترتیں۔

ثلاثیات امام ترمذی

امام ترمذی نے اسے اپنی جامع کے اندر داخل کیا ہے۔ یہ صرف ایک حدیث

ہے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے: ''یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینه کالقابض علی الجمر''

ثلاثیات ابن ماجہ

ابن ماجہ کی ثلاثیات کی تعداد پانچ (۵) ہے۔ یہ حضرت انس سے ایک ہی سند کے ساتھ مروی ہیں۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ایک روای جبارہ بن مغلس حمانی کوفی ہیں اور یہ ضعیف ہے اور حضرت سے روایت کرنے والے دوسرے راوی کثیر بن سلیم ضبی ہیں اور یہ بھی ضعیف ہیں جب یہ حضرت انس سے روایت کریں۔

ثلاثیات دارمی

امام دارمی نے ثلاثیات کو اپنی ''سنن'' میں داخل کیا، جن کی تعداد ۱۵ ہیں۔

ثلاثیات شافعی

مسند امام شافعی میں بہت ساری ثلاثیات موجود ہیں۔

ثلاثیات امام احمد

مسند امام احمد میں تین سوسینتیس (۳۳۷) ثلاثیات ہیں ۔جیسا کہ ''عقود اللئالی فی الاسانید العوالی'' میں ہے۔

ثلاثیات امام احمد سفارینی کی تحقیق کی روشنی میں: ایک قول یہ ہے کہ مسند امام احمد میں تین سوتریسٹھ (۳۶۳) ثلاثیات ہیں۔ اور محمد بن احمد بن سالم بن سلیمان نابلسی سفارینی کی رائے بھی یہی ہے۔

سفارینی مذہب میں حنبلی ہیں عقائد میں اثری (محدثین کے نقشِ قدم پر چلنے والے) اور تصوف میں قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نابلس کی ''سفارین'' نامی بستی میں پیدا ہونے کی وجہ سے ''سفارینی'' کہلاتے تھے۔ آپ نے نابلس میں ہی ۱۱۸۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی ایک کتاب اس نام ''نفثات الصدر

المکمد بشرح ثلاثیات المسند ''سے ہے اور اس کی ایک ضخیم جلد ہے۔ اسی کتاب کے اندر آپ نے فرمایا: مسند امام احمد بن حنبل میں تین سو تریسٹھ (۳۶۳) ثلاثیات ہیں۔

* ثلاثیات عبد بن حمید: مسند عبد بن حمید میں اکاون (۵۱) ثلاثیات ہیں۔

رباعیات

رباعیاتِ امام شافعی

انہیں ابوالحسن دارقطنی کی جمع کردہ احادیث سے لیا گیا۔ اور یہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ شافعی کے فوائد کا چوتھا اور آٹھواں جز ہے رباعیات دو اجزاء پر مشتمل ایک ضخیم رسالہ ہے۔

رباعیات بخاری

ان رباعیات کی ایک محدث نے شرح لکھ کر اس کا نام ''درر الدراری فی شرح رباعیات البخاری ''رکھا ہے۔

رباعیات مسلم

یہ صحیح مسلم میں موجود ہیں اور یہ امام مسلم کی سب سے زیادہ بلند پایہ روایات ہیں۔

رباعیات نسائی:

یہ ''سنن نسائی''میں موجود ہیں اور یہ امام نسائی کی سب سے زیادہ بلند پایہ اور عمدہ ترین روایات ہیں۔

رباعیات طبرانی:

یہ رباعیات ''معجم صغیر ''اور''معجم کبیر ''میں موجود ہیں۔ ''صلة الخلف ''میں ہے کہ یہ چار احادیث ہیں۔

رباعیات ترمذی

یہ جامع ترمذی میں موجود ایک سوستر (۱۷۰) احادیث ہیں۔

امام بخاری کی رباعیات میں سے دو احادیث ایسی ہیں جو ثلاثیات سے ملحق ہیں۔

امام ابوداود کی رباعیات میں سے بھی ایک حدیث ایسی ہے جو ملحق بثلاثی ہے۔

رباعی ملحق بثلاثی کی تعریف

رباعی ملحق بثلاثی سے مراد یہ ہے کہ ایک تابعی تابعی سے روایت کرے اور یہ تابعی آگے صحابی سے روایت کرے یا صحابی صحابی سے روایت کرے پھر دونوں تابعیوں یا صحابیوں کو ایک شمار کر دیا جائے۔ یہ ہیں تو دو (۲) لیکن حکم میں ایک ہی ہوتے ہیں امام ابوداود کے نزدیک ایسی روایات سب سے عالی ہے۔

رباعیاتِ صحابہ

محدثین کے نزدیک رباعیات صحابہ کا بھی عنوان ہے۔اس کے مصنف ابومحمد عبد الغنی بن سعید ازدی ہیں (ان کا تعارف آگے آرہا ہے)

رباعیات صحابہ کے موضوع پر حافظ الحدیث، محدث حلب ابوالحجاج شمس الدین یوسف بن حنبل بن عبداللہ دمشقی نے بھی کام کیا ہے۔آپ کی اپنی ثمانیات (آٹھ واسطوں پر مشتمل روایات) کا ایک مجموعہ بھی ہے۔آپ کی وفات ۶۴۸ھ میں ہوئی۔ آپ نے ترانوے (۹۳) سال کی عمر پائی۔

رباعیات تابعین

اسی طرح ابومحمد عبدالغنی بن سعید ازدی ایک رباعیات تابعین بھی ہے۔

محدث دمشق ابوالمواہب حسن بن ابوالعظائم ہبۃ اللہ بن محفوظ ابن صَصَری نے محدثین کی رباعیات کو جمع کیا ہے۔

ابن صَصَری دمشق کے اپنے والے زبردست محدث تھے۔ آپ کی تصنیف

میں ''معجم''، ''فضائل صحابه''، ''فضائل بیت المقدس'' اور ''عوالی ابن عیینه'' بھی شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۵۸۶ھ میں ہوئی۔

خماسیات

اپنے وقت کے محدث عراق ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد بن نقور بغدادی بزار نے خماسیات کے موضوع پر کام کیا۔ آپ نے ''سنن دارقطنی'' سے بھی خماسیات کو علیحدہ کیا۔ آپ کی وفات ۴۷۰ھ میں ہوئی۔

سداسیات

سداسیات ابن الخطاب

یہ مسندِ دیار مصریہ، عادل اسکندریہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم رازی المعروف ابن الخطاب متوفی ۵۲۵ھ کی مرویات ہیں۔ یہ ابوطاہر سلفی کی تخریج کردہ روایات ہیں۔

اور محدث نیشاپور ابوالقاسم زاہر بن طاہر بن محمد نیشاپوری شحامی متوفی ۵۳۳ھ کی بھی خماسیات اور سداسیات مرویات ہیں۔

محدثین کے نزدیک تابعین کی سداسیات کو بھی جمع کیا گیا جس کے مصنف ابوموسیٰ محمد بن عمر بن احمد بن عمر مدینی اصبہانی حافظ الحدیث ہیں آپ کی وفات ۵۸۱ھ میں ہوئی۔

احادیث سباعیات

سباعیات: ابوموسیٰ مدینی

سباعیات: ابوجعفر صدولانی

سباعیات: ابوالقاسم بن عساکر

سباعیات: قاسم بن عساکر والد گرامی ابوالقاسم

سباعیات

یہ ابوالفرج نجیب عبدالطیف بن عبدالمنعم بن صیقل حرانی حنبلی کی مرویات ہیں انہیں حافظ الحدیث سید شریف عزالدین احمد بن محمد حسینی کی تخریج کردہ روایات سے لیا گیا ہے۔آپ کی وفات ۶۷۲ھ میں ہوئی۔

احادیث ثمانیات

ثمانیات

ابوالفرج نجیب عبدالطیف یہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

ثمانیات

رشید ابوالحسین یحیٰ بن علی بن عبداللہ العطار۔انہوں نے اس کا نام "تحفة المستفیدفی الاحادیث الثمانیة الاسانید" رکھا۔

ثمانیات: ضیاء مقدسی

احادیث تساعیات

تساعیات

اثیرالدین ابوحیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان اندلسی الغرناطی النحوی آپ اچھے قاری مفسرِ قرآن، کئی کتابوں کے مصنف اور مذہب شافعی سے تعلق رکھنے والے ہیں۔آپ کی وفات قاھرہ میں ۷۴۵ھ میں ہوئی۔

تساعیات

رضی الدین ابراہیم بن محمد طبری مکی، متوفی ۷۲۲ھ

تساعیات

قاضی القضاۃ عزالدین ابوعمر عبدالعزیز بن قاضی القضاۃ بدرالدین محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعۃ کنانی شافعی مصری متوفی ۷۶۷ھ یہ وہی چالیس (۴۰) احادیث ہیں جن کی تخریج ابوجعفر محمد بن عبداللطیف بن کویک ربعی متوفی ۷۹۰ھ نیکی ہے۔

احادیث عشاریات

عشاریات: امام ترمذی

عشاریات: امام نسائی

یہ ان دونوں کی سب سے نازل سند والی (ان کی مرویات میں ان سے زیادہ واسطوں والی کوئی روایت نہیں) روایات ہیں۔

عشاریات

برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد تنوخی بعلی آپ اصل میں ''بعل بک'' کے تھے اس وجہ سے ''بعلی'' کہلاتے تھے۔آپ دمشق میں پیدا ہوئے بعد میں ''مصر'' میں رہائش اختیار کرلی تھی۔

عشاریات: زین الدین عراقی

عشاریات

حافظ ابن حجر، آپ تنوخی اور عراقی دونوں کے شاگرد ہیں۔حافظ نے ان دونوں کی من جملہ تمام احادیث عشاریات کی املاء کر کے تخریج بھی کی ہے۔یعنی حافظ نے اپنے شیخ تنوخی کی ایک سوچالیس (۱۴۰) احادیث عشاریات اور اپنے شیخ عراقی کی ساٹھ (۶۰) احادیث عشاریات کی تخریج کی ہے۔اور ساتھ ساتھ ان چالیس (۴۰) احادیث کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا جن کی شیخ نے خود اپنے لئے تخریج کی تھی۔

عشاریات: حافظ سخاوی

عشاریات: جلال الدین سیوطی

علامہ سیوطی کی ایک کتاب ''النادریات من العشاریات'' کے نام سے ہے جس میں انہوں نے اپنی احادیث عشاریات (دس واسطوں والی احادیث) جمع کی ہیں۔ یہ تین احادیث ہیں جو انہیں طلب حدیث میں کے سفر میں ''دمیاط'' کے نواحی علاقوں سے ملی تھیں۔

علامہ سیوطی اس کتاب ''النادریات من العشاریات'' میں فرماتے ہیں: ''عالی سند ایک پسندیدہ اور محبوب طریقہ ہے اور نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل کرنے کیلئے ایک ایسا مقام اور درجہ ہے جو مطلوب مقصود ہے۔ اسی وجہ سے محدثین نے اپنی عالی اور اعلیٰ اسناد کی علیحدہ سے تخریج کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اور محدثین عظام نے اس عظیم کام کو سرانجام دیتے ہوئے ثلاثیات کی تخریج کی پھر رباعیات کی پھر خماسیات پھر سداسیات پھر سباعیات پھر ثمانیات کی تخریج کی اور یہ تمام کی تمام تخریج سات سو سال سے پہلے تک کی ہیں۔ پھر سات سو سال کے بعد تساعیات اور عشاریات کی تخریج شروع ہوئی اور زین الدین عراقی نے آٹھ سو سال سے پہلے ہی احادیث عشاریات کو علیحدہ سے جمع کیا جن میں حافظ ابن حجر عسقلانی بھی شامل ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: میرے پاس اکثر وہ احادیث ہیں جو گیارہ واسطوں والی ہیں کیونکہ میرا زمانہ کافی بعد کا ہے لیکن میں نے جستجو کی تو مجھے دس واسطوں والی کچھ احادیث بھی مل گئیں۔

حافظ ابن حجر کی عشاریات کی تعداد

ابن حجر کی ایک کتاب ''جزء السلام من سیدالانام'' کے نام سے بھی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں ''کشف الظنون'' میں یہ لکھا ہے۔ کہ ابن حجر نے اس

میں اپنی تیئس (۲۳) احادیث عشاریات کو جمع کیا ہے۔ اور اس کو جمع کرنے سے ربیع الآخر ۹۱۱ھ میں فارغ ہوئے۔

سند عالی اور نازل کے بارے میں تفصیلی معلومات کیلئے دیکھئے "شرح الفية العراقی للسخاوی"۔

چالیس حدیثوں کے بائیس (۲۲) مجموعے

ا۔الأربعون

عبداللہ بن مبارک حنظلی یہ سب سے پہلے محدث ہیں جنھوں نے چہل احادیث پر مشتمل ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔

۲۔الأربعون: محمد بن اسلم طوسی

۳۔الأربعون حسن بن سفیان نسائی

۴۔الأربعون:

ابوبکر آجری یہ کئی دستوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا رسالہ ہے

۵۔الأربعون: ابوبکر محمد ابراہیم اصبہانی المعروف ابن المقرِی

۶الأربعون: ابوبکر بن محمد بن عبداللہ الجوزقی

۷۔الأربعون: ابونعیم اصبہانی

۸۔الأربعون: ابوعبدالرحمن سلمی

۹۔الأربعون: ابوبکر بیہقی

۱۰۔الأربعون: ابوالحسن دارقطنی

۱۱۔الأربعون: ابوعبداللہ حاکم

۱۲۔الأربعون: ابوطاہر سلفی

۱۳۔الأربعون

مصنفہ ابوالقاسم بن عساکر،ان کے متعدد چہل احادیث پر مشتمل رسائل ہیں:

(۱)الاربعون الطوال(۲)الاربعون البلدانیة (۳)الاربعون فی الجهاد

اسی موخر الذکر کا نام ''الاجتهاد فی اقامة فرض الجهاد'' بھی ہے۔

۱۴۔الأربعون

یہ ابوسعد احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن حفص بن خلیل انصاری مالینی کی تصنیف ہے۔آپ شہر ھراۃ کی ''مالین'' نامی بستی میں رہنے کی وجہ سے ''مالینی'' کہلاتے تھے۔آپ حافظ الحدیث کثیر الروایہ محدث، عابد و زاہد اور بڑے صوفی تھے۔آپ کی وفات مصر میں ۴۱۲ھ میں ہوئی۔آپ کی ایک تصنیف ''کتاب الموتلف و المختلف'' کے نام سے بھی ہے۔

۱۵۔الأربعون

یہ ابوالفتوح محمد بن محمد بن علی بن محمد طائی ہمدانی المتوفی ۵۵۵ھ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے اس رسالہ الاربعون کا نام ''ارشادالسائرین الی منازل المتقین'' رکھا۔

۱۶۔الأربعون

یہ ابوبکر تاج الاسلام محمد بن اسحاق بخاری کلاباذی کی تصنیف ہے۔آپ شہر بخارا کے بڑے محلّہ ''کلاباذ'' میں رہنے کی وجہ سے ''کلاباذی'' کہلاتے تھے۔آپ مذہباً حنفی تھے۔

۱۷۔الأربعون

یہ ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم صابونی کی تصنیف ہے۔آپ شہر صابون کی نسبت سے ''صابونی'' کہلاتے تھے۔آپ شہر خراسان کے پہلے محدث تھے۔آپ متعدد علوم وفنون میں امام مانے جاتے تھے۔

۱۸۔الأربعون

یہ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن عبداللہ بن ابوصیف یمنی مکی شافعی کی تصنیف ہے۔آپ نے مکہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ نے چالیس شہروں کے چالیس شیوخ سے چالیس احادیث سن کر اس رسالہ کو مرتب کیا ہے۔

۱۹۔الأربعون

یہ رضی الدین ابوالخیر احمد بن اسماعیل قزوینی حاکم کی تصنیف ہے۔آپ کا یہ رسالہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ آپ کا ایک رسالہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر بھی ہے۔(آپ کی وفات آگے آرہی ہے)

۲۰۔الأربعون

یہ ابومحمد عبدالقاہر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن رُہاوی کی تصنیف ہے۔آپ موصل اور شام کے درمیان ایک جزیرے میں ''رہا'' نامی شہر میں رہنے کی وجہ سے ''رہاوی'' کہلاتے تھے۔اور ''رہا'' مذحج کا ایک قبیلہ بھی ہے۔آپ حافظ الحدیث، طلب حدیث میں کثیر سفر کرنے والے، مذہباً حنبلی اور محدث جزیرہ سے پہچانے جاتے تھے۔آپ کی وفات حَران میں ہوئی ۔آپ کی اربعین اور ''الاربعین المتباینہ الاسانید'' ایک بڑی جلد پر مشتمل ہیں۔

۲۱۔الأربعون

یہ ابوعبداللہ اسماعیل بن عبدالغافر بن عبدالغافر فارسی کی تصنیف ہے۔آپ حافظ الحدیث ابوالحسن عبدالغافر بن اسماعیل فارسی کے والدِ گرامی ہیں۔

۲۲۔الأربعون

یہ تقی الدین محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن علی بن عبدالرحمٰن فارسی کی تصنیف ہے۔آپ شہر ''فاس'' میں رہنے کی وجہ سے ''فاسی'' کہلاتے تھے۔بعد میں مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے تھے۔آپ سید اور حنفی تھے۔

آپ کی تصانیف کے نام یہ ہیں:

''الأربعون المتباينات''، ''شفاء الغرام باخبار بلد الله الحرام'' یہ تین جلدوں میں ہے۔ ''تحفة الكرام'' یہ آپ کی ''شفاء الغرام باخبار بلد الله الحرام'' کی تلخیص ہے اور ایک جلد پر مشتمل ہے۔ ''العقدالثمين في تاريخ بلد الله الامين'' یہ چار یا چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ''عجالة القرى للراغب فى تاريخ ام القرى'' یہ آپ کی اپنی کتاب: ''العقد الثمين'' کی تلخیص ہے۔

یہ آپ کی چند تصانیف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی کئی تصانیف ہیں۔ مزید معلومات کے لئے ''كشف الظنون اور صلة الخلف'' کا مطالعہ کیجئے۔

اسی، سو، دوسواور ہزاراحادیث کے مجموعے

الثمانون(اسی،۸۰): ابوبکرآجری

المائة(سو۱۰۰)ابواسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری ہروی۔

المائة المنتقاة من صحیح المسلم: صلاح الدین العلائی

المائة المنتقاة من الترمذی: صلاح الدین العلائی

المئتان، دوسو(۲۰۰): ابوعثمان صابونی

الف حدیث عن مأة شیخ (سواساتذہ کی ہزاراحادیث)اسے ''الآمالی'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد تمیمی سمعانی کی تصنیف ہے۔آپ بنوتمیم کی ایک قوم''سمعان'' سے تعلق رکھنے کی وجہ سے''سمعانی'' کہلاتے تھے۔آپ پہلے حنفی تھے۔ بعد میں شافعی ہوگئے۔آپ مقامِ''مرو''میں وفات ہوئی۔

آپ ابوسعد سمعانی کے جدامجد ہیں۔ابوسعد نے مذکورہ ہزاراحادیث کوجمع کر کے ان پر بہت عمدہ کلام کیااس کے علاوہ اوربھی بہت کچھ کام کیالیکن اس کا تذکرہ کرنے کے لئے چند صفحات چاہیے۔

کتب سیرت، کتب شمائل اور کتب مغازی

یہ وہ کتبِ احادیث ہیں جن میں نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے شمائل مبارکہ، حلیہ مبارک، عادات وخصائل، سیرت اور جہاد وغیرہ کا ذکر ہے۔جن کی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

کتاب الشمائل:امام ترمذی

کتاب الشمائل: حافظ ابوبکر مقری

کتاب الشمائل:ابوعباس مستغرری

کتاب الانوار فی شمائل النبی المختار

اس کتاب کو ابومحمد حسین بن مسعود بغوی نے محدثین کی طرز پر اسانید کے ساتھ ایک سوایک ابواب پر مرتب کیا۔

دلائل النبوۃ: حافظ ابونعیم

دلائل النبوۃ:ابوبکر بیہقی

اس کتاب کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں ''اس سے استفادہ کرنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ تمام کی تمام نور اور ہدایت کی جامع ہے۔

دلائل النبوۃ:ابوبکر فریانی

دلائل النبوۃ:ابوحفص بن شاہین

اعلام النبوۃ:ابوداود سجستانی

دلائل الرسالۃ

یہ حافظ ابومطرف عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسیٰ بن فطیس بن اصبغ قرطبی کی تصنیف

ہے۔ یہ دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ حافظ قرطبی کی اور بھی کتب ہیں، جن کی فہرست درجہ ذیل ہے۔ (۱) اسباب النزول یہ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ (۲) فضائل الصحابہ یہ بھی سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ (۳) معرفۃ التابعین اس کے ایک سو پچاس اجزاء ہیں۔ (۴) الناسخ والمنسوخ یہ تیس (۳۰) اجزاء پر مشتمل ہے۔ (۵) الاخوۃ، یہ چالیس اجزاء پر مشتمل ہے۔ آپ کی اور بھی کئی کتب ہیں، جس کا ذکر طوالت کا طالب ہے۔

دلائل الاعجاز: ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی

کتاب الوفافی فضائل المصطفی

ابوالفرج بن جوزی یہ کتاب پانچ سو سے زائد ابواب پر مشتمل ہے۔ اور اس کی دو جلدیں ہیں۔

کتاب الشفاء بالتعریف بحقوق المصطفی

اس کتاب کے مصنف ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض یحصبی ہیں۔ آپ یحصب بن مالک جو حمیر کا ایک قبیلہ تھا اسکی نسبت سے یحصبی کہلاتے تھے۔ مغرب کے ایک مشہور شہر ''سبتہ'' میں گھر ہونے کی وجہ سے ''سبتی'' کہلاتے تھے۔ اصل میں اندلس کے رہنے والے تھے۔ اور مالکی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ۵۴۴ھ میں شہر مراکش میں داعی اجل کو لبیک کہا اور شہر کے اندر باب ایلان میں سپرد خاک ہوئے۔

آپ کی اس کتاب ''شفاء شریف'' میں ضعیف احادیث بھی ہیں اور بعض احادیث کے بارے میں تو موضوع ہونے کا قول بھی کیا گیا ہے۔ اور ان احادیث میں آپ خطیب ابوالربیع سلمان بن سبع السبتی کی کتاب ''شفاء الصدور'' کے نقشِ قدم پر چلے۔

امام ذہبی نے قاضی اور قاضی کی اس کتاب کے بارے میں ایک غیر منصفانہ قول کیا کہ ''یہ کتاب موضوع احادیث اور بدمزہ وبیکار تاویلات سے بھری پڑی ہے۔ اور یہ

تاویلات (احادیث کے اندر) جرح وتنقید کرنے میں قلت مہارت کا پتہ دلاتی ہیں بلکہ بعض تو وہ ہیں جو شانِ رسالت کے مناسب بھی نہیں ہیں''

بہت سے علمائے کرام نے امام ذہبی کے اس قول کے بارے میں فرمایا کہ یہ حضرت کی اپنی طرف سے غیر مناسب زیادتی ہے۔

بلکہ درحقیقت قاضی کی یہ کتاب تاریخ اسلام میں عدیم النظیر، بہت زیادہ نفع بخش اور کثیر الفائدہ کتاب ہے۔ اس کی قراءت وتلاوت ختم کردینے والی بیماریوں سے شفاء کے لئے اور مصائب و پریشانیوں سے نجات پانے کے لئے مجرب ہے۔ اللہ تعالی اس کتاب کے مولف کی سعی کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں بہت زیادہ بدلہ عطا فرمائے آمین۔

بعض محدثین نے اس کتاب میں ذکر کی گئی مسند احادیث کو ایک رسالہ میں علیحدہ سے جمع کیا جن کی تعداد ساٹھ (۶۰) ہیں۔

کتب سیرت

سیرۃ زھری

یہ ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب القرشی الزہری کی تصنیف ہے۔آپ پہلے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے۔پھر شام میں منتقل ہو گئے۔آپ ایک مصروف ومشہور شخصیت تھے۔آپ کا شمار تابعی صغیر میں ہوتا ہے آپ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں ''ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے اپنے دل میں کوئی چیز رکھی ہو۔(میں نے کسی چیز کو یاد کیا ہو) اور پھر اسے بھول گیا ہوں۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ''تاریخ اسلام میں سب سے پہلے جو کتاب السیرۃ لکھی گئی وہ سیرۃ زہری ہے۔

سیرۃ ابن ھشام

یہ ابوبکر یا ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن یسار مطلبی کی تصنیف ہے۔آپ پہلے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے۔پھر عراق منتقل ہو گئے۔آپ اہلِ مغاز کے سردار تھے۔آپ کی وفات شہر بغداد میں ہوئی۔

ان کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں۔''یہ علم کا ایک خزانہ تھے۔مغازی وسیر میں امام تھے لیکن ضبط واتقان میں کامل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی روایات درجہ صحت سے کم درجے کی ہیں۔ہاں آپ خود سچے اور پسندیدہ آدمی تھے۔''

ان کی یہ سیرت وہی ہے۔جس کی تہذیب وترتیب ابومحمد عبدالما لک بن ہشام بن ایوب حمیری معافری مصری نے کی ہے۔اسی وجہ سے یہ سیرت انہی کی طرف منسوب ہے۔(اور اسے ''سیرۃ ابن ہشام'' سے یاد کیا جاتا ہے) ابن ہشام نے اسے زیاد بن

عبداللہ البکائی اورانہوں نے صاحبِ کتاب سے روایت کیا ہے۔

الروض الانف سهيلي

اس کتاب کے مصنف ابوقاسم یاابوزید عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن احمد السھیلی ہیں۔آپ شہر''مالقہ'' کے قریب سہیل نامی بستی میں رہنے کی وجہ سے''سہیلی'' کہلاتے تھے۔اس بستی کو''سہیل'' اس وجہ سے کہتے ہیں کہ''سہیل ستارہ'' پورے اندلس میں صرف اس بستی کے ایک پہاڑ سے نظر آتا ہے۔وہاں دو درجے تک اس کا ارتفاع ہوتا ہے۔اور پھر چھپ جاتا ہے۔

سہیلی النمثعمی، الاندلسی، المالقی، ان تینوں نسبتوں سے بھی جانے پہچانے جاتے تھے۔آپ آنکھوں سے نابینہ تھے۔اور کثیر تصانیف کے مصنف بھی ہیں آپ مراکش میں واصل بحق ہوئے۔مذکورہ کتاب ''الروض الانف''میں ''العنق'' کی طرح ''الالف'' کا تلفظ ہے۔

یہ کتاب مشکل الفاظ کی شرح اور پیچیدہ مقامات کی وضاحت کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے۔یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔آپ نے اس کتاب میں جو کچھ جمع کیا اسے تقریباً دوسو کتابوں سے لیا گیا ہے۔اوراس میں بہت ہی اچھا اور مفید کام ہے۔

پھر بدرالدین یاعزالدین محمد بن ابوبکر بن عزالدین بن جماعہ کنانی نے اس کتاب''الروض الانف'' کی''نورالروض'' کے نام سے تلخیص لکھی۔

اوراس کتاب''الروض الانف ''پر مصر کے شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شرف الدین یحیٰ بن محمد بن محمد بن محمد المُناوی کا حاشیہ بھی ہے پھر شرف الدین کے پوتے زین العابدین عبدالروف المناوی نے اسے علیحدہ بھی کیا ہے۔

سيرة واقدي

یہ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد واقدی کی تصنیف ہے۔آپ کے جدامجد کا نام

''واقد'' تھا اس وجہ سے ''واقدی'' کہلاتے تھے۔آپ حافظ الحدیث تھے۔لیکن اتنی وسعتِ علمی ہونے کے باوجود متروک الحدیث (حدیث میں ان سے روایات نہیں لی جاتیں) راوی ہیں۔

جب آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ بغداد کے قاضی تھے۔آپ ۲۰۶ ھ میں واصل بحق ہوئے۔

سیرۃ ملائی

یہ ابوحفص عمر بن محمد الموصلی المعروف ''الملائی'' کی تصنیف ہے۔''ملاء'' کا مطلب ہے۔''بھرنے والا'' اور آپ شہر ''موصل'' کی جامع مسجد میں رضائے الٰہی کے لئے کنویں سے پانی بھرا کرتے تھے اس وجہ سے ''ملائی'' کہلاتے تھے۔ملائی بہت بڑے امام، عابد اور زاہد تھے۔آپ کا زمانہ سلطان نورالدین شہید کا زمانہ تھا۔سلطان اپنی ہیبت وجلالت کے باوجود امام ملائی کی بات کے آگے سرخم تسلیم کرلیتا تھا۔اوران کی سفارش قبول کرتا تھا۔

سیرۃ طبری

یہ کتاب فقیہ حرم، محدث حجاز محبّ الدین ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن محمد طبری مکی الشافعی متوفی ۶۹۴ ھ کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں امام طبری اپنی اسناد کے ساتھ احادیث روایت کرتے ہیں

سیرۃ ابن سیدالناس

یہ حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد بن احمد بن سیدالناس یعمری اندلسی مصری شافعی کی تصنیف لطیف ہے۔آپ جانی پہچانی شخصیات میں سے تھے۔آپ کی وفات ۷۳۴ ھ میں ہوئی اور قرافہ کبریٰ میں سپرد خاک کئے گئے۔آپ کی اس سیرت کا مکمل نام ''عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل و السیر'' ہے۔آپ کی یہ کتاب معتبر ہونے کے

ساتھ سیرت میں لکھی گئی کتابوں میں سے سب سے زیادہ بہترین فوائد کی جامع ہے۔یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے اسناد کو ذکر کر کے اسے بہت طویل کر دیا اور اسی وجہ سے انہیں اس کا اختصار کرنا پڑا جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

کتاب شرف المصطفی

یہ ابوسعید عبدالملک بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری کی تصنیف ہے۔آپ زبردست مقرر تھے۔آپ کی وفات ۴۰۶ھ میں نیشاپور میں ہوئی۔آپ کی علوم شریعت کے بارے میں کئی اور کتب بھی ہیں۔آپ کی یہ کتاب اسی (۸۰) جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ابوسعد عبدالرحمٰن بن حسن اصبہانی نیشاپوری کی بھی ایک کتاب "شرف المصطفی" کے نام سے ہے۔اس کا تعارف ماقبل میں ہو چکا ہے۔اور ابوالفرج بن جوزی کی بھی ایک کتاب کا نام "شرف المصطفی" ہے۔

کتب مغازی

کتاب المغازی: محمد بن اسحاق

کتاب المغازی: ابن شہاب زہری مدنی

کتاب المغازی

یہ ابوایوب یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید العاصی الاموی الکوفی کی تصنیف ہے۔ آپ کا لقب ''جمل'' تھا۔ آپ ۲۹۴ھ میں واصل بحق ہوئے۔

کتاب المغازی: ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی

کتاب المغازی

یہ مغازی کے امام موسی بن عقبہ بن ابوعیاش القرشی المدنی کی تصنیف ہے۔ آپ تابعی صغیر ہیں۔ آپ کی وفات ۱۴۱ھ میں ہوئی۔ آپ کے شاگرد مالک بن انس کے بقول آپ کی مغازی سب سے زیادہ صحیح ترین مغازی کا درجہ رکھتی ہے۔

امام شافعی آپ کی مغازی کے بارے میں فرماتے ہیں ''اکثر وہ باتیں جو دوسری کتب مغازی میں ہیں ان سے خالی ہونے اور حجم میں چھوٹا ہونے کے باوجود موسی بن عقبی کی اس مغازی سے بڑھ کر صحیح ترین کوئی کتابُ المغازی نہیں''

امام احمد نے فرمایا: ''تم پر موسی بن عقبی کی مغازی سے استفادہ کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ معتبر کتاب ہے''۔

کتاب المغازی

یہ ابومحمد معتمر بن سلمارن تیمی بصری کی تصنیف ہے۔ آپ مشہور و معروف شخصیات میں سے تھے۔ آپ نے ۱۸۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

کتاب المغازی

یہ حافظ الحدیث ابوعبداللہ یا ابواحمد محمد بن عائذ متوفی ۲۳۳ھ/۲۳۴ھ کی تصنیف ہے۔اس کے علاوہ اور بھی کئی محدثین نے کتاب المغازی کے نام سے کتب پر قلم اٹھایا۔

شیوخ کی روایات پر مشتمل کتب احادیث

کتب احادیث میں وہ کتابیں بھی ہیں جن میں مخصوص کثیر الروایہ شیوخ کی روایات جمع کی گئی ہیں۔

احادیث

یہ سلمان بن مہران اسدی کاہلی کی احادیث ہیں ان کا لقب ''اعمش'' ہے انہیں ابوبکر اسماعیلی نے روایت کیا۔

احادیث

یہ فضیل بن عیاض تیمیل پر بوعی مروزی کی احادیث ہیں انہیں امام نسائی نے جمع کیا ہے۔

احادیث

یہ محمد بن مسلم بن شہاب زہری کی احادیث ہیں انہیں ابوعبداللہ محمد بن یحیی بن عبداللہ بن خالد بن فارس بن ذویب ذُہلی نے اکٹھا کیا ہے۔ زہلی امیر المومنین فی الحدیث تھے۔ آپ جانی پہچانی شخصیات میں سے تھے۔ صحیح ترین قول کے مطابق آپ کی وفات ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ انہوں نے جو احادیث جمع کی ہیں انہیں ''زہریات'' کہا جاتا ہے۔ یہ مجموعہ دو جلدوں پر مشتمل ہیں اس میں انہوں نے امام ابن شہاب زہری کی احادیث اکٹھی کی ہیں۔ انہوں نے یہ بہت ہی اچھا کام کیا ہے۔ اس کام کا اس قدر اہتمام کیا کہ اپنے آپ کو تھکا دیا ہے۔ محدثین میں سب سے زیادہ امام زہری کی احادیث کو ''زہلی'' ہی جانتے تھے۔

احادیث

یہ امام زہری کی احادیث ہیں۔انہیں امام زہلی کی طرح ابوعلی الحسین بن محمد ماسرجسی نے بھی اکٹھا کیا ہے بلکہ انہیں نے زیادہ احایث جمع کی ہیں اورانہوں نے امام زہری کی تمام احادیث کواس انداز میں جمع کیا کہ ان سے پہلے کسی نے اس انداز سے کام نہیں کیا۔اورامام ماسرجسی امام زہری کی احادیث کے پانی کی طرح حافظ تھے۔

احادیث

یہ امام زہری کی احادیث ہیں۔انہیں حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن مہران نیشاپوری المعروف اسماعیلی نے بھی جمع کیا ان کی وفات ۲۹۵ھ میں ہوئی۔انہوں نے امام زہری کی احادیث کو بہت اچھے انداز میں جمع کیا۔یوں ہی امام مالک کی احادیث کو بھی بہت اچھے انداز سے جمع کیا۔

انہوں نے یحیی بن سعید،عبداللہ بن دینار اور موسی بن عقبہ کی احادیث کو بھی جمع کیا۔

احادیث

امام زہری کی احادیث ہیں۔انہیں حافظ الحدیث،محدث بغداد ابوعباس احمد بن علی بن مسلم آبار نے بھی اکٹھا کیا۔انہوں نے تاریخ کے موضوع پر ایک تصنیف لکھی ہے۔اس کے علاوہ بھی ان کی کافی تصانیف ہیں۔ان کی وفات ۲۹۰ھ میں ہوئی۔یہ محمد بن حجادہ کی احادیث ہیں۔انہیں امام طبرانی نے اکٹھا کیا ہے۔

امام طبرانی کی چند کتابیں

(۱)مسند شعبہ(۲)مسند سفیان(۳)مسند اعمش (۴)اوزاعی

مایہ ناز محدثین

عثمان بن سعید دارمی جس نے ان پانچ (ثوری،شعبہ،مالک،حماد بن زید اور

ابن عیینہ) محدثین کی احادیث کو جمع نہیں کیا وہ حدیث میں مفلس ہیں یہ سب حضرات دین میں بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں۔

ابن الصلاح فرماتے ہیں'' محدثین ان پانچ حضرات کے علاوہ بھی کئی آئمہ کی احادیث کو جمع کرتے ہیں جیسے ایوب سخامینی ، زہری اوزاعی۔

سخاوی فرماتے ہیں'' خطیب نے اپنی جامع میں کئی محدثین کی احادیث کو جمع کر کے فرمایا'' میں نے جس انداز میں احادیث کو جمع کیا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ ایک راوی اپنی ہی حدیث کو جمع کرے جیسے طبرانی نے ''معجم الاوسط ''میں احادیث کو جمع کیا اور اپنے شیوخ کو حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا یونہی ''مجم الصغیر '' کے اندر بھی کیا ہے، لیکن وہ اکثر اوقات ہر شیخ کی ایک حدیث کو لیتے ہیں۔

بعض احادیث کے طرق کو جمع کرنے والی کتابیں

حدیث ''ان اللہ تسعة وتسعون اسماء: ابونعیم اصبہانی

حدیث ''الحوض'' ضیاء مقدسی

حدیث ''افک'' ابوبکر آجری۔

حدیث ''قبض العلم:'' محمد بن اسلم طوسی

حدیث ''قبض العلم'': ابوفتح محمد بن نصر بن ابراہیم مقدسی شافعی

حدیث ''قبض العلم'': خطیب بغدادی، یہ تین اجزاء کے اندر ہیں۔

حدیث ''طلب العلم فریضة'': مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

طرق حدیث ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ''

اسے ابوعباس احمد بن محمد بن سعید الکوفی المعروف ابن عقدہ نے جمع کیا ہے۔ آپ حافظ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف بھی تھے۔

حدیث ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' امام ذہبی

حدیث ''طیر'' امام ذہبی

حدیث ''من کذب علی'' امام طبرانی

حدیث ''من کذب علی'' یوسف بن خلیل دمشقی

حدیث ''رحمة''

اسے ابوعمرو تقی الدین عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن موسی بن ابونصر کردی شہر زوری دمشقی شافعی المعروف ابن الصلاح نے جمع کیا ہے۔ ''الصلاح'' ان کے والد کا لقب ہے۔

حدیث "رحمۃ" امام ذہبی۔

حدیث "رحمۃ" تقی الدین سبکی

احادیث کی وہ کتابیں جن میں بعض مشہور آئمہ کی احادیث اوران کے غرائب کو جمع کیا گیا

کتاب تراجم رواۃمالک

یہ خطیب بغدادی کی کتاب ہے اس میں انہوں نے امام مالک کے راویوں کے حالات بیان فرمائے ہیں اوران کے تمام حضرات کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے امام مالک سے روایت کی ہے۔اوران کے راویوں کی تعداد نوسوترانوے (۹۹۳) تک پہنچادی اوردیگر حضرات نے بڑھا کران کی تعداد تیرہ سو(۱۳۰۰) تک پہنچادی ہے۔

التمهید لما فی الموطامن المعانی والاسانید

یہ ابوعمر بن عبدالبر کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے تمام احادیث کی اسناد کی تحقیق اورمتون پرکلام کے ساتھ ساتھ تمام رواۃ کے حالات حروف تہجی کی ترتیب پر لکھے ہیں یہ بڑی ضخیم کتاب ہے۔اس کے ستر(۷۰)اجزاء ہیں اس سے پہلے اتنا بڑا علمی کام ان جیسا کسی نے نہ کیا۔

ابن حزم اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں ''فقہ الحدیث پراس سے بہترین کتاب تو دور کی بات اس جیسی بھی کوئی کتاب نہیں جانتا۔

غرائب مالک

احادیث کی وہ کتابیں جن میں وہ احادیث اکٹھی کی گئی ہیں جوامام مالک سے مروی ہے۔لیکن ''موطا'' میں نہیں ہیں

کتاب غرائب مالک

یہ امام دارقطنی کی تصنیف ہے۔ابن عبد الہادی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں ’’یہ بہت ضخیم کتاب ہے۔

کتاب غرائب مالک قاسم بن اصبغ البیانی قرطبی

کتاب غرائب مالک امام طبرانی

کتاب غرائب مالک

یہ ابوقاسم بن عساکر کی کتاب ہے یہ دس اجزاء پر مشتمل ہے۔ابن عساکر کی ایک کتاب ’’عوالی مالک‘‘ کے نام سے بھی ہے۔جو پچاس اجزاء پر مشتمل ہے۔

کتاب غرائب مالک ابوبکر محمد بن ابراہیم المعروف ابن المقری

کتاب غرائب مالک ابو محمد دعلج بن احمد سجزی

کتاب غرائب مالک شعبہ بن الحجاج بن ورد ابو بسطام ازدی عتکی

شعبہ بن حجاج بصرہ میں رہتے تھے۔بصرہ کے محدث تھے۔حافظ الحدیث اور امیرالمومنین فی الحدیث تھے۔آپ کی وفات ۱۷۰ھ میں ہوئی۔کتاب غرائب شعبہ کے مصنف ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے۔کہ اس کے مصنف ان کے والد ابوعمر عبدالوہاب ہیں۔یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

غرائب الصحیح وافرادہ: ضیاء محمد بن عبدالواحد مقدسی

احادیث افراد کی تعریف

افراد ''فرد'' کی جمع ہے۔ فرد کی دو قسمیں ہیں: فرد مطلق، فرد نسبی۔

فرد مطلق کی تعریف

وہ حدیث جس کا راوی ثقات وغیرہ تمام راویوں سے متفرد ہو اس طرح کہ راویوں میں سے مطلقاً یہی اس حدیث کو روایت کرے۔

فرد نسبی کی تعریف

وہ حدیث جس میں ثقہ متفرد ہو اس طرح کہ ثقات میں سے صرف ایک یہی راوی اس حدیث کو روایت کرے۔

وہ حدیث جس میں ایک شہر والے متفرد ہوں یوں کہ صرف اسی شہر والے اس حدیث کو روایت کرتے ہوں جیسے اہلِ بصرہ۔

وہ حدیث کہ جس کا راوی مخصوص راوی سے متفرد ہو یوں کہ فلاں سے فلاں یہی روایت کرے اگرچہ وہ روایت اس کے علاوہ دوسرے طریق سے بھی مروی ہو۔

احادیث افراد کے موضوع پر کتب کی فہرست

کتاب الافراد

یہ امام دار قطنی کی تصنیف ہے۔ یہ سو اجزاء پر مشتمل جامع کتاب ہے۔ ابوالفضل بن طاہر نے اس کتاب کی اطراف پر کام کیا ہے۔

کتاب الافراد: ابو حفص بن شاہین

کتاب الافراد

یہ ابوحسن احمد بن عبداللہ بن حمید بن رزیق بغدادی کے اصول سے تخریج شدہ احادیث ہیں۔ آپ مصر کے رہائشی تھے۔ آپ کی وفات ۳۹۱ھ میں ہوئی۔

کتاب الافراد

امام ابو داود نے ایسی سنن تصنیف کی ہے۔ جس میں انہوں نے ایک ہی شہر والوں کی متفرد احادیث جمع کی ہیں جیسے طلق بن علی کی ''مسِ ذکر'' والی حدیث اس کے بارے میں امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس میں اہل یمامہ والے متفرد ہیں یونہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہل بن بیضاء کی مسجد میں نماز جنازہ پڑھائی'' اس حدیث کے متعلق امام حاکم فرماتے ہیں یہ صرف اہل مدینہ کی روایت ہے۔

علومِ حدیث میں لفظی دلچسپی کے ایک موضوع پر کتابیں

حدیث اور متعلقات حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع اسماء والقاب اور انساب کا ایک خاص مگر قدر دلچسپ پہلو ہے، اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ باہم لکھنے اور بولنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو لکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن بولنے میں مختلف ہوتے ہیں، اور تیسری قسم وہ ہے جو ان دونوں سے مل کر بنتی ہے، یعنی دو اسم یا لقب وغیرہ لکھنے اور بولنے میں ایک جیسے ہوں لیکن ان دونوں کے والدوں کے نام میں بولنے میں اختلاف ہو لکھنے میں نہ ہو یا لکھنے میں ہو اور بولنے میں نہ ہو، اس طرح سے تین طرح کی تنوعات اور اقسام سامنے آئیں گی۔

مختلف ومتفق الفاظ کی کتابیں

پہلی قسم میں خطیب بغدادی کی کتاب المتفق والمختلف ہے۔ یہ ایک جلد میں نفیس کتاب ہے، حافظ ابن حجر نے استدراک اور تکملہ کے ساتھ ساتھ نفس کتاب کی شرح بھی شروع کی تھی لیکن تھوڑا سا ہی لکھ پائے۔

دوسری کتاب: ابوعبداللہ محمد بن نجار بغدادی کی ہے جو اسی نام سے معروف ہے۔

تیسری کتاب: اس نام سے ابوبکر الجوزقی کی تالیف ہے اور یہ خاصی مشہور ہے، اس کے علاوہ ان کی ایک اس سے زیادہ وسیع کتاب بھی ہے جو تقریباً تین سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

اسی موضوع کی ہی ایک اور کتاب ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی اور ابوموسیٰ مدینی کی بھی ہے۔ حازمی کی کتاب کا نام: ما اتفق الفاظه وافترق معناه من أسماء

البدان والاماکن المشتبھة فی الحظ ہے۔
اور مدینی کی کتاب: ابوالفتح نصر بن عبدالرحمٰن اسکندری نحوی کی کتاب کا اختصار ہے۔

الموتلف والمختلف اور رشاطی:

دوسری قسم کی کتابوں میں دارقطنی کی کتاب: الموتلف والمختلف شامل ہے، یہ ایک جامع کتاب ہے، اس کتاب پر کتاب: ''الاعلام بمافی الموتلف والمختلف الدار قطنی من الاوھام'' کے نام سے ایک استدراک اور تبصرہ بھی ہے، جس کے مصنف ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف لخمی مری اندلیسی ہیں۔
مری کی نسبت اندلس میں بیرہ کے ذیلی علاقوں میں سے ایک شہر مَرِیَّہ کی وجہ یہ تھی کہ ان کے آباؤ واجداد میں سے کسی کے جسم پر تل کا بڑا سا نشان تھا، اور ان کی ایک عجمی باندی تھی جو بچپن میں انہیں کھلاتی تھی۔ جب وہ ان کا جی بہلاتی تو انہیں رشاطہ کہتی، یہ بات بہت زیادہ ہوتی اس وجہ سے انہیں رشاطی کہا جانے لگا۔
مریتہ میں جب عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو اس دور میں یہ شہید ہوگئے اور یہ بات ہے سن ۵۴۲ھ کی۔
ایک اور کتاب اسی نام سے ابوسعد مالینی کی بھی ہے۔
اور اسی موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں علاؤ الدین علی بن عثمان ماردینی ابن الترکمانی کی بھی اس نام سے کتاب ہے۔
اس کے علاوہ ابومحمد عبدالغنی بن سعید بن علی بن سعید ازدی مصری (م ۴۰۹ھ) کی بھی کتاب ہے، جو کہ مشہور محدث اور انساب کے ماہر تھے، بلکہ ان کی اس موضوع پر دو کتابیں ہیں، ایک کا موضوع مشتبہ الاسماء ہے جب کہ دوسری مشتبہ الانساب میں ہے۔
پھر ان کے بعد خطیب بغدادی نے دارقطنی اور عبدالغنی دونوں کی کتابوں کو لے

کر اکٹھا کیا اور کچھ اضافات ایک نئی کتاب بنادیا جس کا نام الموتلف تکملة المختلف رکھا۔

الاکمال: ابن ماکولا بغدادی:

پھران کے بعد امیر ابونصر علی بن ووزیر ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر بغدادی عجلی آئے جو ابن ماکولا کے نام سے معروف ہیں، ان کے نام کے متعلق ابن خلکان نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے اس کے مطلب کا علم نہیں، یہ قتل ہوئے تھے، انہیں کرمان میں ان کے غلام نے قتل کیا تھا اور ان کا مال واسباب بھی لے لیا تھا۔ یہ ۴۷۵ھ کا واقعہ ہے۔

ابن ماکولا نے خطیب کتاب میں مزید اضافے کیے اور وہ اسماء بھی شامل کیے جو ان کے سامنے آئے اور اسے ایک مستقل نئی کتاب کی شکل دے دی جس کا نام الاکمال فی رفع الارتیاب عن الموتلف والمختلف من الاسماء والکنیٰ والانساب ہے، یہ دوجلدوں پر مشتمل ہے، اور یہ محدثین کا مرجع اور حوالے کی چیز ہے، اس کتاب کی موجودگی میں ابونصر کی فضیلت کے لیے کسی اور چیز کی حاجت نہیں بلکہ محدثین کے حلقے میں ان کے اعزاز کے لیے یہی ایک کارنامہ کافی ہے

ذیل ابن نقطہ:

پھران کے بعد معین الدین ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن ابوبکر بن شجاع بغدادی حنبلی آئے، جو ابن نقطہ کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی وفات بغداد میں سن ۶۲۹ھ کو ہوئی۔ انہوں نے ابن ماکولا کی کتاب پر ذیل لکھا، جس میں انہوں نے ان سے رہ جانے والی چیزوں کو بھی پورا کیا اور ان کے بعد جو نئی چیزیں سامنے آئی تھیں انہیں بھی شامل کیا یہ ایک مفید ذیل ہے جس کی مقدار اصل کتاب کی دوتہائی ہے۔

ذہبی کہتے ہیں: یہ کتاب ابن نقطہ کی اعلیٰ فنی مہارت اور حافظے کی بہترین دلیل ہے۔

ابن نقطہ نے اس کے علاوہ بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام التقييد المعرفة رجال السنن والمسانید ہے پھر ابن نقطہ کے ذیل پر دو حضرات ایک ابو حامد بن علی بن محمد بن احمد المعروف ابن الصابونی دمشقی (م ۶۸۰ھ) اور دوسرے وجیہ الدین ابوالمظفر منصور بن سلیم بن منصور بن فتوح ہمدانی اسکندری (م ۷۷۴ی ر۷۷۳ھ) نے ذیل لکھا۔ دوسرا ذیل پہلے کی نسبت بڑا ہے، البتہ بعض چیزوں میں دونوں میں توارد بھی ہے۔

مغلطائی اور ان کی ذیل

اس طرح اس پر مغلطائی کا بھی ذیل ہے،۔ مغلطائی کا تعارف یہ ہے:

نام: علاء الدین بن قلیج بن عبداللہ قلیج ترکی میں تلوار کو کہتے ہیں۔

مذہب: حنفی تھا، اصل میں ترکی کے تھے اور رہتے مصر میں تھے، مشہور محدث اور سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے، تاریخ وفات ۷۶۲ھ ہے۔

انہوں نے ان دونوں ذیلوں کو جمع کیا اور ساتھ میں شعراء کے نام اور عرب کے انساب وغیرہ کو بھی لیا، لیکن اس ذیل میں خلاف واقعہ باتیں اور تکرار بھی ہے۔

مزید ذیول

ابن ماکولا پر ذیل لکھنے والوں میں ابو عبداللہ محمد بن محمود بخاری بغدادی کا نام بھی ہے، اور عبدالغنی بن سعید پر لکھنے والوں میں ابوالعباس جعفر بن محمد مستغفری کا نام آتا ہے ان کے علاوہ ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر ازدی قرطبی اندلسی (جو ''ابن الفرضی'') کے نام سے مشہور تھے، یعنی فرائض والا، ان کی تاریخ علماء الاندلس کے نام سے بھی ایک کتاب ہے) کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے جس پر ابن بشکوال نے صلہ کے نام سے ذیل لکھا ہے۔

ابن الفرضی کی کتاب

ابن الفرضی کو اپنے گھر میں قرطبہ کی فتح والے دن بربروں کے ہاتھوں شہید

ہوئے ان کی یہ کتاب موتلف ومختلف اور مشتبہ النسبۃ کے بارے میں عمدہ کتاب اور حوالے کی چیز ہے۔

جیانی کی الموتلف والمختلف:

اسی طرح ابوعلی حسین بن محمد بن احمد غسانی عرف جیانی (جیانی اندلس میں ایک بڑا شہر ہے) اندلسی کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے جس کا نام ''تقیید المهمل وضبط المشكل'' ہے۔اس کتاب میں انہوں نے صحیحین کے رواۃ میں سے جس لفظ میں اشتباہ والتباس ہوتا ہے سب کو اکٹھا کیا ہے اور پوری محنت سے کام کیا ہے، ان کا یہ کام دوجزوں میں ہے۔

حازمی کی کتاب

اسی طرح ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی کی بھی اس موضوع پر کتاب'' الفیصل فی مشتبه النسبة'' کے نام سے ایک کتاب ہے۔

ذہبی کی جامع کتاب اور ابن حجر کا استدراک

ذہبی نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، لیکن ان کی کتاب ''مشتبه الاسماء والنسبة'' جامع ہونے کے باوجود بہت مختصر ہے، انہوں نے اس کتاب میں عبدالغنی، ابن ماکولا، ابن نقطہ اور ابن الفرضی کی کتابوں کی تلخیص کی ہے لیکن بے جا اختصار سے کام لیا ہے اور اسماء کے ضبط میں صرف قلم سے کام لیا ہے یعنی صرف لفظ پر اعراب و حرکات لگادی ہیں، اس وجہ سے ان کی یہ کتاب اپنے موضوع ومقصد کے بالکل متضاد ہرگئی کیونکہ ایسی صورت میں اس میں الفاظ کے تغیر وتبدل اور غلط استعمال سے سلامتی کی کوئی گارنٹی نہیں تھی، نیز یہ بھی کہ اس کے اصول کی بہت سی چیزیں ان سے رہ بھی گئیں۔

ابن حجر نے اس کا اختصار کیا اور رائج طریقے کے مطابق اسماء کا ضبط حروف کے ساتھ کیا اور اتنا تفصیل سے کام لیا کہ ان کی شدت ایجاز واختصار کی عام عادت کو اور اس

کے کام کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔

ابن حجر کی یہ کتاب ایک جلد میں ہے، جس کا نام ''**تبصیر المنتبه فی تحریر المشتبه**'' ہے۔

ابن ناصرالدین کی کتاب

اوران کے معاصر محدث شام اور بہت سی عمدہ کتابوں کے مصنف شمس الدین محمد بن ناصرالدین ابوبکر بن عبداللہ بن محمد دمشقی (م۸۴۲ھ) کی بھی مشتبہ کی وضاحت میں ایک جامع اور مبسوط کتاب ہے، جس میں ''**الاعلام فی مشتبه الذهبی من الاوهام**'' علیحدہ کیا گیا ہے، ان کی تالیفات میں ''**مورد الصادی بمولد الهادی**'' بھی شامل ہے۔

تصحیفات المحدثین عسکری:

اس کے علاوہ ابواحمد حسن بن عبداللہ عسکری کی کتاب ''**تصحیفات المحدثین**'' بھی ہے جس میں انہوں نے وہ اسماء اور الفاظ اکٹھے کیے ہیں جن میں خط کی صورت باہم ملتی جلتی ہونے کی وجہ سے تصحیف (غلطی کی حد تک پہنچ جانے والی تبدیلی) ہو جاتی ہے، یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

تلخیص المتشابہ: خطیب بغدادی:

شروع باب میں ذکر کردہ اس موضوع پر تین قسم کی کتابوں میں سے تیسری قسم کی کتابوں میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

خطیب بغدادی کی پہلی کتاب، جس کا نام یہ ہے: ''**تلخيص المتشابه فی الرسم وحماية ما اشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم**''

اس پر ذیل اور تلخیصات:

پھر خطیب نے خود اس پر ایک ذیل لکھا جس کا موضوع وہ راوی تھے جن کے نام

اور انساب میں صرف ایک حرف کی زیادتی ہے ورنہ وہ متفق ہیں اور اس کا نام ”تالی التلخیص“ رکھا یہ کئی اجزاء پر مشتمل ہے، یہ بڑی مفید اور جلیل القدر کتاب ہے بلکہ ابن الصلاح کے بقول یہ خطیب کی بہترین کتاب میں سے ہے، پھر قاضی القضاۃ علاوالدین علی بن فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ بن سلیمان المعروف ابن الترکمانی حنفی ماردینی نے اس کا اختصار کیا۔

نیز سیوطی نے بھی ”تحفۃالنابه بتلخیص المتشابه“ کے نام سے اس کی تلخیص کی ہے۔

ناموں کی کنیتوں سے متعلقہ کتابیں

آدمی کا ایک تو نام ہوتا ہے جیسے زید عمرو بکر وغیرہ دوسری کنیت جیسے ابو عمرو، ابو بکر، ابو حفص وغیرہ اور تیسرا لقب جیسے جمال الدین زین الدین وغیرہ اور ان میں سے عموماً اصل مشہور ایک چیز ہوتی ہے کبھی نام کبھی کنیت اور کبھی لقب تو ایسی صورت میں محدثین کے اس مشہور چیز کے علاوہ اس کی دیگر تفصیلات کو باقاعدہ ذکر کرنے سے مستقل تالیفی موضوع بن گیا جسے ”معرفة الاسماء والکنی والالقاب“ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس میں درج ذیل کتابیں سرِ فہرست ہیں:

ا: کتاب الاسماء والکنی، امام احمد بن حنبل

۲: کتاب الاسماء والکنی

ابو بشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم انصاری الوراق، الرازی الدولابی۔ دولاب عربی میں فرسٹ اور چرخی کو کہتے ہیں، اس کے کام کی وجہ سے دولابی کہلاتے تھے، انصار سے ولاء کا تعلق ہونے کی وجہ سے انصاری بھی کہلاتے ہیں، اور اس کے علاوہ کاغذ سازی یا کتابوں کی تجارت کا پیشہ ہونے کی وجہ سے وراق بھی کہلاتے ہیں مکہ مدینہ کے درمیان عرج کے مقام پر فوت ہوئے۔

۳: کتاب الاسماء والالقاب

ابن الجوزی جس کا نام ”کشف النقاب عن الاسماء والالقاب“ ہے۔

۴: کتاب الاسماء والالقاب

محدث اندلس ابو الولید ابن الفرضی، جس کا نام پورا نام ”مجمع الاداب فی معجم الاسماء والالقاب“ ہے۔

۵: کتاب الکنی و الالقاب، ابوعبداللہ حاکم

۶: کتاب الالقاب و الکني

ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن موسیٰ فارسی شیرازی، جن کی شیرازی میں ہی ۴۱۱ھ کو وفات ہوئی۔

یہ کتاب ایک جلد میں ہے اور بہت مفید کتاب ہے بلکہ ابن حجر کی اس موضوع پر کتاب آنے سے پہلے پہلے یہ اس موضوع کی سب سے اعلیٰ اور مرجع کی حیثیت والی کتاب تھی۔

ابوالفضل بن طاہر نے اس کا اختصار بھی کیا ہے۔

۷: کتاب الالقاب

ابوالفضل علی بن حسین ابن احمد بن حسن الفلکی ان کی فلکی نسبت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دادا علم فلک وحساب میں ماہر تھے، یہ ہمدان کے رہنے والے ہیں، تحصیل علم میں قریہ بقریہ سفر کرنے والے تھے، نیشاپور میں سن ۴۲۷ھ کو وفات ہوئی کتاب کا پورا نام ''منتهى الكمال فى معرفة القاب الرجال'' ہے۔

۸: کتاب الالقاب

حافظ ابن حجر کی بھی اس باب میں ایک اچھوتی کتاب ہے، جس کا نام نزہۃ الالباب ہے جس میں انہوں نے پچھلی کتابوں کی تلخیص کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے جمع اور استقصاء کا بھی اہتمام کیا ہے، پھر ان کے شاگرد سخاوی نے اس پر بہت سے اضافے کیے جو ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں اس کے ساتھ ملائے گئے۔

۹: سیوطی کی بھی اس موضوع پر کشف النقاب کے نام سے ایک کتاب ہے۔

۱۰: کتاب الکنی: امام بخاری

۱۱: کتاب الکنی: مسلم

۱۲: کتاب الکني: نسائی

۱۳: کتاب الکني: علی بن مدینی

۱۴: کتاب الکني

ابن حبان، ان کی کتاب کا نام کتاب "اسامی من یعرف بالکنی" ہے اور "کنی من یعرف بالاسماء" ہے، دونوں تین تین اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۵: کتاب الکني: ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن منده

۱۶: کتاب الکني: ان کے والد ابوعبداللہ محمد بن اسحاق

۱۷: کتاب الکني: حاکم کبیر نیشاپوری

کتاب الکنی، یہ ابواحمد محمد بن محمد بن احمد بن اسحاق نیشاپوری کرابیسی کی تالیف ہے، جو محدث خراسان تھے اور متعدد کتابوں کے مولف بھی ہیں اور یہ حاکم کبیر کے نام سے معروف تھے۔ دوسرے حاکم (صاحبِ مستدرک) ان کے شاگرد تھے۔ حاکم کبیر کی وفات ۳۴۸ھ کو ہوئی۔

ان کی یہ کتاب چودہ جلدوں (اسفار) پر مشتمل ہے، عمدہ خط سے تقریباً پانچ جلدوں میں سمائے گی، اس میں انہوں نے بہت خوب کام کیا ہے، ان کا یہ کام دوسروں کے مقابلے میں بہت مفید اور زیادہ ہے، لیکن انہوں نے حروف تہجی کی ترتیب قائم نہیں کی، یہ ترتیب ذہبی نے لگائی اور اس کا اختصار و اضافات بھی کیے، اس کا نام "المقتنی فی سرد الکنی" ہے۔

۱۸: کتاب الکني

حافظ ابن عبدالبر: پورا نام: الاستغناء فی معرفة الکنی ہے ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔

۱۹: کتاب المنی فی الکنی: جلال الدین السیوطی

یہ بطور نمونہ وتعارف چند کتابوں کا تذکرہ ہے، ورنہ اس موضوع پر کتابیں بے شمار ہیں۔

غوامض ومبہمات پر کتابیں

اس کے علاوہ علوم حدیث میں کچھ وہ کتابیں بھی ہیں جن کا موضوع مبہم اسانید ومتون ہیں خواہ مردوں کی ہوں یا عورتوں کی، جیسے

۱: کتاب الغوامض والمبهمات کے نام سے عبدالغنی بن سعید مصری کی کتاب

۲: پھر خطیب بغدادی کی کتاب جسے حروفِ تہجی پر ترتیب دیا گیا ہے اور مبہم کے نام کا اعتبار کیا ہے لیکن اس سے فائدہ کا حصول مشکل ہے، کیونکہ جو تو مبہم سے واقف ہوگا اسے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہوگی اور جو ناواقف ہوگا اسے اس مبہم اور اس کی جگہ ومظنہ کا علم نہیں ہوگا۔

۳: پھر ابن بشکوال کی بھی مبہمات پر بلا ترتیب ایک کتاب ہے، یہ کتاب اس موضوع پر عمدہ اور جامع ترین کتاب ہے۔

پھر نووی نے "الاشارات الی المبهمات" کے نام سے خطیب کی کتاب پر کام کیا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی اسانید حذف کردیں اور کچھ تھوڑی سی احادیث ساتھ میں ملائیں اور اس کو حدیث میں موجود راوی کے حروف تہجی پر مرتب کیا، خطیب کی کتاب کی نسبت اس سے استفادہ آسان ہے لیکن اگر اس حدیث والے صحابی کا نام یاد نہ ہو تو پھر بھی مشکل پیش آجاتی ہے، ویسے بھی اس میں مبہمات کی ایک بڑی تعداد بھی رہ گئی۔

تلخیص ابن ملقن

ابن بشکوال کی کتاب کا بھی ابن ملقن نے اختصار کیا ہے، جس میں اسناد حذف کردی ہیں، ابن ملقن کا نام ابوالحسن علی بن محدث شہیر سراج الدین ابوحفص عمر بن علی

بن احمد بن محمد بن الملقن انصاری ہے، اصل میں اندلسی ہیں پھر مصر آئے۔ قاہرہ میں زندگی گزاری فقہی مذہب شافعی تھا۔ مجھے ابھی تک ان کی وفات کا علم نہیں ہوسکا۔

تلخیص ابن العجمی:

یہ برہان الدین ابوالوفاء ابراہیم بن محمد بن خلیل طرابلسی کی تالیف ہے، جو اصل میں شام کے شہر طرابلس کے رہنے والے تھے اور حلب میں گھر تھا اور پیدائش بھی وہیں ہوئی۔ شافعی مذہب تھا۔

موہبر اور عرف سبط ابن العجمی ہے کیونکہ ان کے والد عمر بن محمد بن احمد بن ہاشم بن عبداللہ بن عجمی الحلبی کے بیٹے ہیں۔

ابن العجمی کو قرآن پڑھتے ہوئے طاعون کی مرض سے فوت ہوئے، ابن ملقن کی تلخیص واختصار میں کچھ زیادات اور اضافے بھی ہیں۔

اس موضوع پر لکھنے والوں میں کچھ مزید حضرات بھی شامل ہیں جن کے نام مع کتب درج ذیل ہیں۔

ابن قیسر وانی کی تالیف

ا: شمس الدین ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی شیبانی، شہرت ابن القیسرانی کے نام سے ہے، قیسر یہ شام میں ساحل سمندر پر ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کی نسبت سے قیسر وانی کہلاتے ہیں۔

قیسرانی مشہور، محدث تھے، اور علوم حدیث میں کامل دسترس رکھنے والوں کی فہرست میں ان کا نام آتا ہے، علوم حدیث پر ان کی متعدد کتابیں ہیں، وفات ۵۰۷/ ۵۰۸ھ کو بغداد میں ہوئی اس کتاب میں انہوں نے بہت عمدہ چیزیں اکٹھی کردی ہیں البتہ توسیع کا یہ عالم ہے کہ مبھمات کے علاوہ بھی بہت سی باتیں آگئی ہیں۔

مبہمات قسطلانی

۲: یہ قطب الدین ابوبکر محمد بن احمد بن علی مصری قسطلانی کی تالیف ہے، قسطلان مغرب میں افریقہ کا ایک علاقہ ہے قسطلانی کی وفات ٦٨٦ھ ہے۔اس کتاب کا نام: "الافصاح عن المعجم من الغامض والمبهم" ہے جو حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔

مبہمات عراقی

۳: شیخ ولی الدین ابو زرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی، ان کی کتاب کا نام "المستفاد من مبهمات المتن والاسناد" ہے، اس سے انہوں نے استفادے کو آسان بنانے کی غرض سے فقہی ابواب کی ترتیب پر رکھا ہے۔

عراقی نے اس کتاب میں خطیب ابن بشکول اور نووی کی تمام چیزیں بھی ذکر کی ہیں اور مزید اضافے بھی شامل ہیں اس موضوع کی کتابوں میں سب سے اچھی کتاب یہی ہے۔

۴: اسی طرح ابن الجوزی بھی اپنی کتاب "تلقیح" میں کافی سارے ایسے اسماء ذکر کیے ہیں۔

ابن حجر و بلقنی کی مبہمات

۵: اس کے علاوہ ابن حجر نے بھی اس موضوع پر کام کیا تو ہے لیکن وہ صرف صحیح بخاری کی حد تک ہے، اس میں وہ پہلوؤں سے بڑھ کر کام لائے ہیں، اسی وجہ سے یہ کتاب قاضی جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن سراج الدین ابوحفص عمر البلقینی شافعی (م۸۲۴ھ) کی اس کتاب کا مرجع اور بنیاد بن گئی ہے، جس کا مستقل موضوع ہی یہ تھا۔

ابن حجر کی اس کتاب کا نام "الافهام بما وقع فی البخاری من الابهام" ہے۔

علم الانساب پر لکھی گئی کتبِ احادیث

علوم حدیث کے ذخیرہ کتب میں انساب کی کتابیں بھی شامل ہیں، جیسے۔

۱: کتاب الانساب

یہ تاج الاسلام ابوسعد یا ابوسعید عبدالکریم بن محمد بن ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار تمیمی سمعانی مروزی شافع کی کتاب ہے ان کے شیوخ کی تعداد چار ہزار سے زیادہ ہے، اوران کی اس کے علاوہ بھی متعدد مفید تصانیف ہیں جیسے "ذیل تاریخ مرو والامالی" اور "تاریخ الوفاة للمتاخر من الرواة" وغیرہ۔

ان کی وفات ۵۶۲ھ کو مرو میں ہوئی، ان کی یہ کتاب اس فن میں بڑی مفید اور عدیم النظیر کتاب ہے جو تقریباً آٹھ جلدوں پر محیط ہے، لیکن کم یاب ہے۔

اللباب فی الانساب :ابن اثیر الجزری

۲: پھر ابن اثیر الجزری نے اس کا اختصار کیا۔

ابن اثیر کا مکمل تعارف یہ ہے، نام: عزالدین ابوالحسن علی بن محمد (مشہور نام علی بن محمد ہے لیکن صحیح نام محمد بن محمد ہے) بن عبدالکریم ابوعبدالواحد الشیبانی۔عرف: ابن اثیر الجزری، جزری کی نسبت جزیرہ ابن عمر میں سکونت کی وجہ سے ہے، ابن اثرب موصل کے رہنے والے تھے، محدث بھی تھے لغوی بھی تھے اور انساب واسماء رجال خصوصاً اسماء صحابہ کے ماہر تھے، موصل میں وفات ہوئی۔

واضح رہے کہ ابن اثیر الجزری کے دوسرے بھائی کا تعارف بھی اسی نام سے ہے، اور وہ ابن اثیر الجزری صاحب نہایہ وجامع الاصول ہیں۔

جزری نے اپنی اس کتاب میں ان چیزوں کا بھی اضافہ کیا ہے جن کو سمعانی نے

نظر انداز کیا تھایاان سے رہ گئی تھیں،اور سمعانی کی اغلاط پر بھی استدراک کیا ہے۔

یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل بہت مفید چیز ہے، کتاب کا نام: اللباب ہے۔ پھر سیوطی نے ''لب اللباب فی تحریر الانساب'' کے نام سے مزید اضافوں کے ساتھ اس کی تلخیص کی جوایک باریک جلد میں ہے۔

الاکتساب :حیضری

ابن اثیر کی طرح سمعانی کی انساب کی قاضی قطب الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن حیضر حیضری شافعی نے بھی تلخیص کی ہے، اس میں انہوں نے ابن اثیر اور رشاطی وغیرہ کے افادات کا اضافہ بھی کیا ہے، اس کا نام ''الاکتساب فی تلخیص کتب الانساب'' ہے۔

۲: کتاب انساب المحدثین ، اس کے مؤلف محبّ الدین محمد بن محمود بن نجار بغدادی ہیں۔

انساب مقدسی اورذیل مدینی:

۳: کتاب انساب المحدثین: ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی

ان کے شاگرد ابوموسیٰ محمد بن ابوبکر عمر بن ابوعیسی احمد بن عمر بن محمد بن ابوعیسی اصبہانی مدینی ، جومشہور محدث اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، انہوں نے ایک باریک جلد میں اس کا ذیل لکھا ہے، جس میں انہوں نے وہ تمام باتیں ذکر کی ہیں جو مصنف نے نظر انداز کی تھیں یا ان سے رہ گئی تھیں۔ مدینی مدینہ اصبہان کی طرف نسبت ہے، ابن سمعانی نے اپنے انساب میں لکھا ہے کہ مدینہ کی نسبت درج ذیل چند شہروں کی مناسبت سے ہے۔

۱: مدینہ منورہ، لیکن اس کی نسبت اکثر مدنی ہوتی ہے، مدینی نہیں ہوتی ۔۲: مرو ۳: نیشا پور۴: اصبہان ۵: مدینۃ المبارک جوقزوین میں ہے۔۶: بخارا ۷:سمر قند

۸: نسف۔

مدینی کی کتابوں میں ''اللطائف من وقائق المعارف فی علوم الحفاظ الاعارف '' بھی ہے جس میں انہوں نے علم حدیث کی ایسی دقیق ولطیف باتیں کی ہیں جو کسی بہت بڑے ماہر محدث ہی کے دماغ میں آ سکتی ہیں۔

واضح رہے کہ یہ مدینی وہ مدینی نہیں، جن کا نام علی بن عبداللہ بن جعفر بن مدینی ہے (ان کا تذکرہ آگے آ رہا ہے)

مدینی کے اس ذیل پر بھی ابن نقطہ حنبلی نے لکھا ہے۔

انساب پر لکھی گئی کتب کی تعداد بے شمار ہیں، مزید چند ایک مشہور کتابوں کے نام مع مؤلفین یہ ہیں۔

۱: کتاب العجالۃ: ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی

۲: کتاب الانساب

ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف لخمی جورشاطی کے نام سے معروف ہیں اس کتاب کا نام ''اقتباس الانوار والالتماس الازھارفی انساب الصحابۃ ورداۃ الاثار '' ہے۔ لوگوں نے اس کتاب کو رشاطی سے پڑھا بھی ہے۔ اس میں انہوں نے بہت اچھے طریقے سے استقصاء اور جمع سے کام لیا ہے اور کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

اسماء صحابہ پر کتابیں

حدیث وعلوم حدیث کی کتابوں میں ایک بڑا حصہ ان کی کتابوں کا بھی ہے جن کا موضوع رواۃ حدیث میں سے ایک خاص اور مقدس طبقے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات میں، ان کتابوں میں پھر بعض کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے جب کہ دوسری کی قبائل اور دیگر کی اور ترتیب بھی ہے۔

ذیل میں یہ کتابیں مصنفین کے نام اور مختصر تعارف وتبصرہ کے ساتھ نمبروار پیش کی جاری ہیں۔

۱: کتاب معرفة الصحابة

ابواحمد حسن بن عبداللہ عسکری، یہ قبائل کی ترتیب پر ہے۔

۲: کتاب معرفة الصحابة: ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری

۳: کتاب معرفة الصحابة

ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عیسی مروزی شافعی، یہ مرو کے مشہور عالم و عابد تھے، عرف عبدان تھا، وفات ۲۹۳ھ ہے، ان کی کتاب سو اجزاء پر مشتمل ہے اور کتاب الوطا بھی ہے۔

۴: کتاب معرفة الصحابة

ابوالحسین عبدالباقی ، بن قانع ابن مرزوق بن واثق اموی (علاقہ والا تھا) بغدادی (م ۳۵۱ھ) یہ محدث مصنف اور قاضی تھے۔

۵: کتاب معرفة الصحابة

ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بن سکن بغدادی مصری، یہ تسمیہ بالحروف ہے۔

٦: کتاب معرفة الصحابة

ابوالحسین علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح سعدی (علاقہ ولاء) مدینی بصری۔ یہ نامور محدث ہیں ان کے بارے میں امام بخاری کہتے ہیں۔(علمِ حدیث میں) ابن مدینی کے علاوہ کسی اور کے سامنے میں نے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں سمجھا۔ ابن مدینی کی یہ کتاب پانچ باریک اجزاء میں ہے، جس کا نام ''معرفة من نزل من الصحابة سائر البلدان'' ہے۔

۷: معرفة الصحابة

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصبہانی، یہ بڑی کتاب ہے، ابن عساکر کے بقول اس میں بہت سے اوہام ہیں، اس پر یا ابونعیم کی کتاب پر ابوموسیٰ مدینی کا ذیل بھی ہے۔

۸: کتاب معرفة الصحابة: ابونعیم اصبہانی (تین جلدوں میں)

۹: کتاب معرفة الصحابة: ابوالقاسم البغوی

۱۰: کتاب معرفة الصحابة: ابوحفص بن شاہین

۱۱: کتاب معرفة الصحابة

ابوحاتم محمد بن حیان البستی، یہ ایک جلد میں مختصر سی ہے۔

۱۲: کتاب معرفة الصحابة: ابوبکر احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن سعید بن برقی (م ۲۷۰ھ)

۱۳: کتاب معرفة الصحابة

ابومنصور محمد بن سعد الباوردی (یہ نسبت سرخس ونسا کے درمیان واقع خراسان کے ایک شہر باورد کی وجہ سے ہے) یہ ابھی ابھی مذکور محمد ابن اسحاق کے دادا، یعنی ابو عبداللہ محمد بن یحیٰی بن مندہ اصبہانی (م ۳۰۱ھ) کے اساتذہ میں ہیں۔

۱۴: كتاب الاستيعاب في معرفة الاصحاب

مصنف عمر بن عبدالبر اندلسی، یہ ک دو جلدوں میں ہے اس کا نام استعیاب رکھنے کے پیچھے مصنف کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے موضوع کا مکمل احاطہ واستعیاب کرلیا ہے۔ حالانکہ بہت سے صحابہ کے حالات ان سے رہ گئے ہیں، اس میں انہوں نے نام کنیت یا جس طرح سے بھی ہوا تین ہزار پانچ سو صحابہ کے حالات اکٹھے کیے ہیں۔

۱۵: اسد الغابة في معرفة الصحابة

یہ پانچ چھ جلدوں میں سات ہزار پانچ سو پینتالیس صحابہ کے حالات پر مشتمل کتاب ہے، جس کے مولف عزالدین ابوالحسن ابن الاثیر الجزری ہیں جو ''الکامل'' اور سمعانی کی ''کتاب الانساب'' کے اختصار کے مؤلف ہیں۔

تاریخِ رجال پر لکھی گئی کتابیں

ا۔امام بخاری کی تاریخ کبیر

علوم حدیث کے ذخیرہ میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع رجال کی تاریخ اوران کے حالات ہیں، جیسے امام بخاری کی تاریخ کبیر جس میں انہوں نے صحابہ سے لے کر اپنے زمانے تک کے تمام راویان حدیث کے نام اکٹھے کردیئے ہیں جن کی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہے، خواہ مرد ہوں یا عورت، ثقہ ہوں یا ضعیف سب کو اکٹھا کردیا ہے۔

لیکن امام حاکم نے چالیس ہزار میں سے جرح کو اکٹھا کیا تو ان کی تعداد ایک سو چھبیس سے زیادہ نہ بنی، امام بخاری نے یہ کتاب اٹھارہ سال کی عمر میں چاندنی راتوں میں روضۂ رسول ﷺ کے سامنے بیٹھ کر لکھی تھی، اسی کے بارے میں تاج الدین سبکی نے یہ کہا ہے کہ اس سے پہلے ایسا عدیم النظیر کام نہیں ہوا اور انکے بعد رجال، تاریخ اور اسماء پر لکھنے والے سب ان ہی کے خوشہ چین ہیں۔ تاریخ کبیر کے علاوہ امام بخاری کی تاریخِ وسیط اور صغیر بھی ہے۔

۲:تاریخ ابن معین

اس کے مؤلف مشہور اور جلیل القدر محدث، امام الجرح والتعدیل، ابوزکریا یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد غطفانی (قبیلہ غطفان سے ولاء کا تعلق تھا) بغدادی ہیں، ان کی وفات سن ۲۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

ابن مدینی یحییٰ بن معین کے بارے میں یہ کہتے ہیں: روئے زمین پر اولاد آدم میں یحییٰ بن معین جتنی احادیث لکھنے والا کوئی آدمی نہیں۔

خود ابن معین فرماتے ہیں: میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔
ابن معین کی یہ تاریخ حروف تہجی کی ترتیب پر قائم ہے۔

۳: کتاب الرجال: دوری

اس طرح یحیٰی بن معین کے شاگرد ابوالفضل عبداللہ بن محمد بن حاشم ہاشمی (علاقہ ولاء تھا) دوری بغدادی (م ۲۷۱ھ) نے ابن معین کے افادات سے رجال پر ایک کتاب لکھی، جس کے بارے میں ذہبی فرماتے ہیں: یہ ایک بڑی جلد پر مشتمل ہے اور بہت مفید ہے، جس سے ان کی اس میدان میں بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۴: تاریخ عجلی

یہ جلیل القدر محدث ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح عجلی کی تالیف ہے، یہ بنیادی طور پر کوفہ کے باشندے تھے بعد میں مغرب کے علاقہ طرابلس میں منتقل ہوگئے اور وہیں ۲۶۱ھ کو وفات پائی۔

۵: تاریخ ابن ابی شیبه

یہ ابوالحسن عثمان بن محمد بن ابوشیبہ کوفی کی تالیف ہے۔

۶: تاریخ خلیفه بن خیاط

یہ ابوعمرو خلیفہ بن خیاط شیبانی عصفری کی تالیف ہے۔

۷: تاریخ ابن سعد

یہ محمد بن سعد کاتب واقدی کی تالیف ہے۔ (ان دونوں حضرات کی تاریخِ وفات کتب طبقات کے ضمن میں آگے آرہی ہے)

۸: تاریخ ابن ابو خیثمه

یہ مشہور محدث ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ زہیر بن حرب نسائی ثم البغدادی (م ۲۷۹ھ) کی تالیف ہے، یہ ایک بڑی کتاب ہے جو چھوٹے سائز کی تیس اور بڑے

حجم کی بارہ جلدوں پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے بہت اچھے طریقے سے کام کیا ہے اور ثقات اور ضعفاء سب کا ذکر کیا ہے، خطیب فرماتے ہیں۔

فوائد کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر کوئی تاریخ نہیں۔

۱۰:تواریخ ابن جارود

یہ مشہور محدث ابو محمد عبداللہ بن علی جارود نیشاپوری کی تالیف ہے۔

تواریخ ثلاثہ

۱۱:تاریخ حنبل بن اسحاق۔

۱۲:تاریخ ابو العباس محمد بن اسحاق السراج اور

۱۳:تاریخ ابن حبان

۱۴۔تاریخ ابوزرعه

یہ محدث شام ابوزرعہ عبدالرحم بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان بن عمرو نصری دمشقی (م ۲۸۱ھ) کی تالیف ہے۔

۱۵:تاریخ حنبلی

یہ ابویعلی خلیل بن عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن خلیل قزوینی خلیلی کی تالیف ہے۔

خلیلی کی نسبت ان کے دادا کی وجہ سے ہے، یہ عہدہ قضاء پر بھی فائز تھے، تاریخ وفات ۴۴۶ھ ہے۔ خلیلی کی کتاب کا نام ''الارشاد فی علماء البلاد'' ہے، جس میں انہوں نے محدثین اور دوسرے علماء کو شہروں کی ترتیب کے موافق جمع کیا ہے۔

پھر قاسم بن قطلو بغا حنفی، جو کہ حافظ ابن حجر کے شاگرد ہیں اور انہوں نے سن ۸۷۹ھ کو دیلم میں وفات پائی۔ انہوں نے اس کو حروف کی ترتیب سے جمع کیا ہے۔

۱۶:تاریخ اصبهان

اس موضوع پر ابونعیم اصفہانی کی ایک جلد میں کتاب ہے۔

۱۷: اس طرح ابوزکریا یحییٰ بن عبدالوہاب ابن مندہ کی بھی تاریخِ اصبہان ہے

بعض لوگوں نے اسے ابوعبیداللہ محمد بن یحییٰ ابن مندہ کی کتاب قرار دیا ہے جب کہ بعض دیگر حضرات کا خیال ہے کہ یہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن اسحاق بن مندہ کی تالیف ہے، ان دونوں راویوں میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ اس نام سے دونوں حضرات نے کتابیں لکھیں ہوں گی۔

۱۸: اسی طرح ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی نے لکھی۔

۱۹: تاریخ بغداد: خطیب بغدادی

یہ بہت مفید اور عظیم الشان کتابوں میں سے ہے جس میں انہوں نے بغداد میں رہنے والے اور باہر سے آنے والے تمام حضرات کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ساتھ اس میں مفید چیزیں بھی شامل کی ہیں، یہ حروف تہجی کی ترتیب پر چودہ یا دس جلدوں پر مشتمل ہے، خطیب نے اس میں بلا قید ضعیف، ثقہ اور متروکین سب کا ذکر کیا ہے۔

خطیب کی کتاب پر متعدد ذیول بھی لکھے گئے ہیں، جن میں سے ایک صاحب کتاب الانساب، ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن سمعانی کا ذیل ہے، یہ ذیل تقریباً پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں انہوں نے بہت عمدہ کام کیا ہے، ان کی ایک تاریخ مرو بھی ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

پھر ابن سمعانی کی کتاب پر بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ متعدد ذیل وجود میں آئے، جن میں سے ایک ذیل ابوعبداللہ محمد بن سعید بن یحییٰ بن علی بن حجاج المعروف ابن الدبثی ہے، دبثی کی نسبت واسط کے ایک نواحی گاؤں کی وجہ سے ہے، اسی وجہ سے ان کو واسطی بھی کہا جاتا ہے، مذہب شافعی تھا۔ بغداد میں سن ۶۳۷ھ کو انتقال کیا۔

اس ذیل میں ابن الدبیثی نے ابن سمعانی سے رہ جانے والی یا ان کے بعد کی چیزوں کا ذکر کیا ہے، ابن الدبیثی کا یہ ذیل تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲۰:تاریخ نجار

تاریخ بغداد کے نام سے محبّ الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود نجار کی بھی ایک کتاب ہے۔

یہ درحقیقت خطیب کی تاریخ کا ذیل ہی ہے اس میں نجار نے بہت زیادہ جمع واستقصاء سے کام لیا ہے، کہتے ہیں یہ تیس جلدوں پر پھیلا ہوا کام ہے۔

ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ یہ تین سو اجزاء کی کتاب ہے، بغیۃ الوعاۃ کے بقول یہ دس سے کچھ اوپر جلدوں کی کتاب ہے لیکن اس میں نجار سے بہت سے ان حضرات کا ذکر بھی رہ گیا ہے، جنہیں ابن سمعانی نے ذکر کیا تھا۔نجار کی اس تاریخ پر بھی آگے متعدد ذیول ہیں اوران کے علاوہ بغداد کی دیگر تواریخ بھی ہیں۔

۲۱:تاریخ دمشق: ابن عساکر

یہ حافظ الامت، ناصر سنت، خاتمہ الحفاظ اور متعدد جلیل القدر کتابوں کے مولف ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی کی تالیف ہے، جو اسّی سے زائد جلدوں پر پھیلی ہوئی ہے، بغیۃ الوعاۃ میں ۵۷ جلدوں کا ذکر ہے جبکہ شیخ قروضی کی قاموس پر شرح کے شروع میں ۵۵ جلدوں کا ذکر ہے۔

اس میں ابن عساکر نے بڑی نادر چیزیں اکٹھی کی ہیں۔اس کا طرز تاریخ بغداد والا ہی ہے، جس میں انہوں نے رجال کا تذکرہ اوران کی مرویات کا ذکر بھی کیا ہے۔اس کتاب کے متعلق یہ کہا جاتا ہے: اتنی بڑی کتاب لکھنے کے لیے آدمی کی عمر نا کافی ہے۔

تاریخ دمشق پر متعدد ذیول اور اختصارات ہیں جن میں سے ایک اختصار شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان دمشقی شافعی، متوفی ۶۶۵ھ کی تالیف ہے، جو ابوشامہ کے نام سے معروف ہے۔

اوراس شہرت کی وجہ یہ تھی کہ عربی میں شامہ تل کو کہتے ہیں اورانکے بائیں ابرو پر

تل تھا، ابوشامہ کے اس اختصار کے دو نسخے ہیں ایک بڑا جو پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے اور دوسرا چھوٹا ہے۔

۲۲:تاریخ نیشا پور: حاکم نیشاپوری

یہ صاحب مستدرک ابوعبداللہ حاکم کی تالیف ہے اور یہی وہ تاریخ ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے محدثین اور حفاظ ان کے کمال وافضل کے معترف ہیں، جو بھی ان کی ان تاریخ کو دیکھے گا وہ امام حاکم کی تمام علوم میں دسترس کا اندازہ لگالے گا۔

اس تاریخ کی بغیۃ الوعاۃ کے بیان کے مطابق چھ جلدیں ہیں، تاریخ، حاکم پر ابوالحسن عبدالغافر بن اسماعیل بن عبدالغافر بن محمد بن عبدالغافر بن احمد بن محمد بن سعید فارسی نیشاپوری کا ''السیاق علیہ'' کے نام سے ایک اختصار بھی ہے۔

عبدالغافر مشہور محدث اور ''المفهم شرح غريب مسلم'' اور ''مجمع الغرائب فی غریب الحدیث'' کے مولف بھی ہیں، عبدالغافر کی وفات نیشاپور میں ۵۲۹ھ کو ہوئی۔

یہ اختصار ایک جلد پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ علامہ ذہبی نے بھی تاریخ نیشاپور کا ایک اختصار لکھا ہے تھا۔

۲۳:تاریخ قزوین

قزوین ایک مشہور اور بڑا شہر ہے، جو رے سے ستائیس فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔اس تاریخ کے مولف ابن ماجہ قزوینی ہیں۔

۲۴:ان کے علاوہ ابویعلی خلیل بن عبداللہ خلیل قزوینی کی بھی اس موضوع پر تالیف ہے

۲۵:اس طرح ابوالقاسم امام الدین عبدالکریم بن محمد قزوینی رافعی (م۶۲۳ھ) کی بھی اسی نام سے تالیف ہے، رافعی کی نسبت رافع بن خدیج صحابی رسول کی وجہ

سے ہے ان کا فقہی مسلک شافعی تھا

۲۶:تاریخ مصر :صدفی

یہ ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد بن الامام یونس بن عبدالاعلی (جو کہ امام شافعی کے شاگرد تھے) صدفی (م ۳۴۷ھ) کی تاریخ ہے۔

صدفی دال کی زیر کے ساتھ صدف سے نسبت ہوگی اور دال کی زبر کے ساتھ مصر میں آ کر آباد ہونے والے حمیر کے ایک بڑے قبیلے سے نسبت ہوگی، صدفی مشہور محدث اور مورخ تھے۔

صدفی نے مصر کی دو تاریخیں لکھیں، ایک بڑی جو صرف مصر کے باشندوں کے ساتھ خاص تھی اور دوسری چھوٹی جو مصر میں باہر سے آنے والوں کے حالات پر مشتمل ہے، دونوں میں صدفی نے مکمل جمع واستقصاء سے کام لیا۔

صدفی کی تاریخ پر ابوالقاسم یحیٰی بن علی حضرمی (جو ابن الطحان کے نام سے مشہور ہیں) کا ذیل بھی ہے جس میں ان دونوں تاریخوں کو بنیاد بنایا ہے، اس کے علاوہ متعدد تاریخیں ہیں۔

تاریخ مدینہ منورہ

اس موضوع پر اس نام کی کتابوں کے مؤلف یہ ہیں:

۱:ابن النجار: ان کی کتاب کا نام ''الدرة الثمينه فى اخبار المدينه'' ہے۔

۲:ابوعبداللہ زبیر بن بکار۔

۳:ابوالحسن محمد بن حسن بن زبالہ مخزومی مدنی جن کی وفات دوسو سے پہلے ہوئی، محدثین نے ان پر کذب کا الزام لگایا ہے، ان کے ایک بیٹے جس کا نام عبدالعزیز بن محمد مدنی ہیں جو حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

ابن حبان کہتے ہیں: یہ مدنی رواۃ سے معضلات لے کر آتے ہیں۔ چنانچہ ان

سے حجت لینا باطل ہوگا، ذہبی نے میزان میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۴: عمر بن شبہ نمیری وغیرہ حضرات کی بھی مدینہ کی تاریخ پر کتابیں ہیں۔

تاریخ مکہ مکرمہ:

ا: یہ ابن النجار کی کتاب ہے جس کا مکمل نام "تاریخ مکہ وماجاء فیھا من الاثار" ہے۔

ابوالولید غسانی اوران کی تاریخ مکہ:

۲: ان کے علاوہ ابوالولید الغسانی کی بھی مکہ مکرمہ کی تاریخ پر ایک کتاب ہے، غسانی کا مکمل نام ابوالولید محمد بن عبداللہ بن ابومحمد یا ابوالولید احمد بن محمد بن ولید بن عقبہ بن ازرق بن عمر بن حارث ہے، سلسلہ نسب میں مذکورہ ازرق کی وجہ سے ان کی ایک نسبت ازرقی بھی ہے اس کے علاوہ یہ غسانی اور مکی بھی کہلاتے ہیں، کشف الظنون کی تحقیق کے مطابق ان کی وفات ۲۲۳ ہجری کو ہوئی۔

لیکن ان کے دادا احمد جن کا ابھی تذکرہ ہوا ان کے متعلق "تقریب" میں مذکور ہے کہ ان کی وفات ۲۱۷ یا ۲۲۲ھ کو ہوئی تھی۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ بات بعید ہے کہ ان کا کوئی پوتا مورخ مکہ ہو اور اس کا سن وفات وہی سال ہو، بلکہ یہ بات قطعاً درست نہیں، یہ تاریخ ابومحمد اسحاق بن احمد بن اسحاق بن نافع خزاعی کی روایت ہے۔ ان دو تاریخوں کے علاوہ اور حضرات نے بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔

تاریخ طبری:

۳: یہ ابن جریر طبری کی تاریخ ہے، جس کا نام: "تاریخ الامم و الملوک" ہے۔ یہ گیارہ جلدوں پر مشتمل مشہور تاریخ ہے جس میں دنیا بھر کی تاریخ جمع کی گئی ہے۔ ابن خلکان کے بقول یہ سب سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد تاریخ ہے۔

تاریخ الاسلام: ذہبی:

۴: یہ حافظ ذہبی کی تاریخ ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی بارہ جلدیں ہیں، اس میں تاریخ کی ترتیب سنین کے اعتبار سے ہے، اس میں ذہبی نے حوادث اور وفیات کو جمع کیا ہے، پھر اس تاریخ کی مختصرات بھی لکھی گئیں۔

اس کے علاوہ ذہبی کی ہی ''سیر اعلام النبلاء'' بھی ہے جو چودہ جلدوں پر مشتمل ہے ان چند نمونے کی کتابوں کے علاوہ بے شمار تاریخ کے موضوع کی کتابیں ہیں، لیکن یہاں ہمارے ہاں خاص طور سے ذکر کردہ ان تواریخ کی حیثیت، حوالے کی کتابوں اور مآخذ کی ہے، لیکن یہ بہت سی احادیث اور دیگر نوادرات پر مشتمل ہیں، اس لیے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

معاجم حدیث

ذخیرہ احادیث کی کتابوں میں بعض وہ کتابیں بھی ہیں جو معجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں۔

معجم کیا ہے؟

محدثین کی اصطلاح وعرف میں معجم اس کتاب کو کہا جاتا ہے، جس میں احادیث کو صحابہ، شیوخ یا مختلف شہروں اور علاقوں کی نسبت سے جمع کیا جائے۔

اس نوعیت کی کتابوں میں زیادہ تر کتابیں حروف تہجی کی ترتیب پر لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ معجم کی ترتیب پر لکھی ہوئی کتابوں میں سے چند ایک یہ ہیں۔

معجم طبرانی کبیر

یہ صحابہ کے ناموں میں حروف تہجی کی ترتیب پر ہے، سوائے حضرت ابو ہریرہ کی مسند کے کیونکہ ان کی مرویات کو مصنف نے علیحدہ کتاب میں اکٹھا کیا ہے۔

معجم طبرانی کے بارے میں کہتے ہیں، کہ اس کی بارہ جلدوں میں ساٹھ ہزار احادیث ہیں۔ ابن دحیہ اس کو اکبر معاجم الدنیا یعنی دنیا کی سب سے بڑی معجم کا خطاب دیتے تھے۔ محدثین کے ہاں جب مطلقاً معجم بولا جائے تو یہی مراد ہوتی ہے، اگر کوئی اور مراد ہو تو ساتھ قید لائی جاتی ہے۔

معجم اوسط طبرانی

طبرانی کی معجم کے علاوہ معجم اوسط بھی ہے جس کی ترتیب میں مصنف نے اپنے شیوخ واساتذہ کی ترتیب کو پیش نظر رکھا ہے طبرانی کے اساتذہ دو ہزار کے قریب ہیں، حتی کہ انہوں نے بعض ایسے محدثین اور اساتذہ سے بھی روایات لی ہیں جن کی وفات

طبرانی کے بعد ہوئی تھی اور یہ طبرانی کی وسعت روایت اور اساتذہ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے، اپنے اساتذہ کی مرویات کے انتخابات میں بھی طبرانی نے ان کی وہ روایات لانے کا زیادہ اہتمام کیا ہے جو غرائب اور افراد ہیں۔

علامہ ذہبی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ دار قطنی کی ''کتاب الافراد'' جیسی کتاب ہے جس میں مصنف نے اپنی فضیلت اور وسعت روایات کا اظہار کیا ہے۔

مشہور ہے کہ اس میں تیس ہزار مرویات ہیں، کتاب کی ضخامت کا یہ اندازہ ہے کہ وہ بڑی بڑی چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

طبرانی اس کتاب کے متعلق کہا کرتے تھے: یہ کتاب میری جان ہے کیونکہ انہوں نے اس کی خاطر نہ جانے کیا کیا تکلیفیں اور مشقتیں اٹھائیں تھیں۔

ذہبی اس کتاب کی جامعیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس میں بہت اچھی اچھی اور بے کار سب طرح کی چیزیں ہیں۔

معجم طبرانی صغیر

طبرانی کی تیسری معجم، معجم صغیر ہے اور یہ صرف ایک جلد پر مشتمل ہے، جس میں انہوں نے اپنے ایک ہزار شیوخ سے روایات اکٹھی کی ہیں اور روایات کے انتخاب میں انہوں نے بس ایک آدھ روایت پر ہی اکتفا کیا ہے۔ بہت سے مصنفین کا خیال ہے کہ اس معجم میں بیس ہزار احادیث ہیں، لیکن مقری نے ''فتح المتعال'' میں ''ارشاد المعتهدین'' کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ طبرانی کی معجم صغیر ایک جلد میں تقریباً پندرہ سو (۱۵۰۰) احادیث پر مشتمل کتاب ہے اور یہ احادیث و روایات مع اسناد درج ہیں، اور اس تعداد کی وجہ یہ ہے کہ طبرانی نے معجم صغیر میں اپنے ایک ہزار اساتذہ سے مرویات ذکر کی ہیں لیکن ہر استاذ سے ایک یا دو حدیثیں۔

معجم صغیر کے متعلق یہ تحقیق درست اور حقیقی ہے، باقی جو کچھ ہے وہ سبقت قلمی کا

نتیجہ ہے۔

معاجم صحابی

معاجم کی فہرست میں چند اور مصنفین کی بھی کتابیں ہیں ذیل میں دیکھئے، مثلاً:

۱۔ معجم صحابہ: اس کے مصنف احمد بن علی بن لال ہمدانی شافعی ہیں۔ قاضی ابن شہبہ نے اپنی تاریخ میں اس معجم کی نسبت یہ تبصرہ کیا ہے۔

اس سے بہتر معجم میں نے نہیں دیکھی، پھر یہ بھی لکھا ہے کہ صاحب کتاب کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

۲۔ معجم صحابہ: مصنف: ابوالحسین بن قانع

۳۔ معجم صحابہ: مصنف: ابومنصور الباوردی

۴۔ معجم صحابہ: مصنف: ابوالقاسم البغوی، یہ بڑے بغوی ہیں۔

۵۔ معجم صحابہ: مصنف: ابوالقاسم بن عساکر الدمشقی، ابن عساکر کی اس کے علاوہ معجم النسوان اور معجم البدان بھی ہے۔

۶۔ معجم صحابہ: مصنف: ابویعلیٰ احمد بن علی بن مثنی الموصلی۔

۷۔ معجم صحابہ: مصنف: ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد دغولی السرخی (م ۳۲۵ھ)

ان کے علاوہ اور محدثین وعلماء نے بھی معجم صحابہ پر کتابیں ترتیب دیں۔

معجم شیوخ پر کتابیں

۱: معجم الشیوخ :ابوبکر الاسماعیلی

۲:معجم الشیوخ۔ابو نعیم الاصبھانی، یہ ابونعیم کے شیوخ پر مشتمل ہے

۳:معجم الشیوخ :ابوعبداللہ الحاکم الضبی

۴:معجم الشیوخ :ابن اعرابی

ان کی کنیت ابوسعید اور نام احمد بن محمد بن زیاد بن بشیر بن درہم ہے اور شہرت ابن الاعرابی کے نام سے زیادہ ہے، جو اعراب کی نسبت سے ہے، یہ بصرہ کے باشندے تھے جس کی وجہ سے بصری کہلاتے تھے۔

پھر مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے اور مکی بھی کہلانے لگے، ابن الاعرابی صوفی منش اور زہد ورع والے خدامست عالم تھے، حدیث کے باب میں ثقہ اور بڑا بلند پایا تھے۔

ابن الاعرابی کی متعدد تالیفات ہیں جن میں سے ایک یہ معجم الشیوخ ہے، جس میں انہوں نے اپنے اساتذہ ومشائخ کی روایات ذکر کی ہیں۔

اس کے علاوہ طبقات النساک اور التاریخ الکبیر للبصرہ بھی ابن الاعرابی کی تصانیف میں شامل ہیں، ابن الاعرابی کی وفات سن ۳۴۰ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

معجم الشیوخ: ابن ذاذان

۵۔معجم الشیوخ:ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن ذاذان بن المقری الاصبہانی۔

ابن ذاذان نے اس کو حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا ہے اور ہر ایک شخص سے ایک آدھ حدیث نقل کی ہے۔

معجم الشیوخ: سھمی

٦۔ معجم الشیوخ: ابوالقاسم حمزہ بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ سہمی۔

سہمی کی نسبت قبیلہ سہم بن عمرو کی وجہ سے ہے۔ سہمی جرجان کے رہنے والے تھے، واعظ اور کثیر الاسفار محدث تھے۔

سہمی کی سن ۴۲۷ھ کو نیشا پور میں وفات ہوئی، سہمی ابوالقاسم قشیری (صاحب رسالہ) کے اساتذہ میں سے ہیں، قشیری ان سے روایت بھی کرتے ہیں، ان کی تالیفات میں آداب الدین بھی شامل ہے۔

معجم الشیوخ: سمعانی

۷۔ معجم الشیوخ: ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن السمعانی جو مشہور محدث ہیں ان کی اس کے علاوہ کتابوں میں "معجم بدھان" اور "التجیر فی المعجم الکبیر" بھی ہے۔

معجم الشیوخ :سلفی

۸۔ معجم الشیوخ: اس کے مولف ابوطاہر احمد بن محمد السّلفی ہیں، سلفی کی اس موضوع پر تین تالیفات ہیں۔

١۔ وہ معجم جو ایک جلد میں اصبہان کے مشائخ پر مشتمل ہے۔

۲۔ اس میں مشائخ بغداد کا ذکر ہے۔

۳۔ تیسری میں ان دو شہروں کے علاوہ دیگر تمام شہروں کے شیوخ واساتذہ کا ذکر اور مرویات ہیں۔

معجم الشیوخ ، ابن خلیفه الاموی

۹۔ معجم الشیوخ : یہ مشہور مالکی محدث ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ، اموی کی تالیف ہے۔

ابن خلیفہ ماہر قاری بھی تھے، یہ الروض الانف کے مؤلف ابوالقاسم سہیلی کے

رشتے کے ماموں ہیں۔

ابن خلیفہ کی نسبتوں میں التونی اور الاشبیلی بھی شامل ہیں، ان کا یہ مجموعہ تمام شیوخ اوران کی مرویات کے ذکر پر مشتمل ہے، ابن خلیفہ کی وفات ۵۵۵ھ کو ہوئی۔

معجم الشیوخ :ابن منصور السمعانی

۱۰۔معجم الشیوخ: اس کے مولف مشہور محدث ابوالمظفر عبدالکریم بن منصور السمعانی ہیں۔

جن کی وفات سن ۶۱۵ھ کو ہوئی، یہ معجم اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

معجم الشیوخ دمیاطی

۱۱۔معجم الشیوخ: یہ دمیاطی کی تالیف ہے۔

دمیاطی کا نام ونسب یہ ہے، شرف الدین ابومحمد عبدالمومن بن خلف شافعی دمیاطی، دمیاطی مشہور محدث، بلند پایہ فقیہ وامام ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ المحدثین اور ماہر انساب بھی تھے۔۷۰۶ھ کو اچانک وفات ہوئی، دمیاطی نے اس معجم میں تیرہ سو کے قریب شیوخ کا ذکر کیا ہے۔

معجم الشیوخ :تنوخی

۱۲۔معجم الشیوخ:اس کے مولف، ابواسحاق برہان الدین ابراہیم بن احمد بن عبدالواحدالتنوخی ہیں۔

تنوخ قبائل کے اس مجموعہ کا نام ہے جو پرانے زمانے میں بحرین میں اکٹھے ہوئے تھے، اورانہوں نے باہم مددوتعاون پر پختہ عہد اور خلف دیئے اور وہاں قیام پذیر ہوگئے اس وجہ سے انہیں تنوخ کہا جاتا ہے، تنوخ کا لفظی مطلب بھی اقامت کرنا اور ٹھہرنا ہے۔

تنوخی اصل میں بعلبک کے باشندے تھے لیکن دمشق میں ان کی پیدائش اور

نشوونما ہوئی بعد میں مصر منتقل ہونے کی وجہ سے مصری بھی کہلاتے تھے۔تنوخی کی وفات سن ۸۰۰ھ کو ہوئی۔

معجم سبکی و ذہبی

۱۳۔اس کے علاوہ تقی الدین سبکی

۱۴۔اور علامہ ذہبی کی بھی معجم کے موضوع پر تالیفات ہیں۔

یہ چند نمونے کی معاجم کا تذکرہ ہے، ورنہ معاجم کی تعداد خاصی زیادہ ہے۔

کتب طبقات کا تعارف

علوم حدیث کی کتب میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو کتب طبقات کے نام سے معروف ہیں، طبقات سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں مؤلف کتاب کے زمانے تک کے تمام شیوخ کے حالات اور مرویات طبقہ بعد طبقہ زمانی ترتیب سے بیان کیے جاتے ہیں۔

ذیل میں طبقات کے موضوع پر لکھی ہوئی کچھ کتابوں کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ کتاب الطبقات: مسلم بن حجاج

۲۔ کتاب الطبقات: ابو عبدالرحمن النسائی

طبقات ابن سعد

۳۔ الطبقات الکبری: یہ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی (علاقہ والاء) بصری کی تالیف ہے، ابن سعد بصرہ کے باشندے تھے بعد میں بغداد منتقل ہو گئے، ابن سعد کاتب واقدی کے نام سے معروف تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک مدت تک واقدی کے ہمراہ رہے اور ان کی چیزیں لکھتے رہے جس سے یہ شہرت ہو گئی۔

ابن سعد کی وفات بغداد میں ۲۳۵ھ کو ہوئی، ابن سعد نے اپنی اس طبقات میں صحابہ وتابعین اور پھر اپنے زمانے تک کے لوگوں کے حالات اکٹھے کیے ہیں اور یہ بہت عمدہ اور اعلیٰ کام ہے جو تقریباً پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے علاہ ان کی طبقات صغریٰ اور تاریخ بھی ہے۔

طبقات ابو حاتم

۴۔ طبقات التابعین: اس کے مولف جلیل القدر محدث ابو حاتم محمد بن ادریس بن منذرہ رازی حنظلی ہیں، جو امام بخاری اور مسلم کے ہم زمانہ ہیں۔ ابو حاتم سن

۲۷۷ھ کوری میں فوت ہوئے۔

۵۔اسی طرح ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مندہ وغیرہ کی بھی طبقات التابعین ہے۔ اور ابن الاعرابی کی طبقات النساک بھی ہے۔

طبقات الرواۃ: خلیفہ بن خیاط

۷۔طبقات الرواۃ: یہ امام بخاری کے استاذ ابوعمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی عصفری کی تالیف ہے۔عصفر اس رنگ کو کہتے ہیں جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں، خلیفہ بن خیاط جلیل القدر محدث ہیں جو شباب کے نام سے معروف تھے، خلیفہ بن خیاط کی ایک عمدہ تاریخ بھی ہے۔

طبقات ھمدانیین

۸۔طبقات الہمدانیین: اس کے مؤلف ابوالفضل صالح بن احمد بن محمد بن احمد بن صالح بن عبداللہ بن قیس تمیمی ہمدانی ہیں، جو بڑی عمر کے محدث تھے اور دلالی کا کام کیا کرتے تھے۔ ہمدانی، متعدد تصانیف کے مولف بھی ہیں، تاریخ وفات ۳۸۴ھ ہے۔

طبقات القراء: ابو عمر ودانی

۹۔طبقات القراء: اس کے مولف ابوعمرو عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر اموی ہیں، ابوعمرو بنوامیہ کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے اموی کی نسبت رکھتے تھے اور چونکہ اصل میں قرطبہ کے تھے اور بعد میں اندلس کے ایک شہر دانیہ میں وارد ہونے کی وجہ سے قرطبی اور دانی کہلاتے تھے۔

ابوعمرو علوم قرآن وعلوم حدیث کے یگانہ روزگار امام اور ماہر تھے، ان کی وفات دانیہ میں سن ۴۴۴ھ کو ہوئی۔

طبقات الصوفیاء

۱۰۔طبقات الصوفیاء: ابوعبدالرحمٰن السلمی

حلیۃ الاولیاء :ابو نعیم الاصبھانی

۱۲۔ کتاب حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء

یہ ابونعیم اصفہانی کی تالیف لطیف ہے، جو دس بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل ہے درمیانے سائز کی بیس جلدوں میں بھی ملتی ہے، اس کتاب میں صحیح حسن، ضعیف اور کچھ موضوع تک روایات بھی ہیں۔

ابونعیم نے جب اس کو لکھا تھا تو ان کی زندگی میں ہی چار سو دینار میں فروخت ہوئی اس کتاب کے متعدد برکات اور فضائل ہیں۔

حافظ نورالدین ہیثمی نے حلیۃ الاولیاء کی احادیث کو ابواب وار ترتیب دیا تھا، جس کا نام "تقریب البغیة فی احادیث الحلیة" ہے۔

اس کے علاوہ ابوالفرج ابن الجوزی نے "صفوة الصفوة" کے نام سے "حلیة الاولیاء" کا اختصار بھی کیا ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

طبقات ابن حیان

۱۳۔ طبقات الاصفہانیین : یہ ابوالشیخ ابن حیان کی تالیف ہے۔

طبقات فلکی

۱۴۔ طبقات الرجال : یہ ابوالفضل علی بن حسین فلکی کی تالیف ہے جو ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے۔

طبقات الشافعیه: تاج الدین سبکی

۱۵۔ طبقات الشافعیۃ : یہ قاضی القضاۃ ابوالنصر تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین علی بن عبدالکافی بن تمام الانصاری السبکی کی تالیف ہے۔ سبکی شافعی المذہب تھے، اور اس کے ساتھ متعدد جلیل القدر تالیفات کے مصنف بھی ہیں، سبکی کی وفات ۷۷۱ھ کو ہوئی۔

۱٦۔ طبقات الحفاظ : ذہبی ان کے علاوہ بہت ساری کتب طبقات ہیں۔

مشیخات پر لکھی گئی کتابیں

ذخیرہ حدیث وعلوم حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو مشیخات کے نام سے معروف ہیں۔

مشیخہ کی تعریف:

مشیخات ان کتابوں کو کہتے ہیں، جس میں مولف ان حضرات ومشائخ کا ذکر کرتا ہے، جن سے مصنف کی ملاقات ہوئی ہو اور ان سے علم حاصل کیا ہو۔ یا ان مشائخ سے ملاقات تو نہیں ہوئی البتہ انہوں نے اجازت حدیث دی ہو۔

ان مشیخات میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

مشیخه یعقوب بن سفیان

۱۔مشیخه: حافظ ابو یعلی الخلیلی

۲۔مشیخه: ابو یوسف یعقوب بن سفیان بن جوان الفسوی

''فسا'' فارس میں ایک شہر کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ فسوی کہلاتے ہیں، یعقوب بن سفیان مشہور اور کثیر التصانیف محدث ہیں، ان کی تالیفات میں التاریخ الکبیر بھی شامل ہے۔ یعقوب بن سفیان کا یہ مشیخہ چھ اجزاء پر مشتمل ہے اور اس کی ترتیب میں شہروں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

مشیخه: ابو طاهر سلفي

۳۔مشخية ابو الحسين بن مهدى

۴۔مشخية ابو طاهر احمد بن محمد سلفى اصبهانى .

ابو طاہر سلفی نے اس مجموعے میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے متعدد مختلف

شہروں میں ملاقات ہوئی، اور سماع کا موقع ملا، یہ صرف مشائخ کا تذکرہ ہی نہیں بلکہ بہت سے قیمتی نکات اور فوائد کا مجموعہ بھی ہے، اس مجموعے کی ضخامت سو جزء سے اوپر ہی ہے۔

مشیخة قاضی عیاض

۵۔ مشیخہ قاضی عیاض: یہ قاضی عیاض یحصبی کا مشیخہ ہے، جس میں انہوں نے اپنے مشائخ میں سے سو اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی بعض روایات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

قاضی عیاض کی یہ کتاب، ''کاب النعینة'' کے نام سے معروف ہے۔

۶۔ اس کے علاوہ قاضی کا وہ مشیخہ بھی قابلِ ذکر ہے جو انہوں نے اپنے شیخ ابو علی حسین بن محمد الصدفی کے لیے سو اساتذہ کرام کے حالات کی صورت میں ترتیب دیا تھا۔

مشیخه ابو القاسم قزوینی

۷۔ یہ قزوین کے رہنے والے فقیہ ابو القاسم عبداللہ بن حیدر بن ابو القاسم قزوینی کا مجموعہ ہے قزوینی ہمدان شہر میں سن ۵۸۲ھ کو فوت ہوئے تھے۔

میزان میں لکھا ہے: ''ابو القاسم قزوینی نے اپنی ایک چہل حدیث بھی ترتیب دی تھی اس کے علاوہ یہ بھی ذہن میں رہے کہ ابن الصلاح کے خیال میں ابو القاسم متہم راوی ہیں''۔

مشیخه: شهاب الدین سهروردی

۸۔ یہ مشہور صوفی وشافعی فقیہ شہاب الدین سہروردی کا مشیخہ ہے۔

سہروردی کا پورا نام: شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمرو یہ البکر ی السہر وردی ہے۔ سہرورد، زنجان کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ سہروردی کی اس کے علاوہ تصوف میں بلند پایہ کتاب عوارف المعارف بھی مشہور کتاب ہے،

سہروردی سن ۶۳۲ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔

مشیخه ابن انجب

۹۔ یہ تاج الدین علی بن انجب بن ساعی بغدادی کا مشیخہ ہے، جو ضخامت کے اعتبار سے بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

مشیخه ابو الحسن مالکی

۱۰۔ یہ ابوالحسن علم الدین محمد بن ابوعلی الحسین بن عتیق بن رشیق ربعی کا مشیخہ ہے، ابوالحسن مصر کے رہنے والے تھے، مالکی فقیہ تھے بلکہ یہ اپنے علاقے میں خود پھر ان کے والد اور پھر دادا مالکی فقہاء کے سرخیل اور شیخ تھے، ابوالحسن ۶۸۰ھ کو فوت ہوئے۔

مشیخه حسن بن احمد

۱۱۔ یہ ابوعلی حسن بن احمد بن عبداللہ بن بناء کا مشیخہ ہے، حسن بن احمد حنبلی مذہب کے پیروکار تھے، اس کے علاوہ بلند پایہ فقیہ اور قاری بھی حسن بن احمد کی تالیفات کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے، ان کا انتقال سن ۴۷۱ھ کو ہوا تھا۔

مشیخه ابن البخاری

۱۲۔ یہ ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد کا مشیخہ ہے، علی بن احمد ابن البخاری کے نام سے مشہور تھے۔ اس کے علاوہ یہ چونکہ بیت المقدس کے رہنے والے تھے اور مذہب حنبلی تھا اس لیے حنبلی اور مقدسی کی بھی نسبت ان کے ساتھ لگتی ہے۔

ابن البخاری کی وفات سن ۶۹۰ھ کو ہوئی۔

مشیخه : سمان معتزلی

۱۳: یہ ابوسعد اسماعیل بن علی بن حسین کا مشیخہ ہے۔

ابوسعد بصرہ کے رہنے والے تھے اور اور نظریہ معتزلی تھا اور ان کا عرف وشہرت سمان کے نام سے تھی، ابوسعد مشہور محدث تھے۔

ابوسعد کی اس کے علاوہ ایک معجم الموافقہ بین اہل البیت والصحابہ اور مسلسلات کے نام سے بھی تالیفات ہیں۔

یہ چند ایک مشیخات کا تذکرہ ہے اس کے علاوہ مشیخات کے موضوع پر محدثین کی متعدد تالیفات ہیں۔

اصول حدیث کی کتابیں

حدیث اور علوم حدیث پر لکھی جانے والی کتب کے ذخیرہ میں ایک اہم حصہ ان کتابوں کا بھی ہے جو علوم حدیث میں سے ایک خاص نوع یعنی اصول حدیث و مصطلح الحدیث کے مباحث پر مشتمل ہیں اور ان کے ساتھ روایات مع الاسانید ذکر کی گئی ہیں، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ نمبروار ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

المحدث الفاصل: رام ہرمزی

۱۔ **المحدث الفاصل بین الراوی والواعی:** اس کے مؤلف، قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد رام خرمزی ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں: مجھے رام خرمزی کی تاریخ وفات نہیں مل سکی، البتہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ ۳۵۰ھ کے آس پاس تک زندہ تھے اور ابوالقاسم بن مندہ کا یہ کہنا ہے کہ رام خرمزی ۳۶۰ھ کے قریب تک زندہ رہے اور ان کی زندگی کے یہ ایام رام ہرمز شہر میں ہی گزرے۔

گمان غالب یہ ہے کہ رام خرمزی کی یہ کتاب علوم حدیث کی اولین کاوش ہے اگرچہ اس سے قبل بھی فنون حدیث میں کچھ چیزیں ملتی تھیں لیکن جامع کام پہلا یہی ہے اگرچہ اس میں ہر ابتدائی اور اولین کاوش کی طرح بھی استیعاب نہیں تاہم جامعیت و اولیت ضرور ہے۔

علوم حدیث: ابو عبدالله حاکم

۲۔ رام ہرمزی کی کتاب کے بعد دوسرا کام ابوعبداللہ حاکم کی کتاب ہے لیکن حاکم اس کتاب کی ترتیب وتہذیب نہیں کر پائے تھے۔ اس کے بعد ابونعیم اصبہانی آگے بڑھے اور حاکم کی کتاب پر استخراج کے انداز سے کام کیا لیکن استعیاب اور تہذیب مکمل نہ ہونے کی وجہ سے بعد میں آنے والوں کے لیے کافی خلا چھوڑ گئے۔

علوم حدیث اور خطیب بغدادی

۳۔ پھر ان کے بعد خطیب بغدادی میدان علم میں آئے، انہوں نے روایت کے اصول وقوانین کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام الکفایۃ تھا، اور آداب روایت کے بارے میں ایک دوسری کتاب لکھی جس کا نام ''الجامع الآداب الشیخ والسامع'' ہے۔

خطیب کی یہ دونوں کتابیں اپنے فن میں اعلیٰ درجے کی کتابیں ہیں۔

خطیب کی وسعت علمی اور ذوق تالیف کا یہ عالم ہے کہ علم حدیث کا کوئی شعبہ اور فن ایسا نہیں جس میں انہوں نے مستقل کتاب تالیف نہ کی ہو، حافظ ابوبکر بن نقطہ کے بقول:

جو بھی انصاف سے کام لے گا اسے معلوم ہوگا کہ خطیب کے بعد آنیوالے تمام محدثین خطیب کی کتابوں کے خوشہ چین ہیں اور ان سے کسی طور پر بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

قاضی عیاض: مقدسی اور میانجی کی تالیفات

۴۔ پھر ان کے بعد قاضی عیاض نے ''الماع الی معرفة اصول الروایات وتقیید السماع'' کے نام سے علوم حدیث کے موضوع پر خامہ فرسائی کی۔

۵۔ اسی طرح ابوحفص میانجی نے بھی اس موضع پر ایک رسالہ تالیف کیا، جس کا نام ''ما لا یسع المحدث جهله'' رکھا۔

ان کے بعد حافظ ابوجعفر عمر بن عبدالمجید المقدسی نے اس رسالہ کی توضیح وتشریح کے لیے کتاب لکھی جس کا نام موضوع کے مناسب یہ تجویز کیا۔

''ایضاح مالا یسع المحدث جهله''

یہ متقدمین اور ابتدائی دور کے حوالے سے اصول حدیث پر ہونے والے کام کا تذکرہ تھا باقی بعد کے دور میں جو ابن الصلاح سے شروع ہوتا ہے، اس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

ضعفاء اور ثقات پر لکھی گئی کتابیں

علوم حدیث کی فہرست میں نمایاں نام اور تذکرہ ان کتابوں کا بھی ہے، جن میں ضعیف مجروح اور ثقہ راویوں کا ان کے مرتبہ ومقام کے حوالے سے تذکرہ ہوتا ہے۔

بعض میں صرف ضعفاء ہیں اور بعض میں صرف ثقات جب کہ بعض میں دونوں چیزیں ساتھ ساتھ ہیں، ذیل میں ایسی چند اہم اور مشہور کتابوں کی فہرست پر نظر ڈالیے۔

ا۔ کتاب الضعفاء: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری

۲۔ کتاب الضعفاء: ابوعبدالرحمٰن النسائی

۳۔ کتاب الضعفاء: ابوحاتم ابن حبان البستی

اس پر دارقطنی کے حواشی بھی ہیں۔

۴۔ کتاب الضعفاء: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن سعید بن برقی زہری

یہ مشہور محدث ہیں، مصر کے رہنے والے تھے، زہری علاقہ ولاء کی نسبت ہے اور برقی کی نسبت برقہ کے علاقہ میں تجارت کی وجہ سے ہے۔

۵۔ کتاب الضعفاء: ابوبشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی

۶۔ کتاب الضعفاء: ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد عقیلی (م ۳۲۲ھ)

عقیلی بلند پایہ محدث تھے حدیث کے علوم پر گہری دسترس تھی، ان کی یہ کتاب بڑی ضخامت میں ہے۔

۷۔ کتاب الضعفاء: استراباذی

ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی بن زید جرجانی استراباذی۔ استراباز ساریہ اور جرجان کے درمیان طبرستان کا ایک شہر ہے۔

ابونعیم مشہور محدث اور بلند پایہ امام تھے۔ ان کی وفات استراباز میں ہی سن ۳۲۳ھ کو ہوئی۔

ابونعیم کی یہ کتاب دس اجزاء پر مشتمل ہے۔

۸۔ کتاب الضعفاء: ابوالفتح ازدی

یہ ابوالفتح محمد بن حسین بن محمد بن حسین بن عبداللہ بن یزید بن نعمان ازدی کی تالیف ہے، ازدی ازدشوئۃ کی نسبت سے کہلاتے ہیں، یہ بنیادی طور سے موصل کے رہنے والے تھے، بعد میں بغداد منتقل ہوگئے، یہ مشہور محدث ہیں۔ ان کی وفات ۳۷۴ھ کو ہوئی۔

ذہبی کہتے ہیں: یہ ضعفاء کے بارے میں بڑی تالیف ہے، ازدی جرح کے معاملے میں بڑے مضبوط ہیں۔

اس کتاب کے علاوہ علوم حدیث میں بھی ان کی ایک کتاب ہے، اور ایک دوسری کتاب صحابہ کے بارے میں ہے۔

الکامل فی الضعفاء ابن عدی

۹۔ یہ ابواحمد عبداللہ بن عدی بن عبداللہ بن محمد بن مبارک جرجانی کی تالیف ہے، ابن عدی بلند پایہ محدث اور علل رجال اور ضعفاء کی پہچان کے بارے میں مرجع کی حیثیت کے حامل آئمہ فن میں ایک نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ ابن عدی سن ۳۶۵ھ کو فوت ہوئے، ابن عدی کی اس کتاب کا نام الکامل مشہور ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے ان تمام رواۃ کا تذکرہ کیا جن پر کسی درجے میں بھی کلام کیا گیا ہے، اگرچہ وہ صحیحین کے راوی ہوں اور ہر راوی کے تعارف میں وہ ایک یا اس سے زیادہ منکر اور غریب احادیث لاتے ہیں، الکامل کی ضخامت یہ ہے کہ اس کی بارہ جلدیں اور ساٹھ اجزاء ہیں اور مرتضی کی القاموس کی شرح تاج العروس کی ابتداء میں

اس کی آٹھ جلدوں کا تذکرہ ہے، اور ابن عدی کی یہ الکامل کتب جرح ہیں سب سے زیادہ جامع اور کامل کتاب ہے اور جرح میں اس پر اعتماد کیا جاتا ہے، متاخرین ومتقدمین سب ابن عدی کی بات پر اعتماد کرتے ہیں۔

الکامل پر ہونے والے علمی کام:

ابن عدی کی الکامل کی احادیث کو ابن طاہر نے اکٹھا کر کے انہیں حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے، اور ابن عدی کی الکامل پر ابوالعباس احمد بن محمد بن مفرج اموی (علاقہ ولاء ہے) اندلسی اشبیلی نے ذیل لکھا ہے۔

ابوالعباس ابن الرومیۃ کے نام: معروف تھے، ان کی وفات ۶۳۷ھ کو ہوئی، ان کی کتاب ایک بڑی جلد پر مشتمل ہے، جس کا نام "الحافل فی تکملۃ الکامل" ہے۔

میزان الاعتدال: ذهبی

۱۰۔ یہ حافظ شمس الدین ذہبی کی تالیف ہے، جس کا نام" میزان الاعتدال فی نقد الرجال " ہے۔ یہ کتاب دو یا تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

ذہبی نے اس میں الکامل میں ابن عدی والا طرز ہی اپنایا ہے، کہ ہر متکلم فیہ راوی کا ذکر کیا ہے بھلے وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو، اور بعض رواۃ کے تعارف میں ایک یا ایک سے بڑھ کر ایک راوی کی غریب اور منکر احادیث بھی لاتے ہیں۔

ذہبی کے استیعاب کے باوجود ان سے کچھ رواۃ کا تذکرہ رہ بھی گیا ہے جن کو پھر زین الدین عراقی نے ایک جلد میں ذیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔

لسان المیزان: ابن الحجر

۱۱۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر نے لسان المیزان کے نام سے اس موضوع پر کام کیا جس میں میزان اور کچھ اضافی فوائد بھی شامل کر دیئے، ابن حجر کا یہ کام دو یا تین جلدوں پر مشتمل ہے، پھر ابو زید عبدالرحمٰن بن ابو العلاء ادریس بن محمد عراقی حسینی فاسی

(م ۱۲۳۴ھ) نے ایک ضخیم جلد میں لسان المیزان کا اختصار کیا۔

اسی طرح حافظ برہان الدین حلبی نے ''الھمیان فی معیار المیزان'' کے نام سے میزان کا اختصار کیا۔

لیکن حافظ ابن حجر کے بقول: اس میں مؤلف نے دقت نظر سے کام نہیں لیا۔ (یعنی مزیدار کام نہیں)

کتاب الثقات: ابن حبان

۱۲۔ کتاب الثقاۃ یہ ابوحاتم بن حبان البستی کی تالیف ہے، اس کا نام تو کتاب الثقاۃ ہے لیکن عملاً یہ صورت حال ہے کہ مصنف نے اس میں بہت بڑی تعداد ان مجہول رواۃ کی بھی ذکر کی ہے، جن کا صرف نام اور حالت ہی معروف ہیں۔

اس میں ابن حبان کا طرز یہ ہے کہ ہر وہ راوی جس کے بارے میں انہیں جرح کا ذکر نہیں ملتا وہ اسے ثقاۃ میں ذکر کر دیتے ہیں اگرچہ وہ راوی مجہول الحال ہی ہو۔

چنانچہ اس کتاب کے بارے میں اس پہلو سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ ابن حبان کا کسی راوی کو محض اس کتاب میں ذکر کرنا یہ توثیق کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

ابن حبان نے خود ایک جگہ یوں فرمایا ہے: ''اور عادل راوی وہ ہے جس کے بارے میں جرح معروف نہ ہو کیونکہ جرح تعدیل کی ضد ہے، چنانچہ جس کے بارے میں جرح معلوم نہیں وہ عادل ہی ہے جب تک کہ خلاف عدالت کوئی بات ظاہر نہ ہو۔''

چنانچہ عادل وغیرہ عادل فرق کرنے کا ان کے ہاں صرف اس پر جرح کا نہ ہونا ہی معیار ہے۔

بعض محدثین نے ان کے اس طرز کی موافقت جب کہ بعض دیگر نے مخالفت کی ہے، اس کے علاوہ ابن حبان نے یہ بھی کیا ہے کہ بہت سے حضرات کو پہلے ثقات میں

ذکر کیا ہے، پھر کتاب الضعفاء والمجروحین میں ان کا دوبارہ ذکر کر کے ان کا ضعف بھی واضح کیا ہے، چنانچہ ان کی طرف سے اختلاف یا تو تناقض وغفلت پر محمول ہوگا، یا پھر اسے ان کی رائے کی تبدیلی کہا جائے گا، اس کے علاوہ حافظ نورالدین ہیثمی نے اپنے شیخ اور ساتھی زین الدین عراقی اور ان کے بیٹے ابوزرعہ کے مشورے سے کتاب الثقات کو ترتیب نو بھی دی تھی۔

کتاب الثقات: ابن قطلوبغا

اس کے علاوہ بھی ثقات پر متعدد کتابیں وجود میں آئیں۔

شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی کی بھی ایک کتاب الثقات ہے، جس میں انہوں نے ان رواۃ کا تذکرہ کیا جو ثقہ راوی ہیں لیکن کتب ستہ میں ان کی روایات نہیں ابن قطلوبغا کی یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

تاریخ بخاری و ابو خیثمہ

اسی طرح امام بخاری اور ابوخیثمہ کی تاریخیں ہیں اور یہ دونوں حضرات ثقات کو جمع کرنے والے اولین لوگوں میں سے ہیں، ان دونوں حضرات کی یہ تاریخیں جلیل القدر فوائد پر مشتمل ہیں۔

کتاب الجرح والتعدیل: ابوالحسن العجلی

اس طرح ابوحاتم ابن حبان البستی کی کتاب الجرح والتعدیل بھی اس فہرست میں شامل ہے، ان کے علاوہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ العجلی کی بھی کتاب الجرح التعدیل ہے جس کے متعلق صیرفی رجال علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

عجلی کی یہ کتاب بہت مفید ہے، جس سے ان کی وسعتِ علم اور قوتِ حفظ کا اندازہ ہوتا ہے۔

ابن ابو حاتم الرازی

اسی طرح عبدالرحمٰن بن ابو حاتم الرزی نے بھی ثقات اور جرح او تعدیل کے موضوع پر کام کیا، ان کی کتاب بڑی ضخامت میں ہے جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے، مصنف نے اس میں امام بخاری کا انداز اپنایا ہے اور کام میں بہت عمدگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ابو اسحاق الجوز جانی

اسی فہرست میں ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق السعدی الجوز جانی کی بھی کتاب ہے جوز جان خراسان میں بلغ کے نواح میں ایک بڑا علاقہ ہے، جوز جانی بعد میں دمشق منتقل ہو گئے۔

یہ خود بڑے محدث اور مصنف تھے البتہ ان پر ناصبیت کا الزام ہے، ان کی وفات سن ۲۵۹ھ کو ہوئی، علامہ ذہبی فرماتے ہیں: جوز جانی کی کتابوں میں کتاب الضعفاء بھی ہے۔

کتب علل پر لکھی گئی کتابیں

علت کیا ہے؟

علوم حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جنہیں کتب علل کا نام دیا جاتا ہے، علل سے مراد علل احادیث ہیں، یعنی احادیث کی علتیں۔

علل جمع ہے، جس کا مفرد علۃ ہے، اور علۃ محدثین کی اصطلاح میں کسی حدیث و روایت میں کوئی ایسا خفیہ سبب اور خرابی ہے جو بادی النظر میں معلوم نہیں ہوتی البتہ ماہر محدث اس کو واضح کرتا ہے، عام نظر میں وہ روایت علت سے سالم ہی محسوس ہوتی ہے۔

محدثین نے اس موضوع پر مستقل تالیفات بھی کی ہیں جنہیں کتب علل کہتے ہیں، ذیل میں اسی نوعیت کی چند کتابوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ کتاب العلل: امام بخاری

۲۔ کتاب العلل: امام مسلم

۳۔ کتاب العلل: امام ترمذی

شرح العلل: ابن رجب حنبلی

اس کی ابن رجب حنبلی نے شرح بھی لکھی ہے، ابن رجب حنبلی کا تعارف یہ ہے۔

نام: زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد بن حسین بن محمد البغدادی، پہلے یہ بغداد کے باشندے تھے پھر دمشق منتقل ہو گئے اور دمشق میں ہی ۷۹۵ھ کو انتقال کیا، اس شرح کے علاوہ ابن رجب کی تالیفات میں شرح ترمذی، شرح بخاری (ایک حصہ) اور طبقات حنابلہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

۴۔ کتاب العلل: امام احمد بن حنبل

۵۔ کتاب العلل: علی بن المدینی

٦۔ کتاب العلل: ابوبکر الاثرم

انہوں نے اس کے ساتھ معرفۃ الرجال بھی لکھی ہے۔

۷۔ کتاب العلل: ابوعلی نیشاپوری

۸۔ کتاب العلل: ابن ابی حاتم

یہ ابواب کی ترتیب پر ایک ضخیم جلد میں ہے۔

حافظ ابن عبد الہادی نے اس کی شرح لکھنی شروع کی لیکن موت نے انہیں مہلت نہ دی، چنانچہ وہ اس کے ایک تھوڑے سے حصے کی ہی شرح لکھ پائے جو ایک جلد پر پھیلی ہوئی ہے۔

۹۔ کتاب العلل: ابوعبداللہ الحاکم

۱۰۔ کتاب العلل: ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بغدادی حنبلی

جو خلال کے نام سے مشہور تھے، ان کی یہ کتاب کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ کتاب العلل: ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ ضبی ساجی

جو بصرہ کے رہنے والے تھے، اور محدث بصرہ ان کا لقب تھا، ان کی وفات تقریباً نوے برس کی عمر میں سن ۳۰۷ھ کو ہوئی، ذہبی کہتے ہیں۔

ان کی یہ کتاب علل کے بارے میں بڑی جلیل القدر کتاب ہے جس سے ان کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

کتاب العلل: دارقطنی

۱۲۔ یہ امام دارقطنی کی کتاب ہے اور علل کے موضوع پر جامع ترین کام ہے، اس کی ترتیب مسانید والی ہے، یہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے، واضح رہے کہ یہ کتاب

مصنف کی اپنی ترتیب دی ہوئی نہیں بلکہ اس کے جامع ومرتب ان کے شاگرد ابوبکر البرقانی ہیں۔

العلل : ابن الجوزی

۱۳۔ کتاب العلل :ابن الجوزی ، اس کا نام ''العلل المتناهية فی الاحاديث الواهية '' ہے یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے،اس کے بہت سے مندرجات پر دیگر محدثین کی طرف سے نقد بھی کیا گیا ہے۔

الزهر المطلول: ابن حجر العسقلانی

۱۴۔ اس کے علاوہ علل کے موضوع پر حافظ ابن حجر نے بھی ایک کتاب لکھی تھی، جس کا نام الزهر المطلول فی الخبر المعلول ہے۔

موضوعات پر کتب حدیث

ذخیرہ احادیث میں ایک اہم موضوع اور عنوان موضوعات کا ہے، موضوع کا لفظی مطلب من گھڑت ہے یعنی وہ روایات جو حدیث نہیں بلکہ لوگوں کی طرف سے مختلف اغراض کے پیش نظر وہ باتیں گھڑلی گئیں اور انہیں حدیث کے نام سے چلانے کی کوشش کی گئی، محدثین نے عام لوگوں کو بھی مطلع کرنے کی غرض سے چن چن کر ایسی روایات کو علیحدہ سے اکٹھا کر دیا ہے، جنہیں کتاب الموضوعات وغیرہ کے عنوان سے یاد کرتے ہیں۔

ذیل میں چندایک موضوعات کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

کتاب الموضوعات: جوزقی

ا: کتاب الموضوعات من الاحادیث المرفوعات

اس کا دوسرانام کتاب الاباطیل بھی ہے، اس کے مولف ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم بن حسین بن جعفر ہمدانی جوزرقی ہیں۔

جوزقی جوزقان کی نسبت سے ہے اور جوزقان ہمدان کا ایک نواحی علاقہ ہے، جوزقی مشہور محدث تھے، ان کی وفات ۵۴۳ھ کو ہوئی۔

ان کی اس کتاب کے متعلق ذہبی لکھتے ہیں: جوزقی کی یہ کتاب موضوع اور واہیات کا احاطہ کیے ہوئے ہے، میں نے اس کا مطالعہ کیا اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا البتہ اس میں کچھ غلطیاں اور اوہام ہیں۔

جوزقی نے موضوع اور واہیات روایات کو ان کے مقابل صحیح احادیث کے ساتھ معارضہ دکھلا کر واضح کیا ہے۔

اور ذہبی کے علاوہ بعض دیگر محققین کا یہ کہنا ہے: اس میں اکثر احادیث پر محض صحیح احادیث کے ظاہری معارضے اور ٹکراؤ کی بنا پر وضع کا حکم لگا دیا گیا ہے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ایسا کرنا درست انداز نہیں الّا یہ کہ جمع وتطبیق ممکن ہی نہ رہے۔

کتاب الموضوعات: ابن الجوزی

۲۔ یہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی کی تالیف ہے جو تقریباً دو جلدوں پر مشتمل ہے بعض محققین نے چار جلدیں بتلائی ہیں، اس سے مراد شاید چھوٹی چار جلدیں ہوں، کیونکہ بعض جگہ چار جلد کی بجائے چار اجزاء کا تذکرہ بھی ہے۔

ابن الجوزی سے اس کتاب میں بہت تساہل ہوا ہے، وہ ایسے کہ انہوں نے اس میں موضوعات کی فہرست میں ضعیف حسن بلکہ صحیح احادیث کو بھی شامل کر دیا ہے۔

اور وہ احادیث ایسی ہیں کہ جو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم اور دیگر معتبر کتب حدیث میں موجود ہیں۔

بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک حدیث صحیح مسلم اور ایک صحیح بخاری کی بھی اسی فہرست میں جوڑ دی ہے اور یہ بھی قابل تعجب بات ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب العلل المتناہیہ میں بہت سی وہ احادیث ذکر کی ہیں جن کو انہوں نے موضوعات میں ذکر کیا ہے، اسی طرح اس کی بہت سی احادیث اس میں ذکر کی ہیں ۔ حالانکہ دونوں کتابوں کا موضوع علیحدہ علیحدہ ہے، اور یہ سیدھا سیدھا تناقض ہے۔

ابن الجوزی کی اس کتاب پر محدثین نے بہت تنقید کی ہے، حافظ ابن حجر کا کہنا ہے کہ ابن الجوزی نے جس قدر موضوعات اکٹھی کی ہیں اتنی ہی مقدار میں چھوڑ بھی دی ہیں۔

اور خود ابن الجوزی کا یہ حال ہے کہ اپنی وعظ ونصیحت کی تالیفات میں موضوعات اور ان کے قریب قریب احادیث لاتے چلے جاتے ہیں۔

کتاب الموضوعات پر ہونے والے کام:

ابن جوزی کی اس کتاب کی متعدد علماء نے تلخیص واختصار کیا ہے، جن کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ شیخ محمد بن السفارینی الحنبلی ، یہ ایک جلد پر مشتمل ہے، جس کا نام "الدرر المصنوعات فی الاحادیث الموضوعات "ہے۔

سیوطی کا موضوعات پر کام

۲۔ حافظ جلال الدین السیوطی ، اس کا نام "اللآلی المصنوعه فی الاحادیث الموضوعة" ہے۔

۳۔ اس کے علاوہ ابوالحسن علی بن احمد الحریشی الفاسی المالکی ، نزیل مدینہ منورہ نے بھی اس کا اختصار اور تلخیص مرتب کی تھی۔

۴۔ سیوطی کا اس پر ایک ذیل بھی ہے جو ایک دفتر پر مشتمل ہے جس کا نام "ذیل اللالی" ہے۔

۵۔ اس کے علاوہ سیوطی کے ابن الجوزی پر تعقبات کی بھی ایک کتاب ہے، جس کا نام "النکت البدیعات علی الموضوعات "ہے۔

۶۔ پھر دوسری کتاب میں اس کا اختصار کر کے اس کو "التعقبات علی الموضوعات" کا نام دیا۔

سیوطی کی تعقب کردہ احادیث کی تعداد ان کے اپنے بیان کے مطابق تین سو سے کچھ اوپر ہے۔

تنزیهه الشریعة: ابن عراقی الکنانی

۷۔ ان کے علاوہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراقی الکنانی (م۹۶۳ھ) نے ایک کتاب لکھی جس میں ابن جوزی اور سیوطی کی موضوعات کو جمع کیا تھا، ان کا یہ کام ان

دونوں حضرات ہی کی ترتیب پر تھا، ابن عراقی نے یہ کتاب سلطان سلیمان خان کو ہدیہ کی تھی۔

اس کتاب کا نام: ''تنزیهه الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعه الموضوعة'' ہے۔

موضوعات کا موضوع بھی اچھا خاصا طویل الذیل ہے اور مصنفات کی تعداد بھی خاصی ہے، ذیل میں چندمزید کتب کا تذکرہ ہے۔

تذکرۃ الموضات:

۱۔ اس کے مولف ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی ہیں۔

تذکرۃ الموضوعات: علامہ طاہر پٹنی

۲۔ تذکرۃ الموضوعات: یہ علامہ طاہر پٹنی کی تالیف ہے۔

طاہر پٹنی اپنے زمانے کے رئیس المحدثین فی الہند ہیں، ان کا لقب جمال الدین اور نام محمد طاہر، نسبت صدیقی اور پٹنی ہے۔

پٹنہ ہندوستان کے صوبے گجرات کا ایک شہر ہے، علامہ پٹنی کو ناحق قتل ہونے کی وجہ سے شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

رسالة الموضوعات: صاغانی

۳۔ یہ رضی الدین ابن الفضائل حسن بن محمد بن حسن بن حیدر عدوی عمروی ضاغانی کے دو رسائل ہیں۔

صاغان مرو مین ایک بستی کا نام ہے، صاغان اصل میں چاغان ہے لیکن عربی تلفظ میں اسے صاغان بنایا گیا ہے، صاغانی حنفی المذہب تھے اور لغت کے ماہر بلکہ اپنے زمانے میں لغت کے امام تھے، سن ۶۵۰ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔

لیکن ان کا جسد خاکی ان کی وصیت کے مطابق مکہ لے جا کر دفن کیا گیا، صاغانی

نے اس رسالے میں موضوع احادیث کو اکٹھا کیا ہے، لیکن بہت سی وہ احادیث بھی ڈال دی ہیں جو موضوع کے درجے کو نہیں پہنچتی، اس وجہ سے ابن الجوزی اور سفر السعادۃ والے مجد لغوی جیسے محدثین کی طرح ان کا شمار بھی متشددین میں ہوتا ہے۔

الاحاديث الموضوعة: شمس الدين الشامي

۴۔ کتاب الفواء المجموعہ فی بیان الاحادیث الموضوعۃ

یہ خاتمہ المحدثین شمس الدین ابوعبداللہ بن محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی دمشقی صالحی کی تالیف ہے، جو بعد میں قاہرہ کے صحرائی علاقے برقوقیۃ میں منتقل ہو گئے تھے۔

الفوائد الجموعه شوكاني

۵۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ

یہ قاضی ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبداللہ شوکانی صنعانی کی تالیف ہے، جو یمن کے شہر صنعانی میں سکونت کی نسبت سے صنعانی کہلاتے ہیں۔

لیکن شوکانی نے اس کتاب میں بہت سی وہ احادیث بھی داخل کردی ہیں، جو وضع کے درجے کو نہیں پہنچتی بلکہ متعدد صحیح اور حسن احادیث کو بھی متشددین متساھلین کی اتباع وتقلید میں اس میں داخل کردیا ہے۔ اس بات کی طرف علامہ عبدالحیی لکھنوی نے ''ظفر الامانی'' میں توجہ دلائی ہے۔

۶۔المغني عن اللفظ والكتاب بقولهم لم يصح شئی فی هذا الالباب

اتنے لمبے نام والی یہ کتاب مشہور محدث ضیاء الدین ابوحفص عمر بن بدر ین سعید موصلی حنفی کی تالیف ہے۔

سخاوی فتح المغیث میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں: اس کتاب میں ابن بدر کے بہت سے مواخذات اور تنقیدات ہیں اگرچہ ہر باب اور موضوعات میں متقدمین

حضرات محدثین میں سے بعض لوگ ان کے ہم نوابھی ہیں۔

اور جلال الدین سیوطی تدریب الراوی میں لکھتے ہیں: عمرو بن بدر (جو کہ محدث نہیں تھے) انہوں نے محدثین کے اس جملے ''لم یصح شئی فی ھذا الباب'' کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے، ان کے بہت سے مندرجات قابلِ نقد ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں بہت سی روایات کے متعلق متقدمین کی ایک جماعت بے اصل ہونے کا حکم لگاتی ہے حالانکہ معاملہ برعکس ہوتا ہے، بس ہر صاحب علم سے بڑھ کر صاحب علم موجود ہیں، اس کتاب کے علاوہ عمر بن بدر کی العقیدۃ الصحیحۃ فی موضوعات صریحہ اور کتاب معرفۃ الوقوف علی الموقوف ہے جس میں ارباب موضوعات کی محض وہ روایات ذکر کی ہیں جن کا مرفوع (نبی علیہ السلام سے منقول) ہونا صحیح نہیں البتہ صحابہ و تابعین وغیرہ سے منقول ہونا درست ہے۔

الکشف الالھی: سندروسی

۷۔ کتاب الکشف الالھی عن شدید الضعف و الموضوع و الواھی

یہ محمد بن محمد الحسینی الطرابلسی السندروسی کی تالیف ہے۔ سندروسی حنفی المذہب تھے۔

اس کتاب میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مصنف نے شدید الضعف بے اصل اور موضوع روایات کو اکٹھا کیا ہے۔

احادیث کو جمع کرنے میں حروف تہجی کی ترتیب ملحوظ رکھی ہے، ہر حرف کی تین فصلیں بنائی ہیں، اور ان تین انواع میں سے ہر ایک نوع کی ایک فصل ہے۔

تذکرۃ الموضوعات: ملا علی قاری

موضوعات پر لکھی ہوئی کتابوں میں ابوالحسن علی بن محمد سلطان الہروی المعروف ملا علی قاری کی بھی دو کتابیں ہیں، جن میں ایک باریک جلد پر مشتمل ہے، جس کا نام تذکرۃ

الموضوعات ہے اور دوسرا مختصر سا رسالہ ہے، جس کا نام ''المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع'' ہے۔ ملاعلی قاری نے بعد میں مکہ مکرمہ کو اپنا مستقل وطن بنالیا تھا۔ مذہب، حنفی تھا۔ ملاعلی قاری مکہ مکرمہ میں ہی ۱۰۱۴ھ کو فوت ہوئے اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔

ملاعلی قاری کی ان کتابوں میں کچھ مواخذات اور تحقیقات بھی ہیں۔

الاثار المرفوعة: عبدالحی لکھنوی

اس کے علاوہ ماضی قریب کے ہندوستان کے جلیل القدر عالم ابوالحسنات محمد عبدالحیی بن محمد عبدالحلیم لکھنوی کی بھی ''الاثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة'' کے نام سے موضوعات پر ایک کتاب ہے۔ علامہ لکھنوی ۱۲۶۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۳۰۴ھ وفات پائی۔

اللؤلؤ المرصوع: قاوقجی

اسی طرح ابوالمحاسن محمد بن خلیل القاوقجی نے بھی ''اللؤلؤ المرصوع فیما قیل لا اصل له او باصله الموضوع'' کے نام سے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی قاوقجی کی وجہ نسبت یہ ہے۔

قاووق بروزن فاروق ایک تاج کا نام ہے، جسے پہلے پہلے بادشاہ پہنا کرتے تھے، بعد میں علماء نے اسے پہننا شروع کیا پھر عوام نے لیکن اس کے بعد متروک ہوگیا۔ اس تاج کی نسبت سے انہیں اس لقب سے پکارا جاتا ہے۔ قاوقجی حَسَنی سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی نسبتوں میں مشیشی طرابلسی اور شامی بھی ہے۔

قاوقجی ایامِ حج کے دوران حج سے پہلے مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

تحذیر المسلمین: محمد بشیر ظافر

اس کے علاوہ ابوعبداللہ محمد البشیر ظافر نے بھی ''تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعة علی سید المرسلین'' کے نام سے موضوعات پر کتاب

لکھی ہے۔

بشیر ظافر مالکی مذہب کے پیرو تھے، اور ازہر کے فارغ التحصیل علماء میں سے ہونے کی وجہ ازہری بھی کہلاتے تھے۔ سن ۱۳۲۵ھ کو مدینہ منورہ سے زیارت کے بعد مکہ کی طرف جاتے ہوئے رستے میں فوت ہوئے، انہوں نے اس کے علاوہ ''الیواقیت الثمینه فی اعیان مذهب عالم المدینة'' کے نام سے دوجلدوں میں ایک کتاب لکھی جس میں مالکی مذہب کے علماء کے تراجم وتعارف اکٹھے کیے تھے۔

یہ چند کتب موضوعات پر لکھی ہوئی کتابوں میں سے بطورِ نمونہ پیشِ خدمت ہیں ورنہ اس موضوع پر لکھی ہوئی کتابیں بے شمار ہیں۔

غریب الحدیث کے موضوع پر کتابیں

حدیث وعلوم حدیث کی کتابوں میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع خاص طور سے غریب الحدیث ہے، غریب الحدیث وہ فن ہے جس میں حدیث کے اندر موجود مشکل اور اوپر سے الفاظ کی لغوی تشریح کی جاتی ہے، ذیل میں ان کتابوں کی تعارف کے ساتھ مختصر فہرست پیش ہے۔

غریب الحدیث: ابو عبید قاسم بن سلام بغدادی

ا۔ کتاب، غریب الحدیث والاثار

یہ مشہور محدث البغوی ابوعبید قاسم بن سلام بغدادی کی کتاب ہے، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ غریب الحدیث، لغات حدیث کے موضوع پر پہلی کتاب ہے، لیکن یہ بات کسی حد تک درست ہے، علی الاطلاق نہیں؛ کیونکہ صحیح تحقیق کے مطابق غریب الحدیث میں سب سے پہلی تصنیف نضر بن شمیل مازنی کی ہے۔

لیکن ابوعبید کی یہ کتاب اس موضوع میں نمونے اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ یہ ان کا عمر بھر کا حاصل ہے۔ انہوں نے اپنی عمر اس میں لگا دی، خود ابوعبیدہ سے منقول ہے کہ میں نے اپنی یہ کتاب چالیس سال میں مرتب کی ہے۔

ذیل غریب الحدیث: ابن قتیبہ الدنیوری

۲۔ ابوعبید کی اس کتاب پر المعارف اور عیون الاخبار وغیرہ کے مولف ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری النحوی، متوفی ۲۷۶ھ کا ایک ذیل بھی ہے اور ذیل اصل کتاب سے مقدار میں بڑا ہے۔ اس مین ابن قتیبہ نے بہت سے اوہام کا بھی اضافہ کیا ہے اوران پر اعتراض کے لیے علیحدہ سے اصلاح الغلط کے نام سے ایک کتاب بھی

لکھی ہے۔

الدلائل: ابن حزم عوفی اندلسی

۳۔ پھر ابن قتیبہ کے ذیل پر ابو محمد قاسم بن ثابت بن حزم عوفی نے ذیل لکھا۔

ابن حزم عوفی اندلس کے ایک شہر سر قسطہ کے رہنے والے تھے جس کی وجہ سے سر قسطی اور اندلسی کہلاتے ہیں۔

ابن حزم عوفی محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مالکی مذہب میں فقاہت کا درجہ بھی رکھتے تھے، یہ بڑے زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات آدمی تھے، ابن حزم عوفی کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ علم کی تحصیل کے لیے اسفار اور اساتذہ میں شریک رہے، یعنی دونوں کے اساتذہ ایک ہی تھے، ابن حزم سن ۳۰۲ھ کو فوت ہوئے ان کی اس کتاب یا ذیل کا نام "الدلائل فی شرح ما اغفله ابو عبيد و ابن قتيبه من غريب الحديث" ہے، جس کے متعلق ابو علی قالی کہتے ہیں: میرے علم کے مطابق اندلس کی سرزمین پر الدلائل جیسی کتاب منظر عام پر نہیں آئی اس پر ابن الفرضی نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

اگر وہ یوں کہتے کہ اندلس کیا مشرق میں بھی ایسا کام نہیں ہوا تو بھی بعید نہیں تھا، لیکن مصنف یہ جلیل القدر کتاب اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے، چنانچہ بعد میں ان کے والد ابو القاسم ثابت بن حزم ابن عبدالرحمٰن بن مطرف السر قسطی نے م ۳۱۴ھ، جو کہ مشہور محدث تھے، انہوں نے کتاب کو پورا کیا ہے۔

غريب الحديث: ابو سليمان خطابی

۴۔ کتاب غریب الحدیث اس کے مؤلف ابو سلیمان احمد خطابی بستی ہیں، یہ بھی قتبی کی کتاب پر ذیل ہے، جس میں ساتھ ساتھ اس کی غلطیوں پر تنبیہ بھی ہے، یہ چار کتابیں، لغات الحدیث کے فن میں امہات اور بنیادی اہمیت کی حامل ہیں اس کے بعد کی

رائج غریب الحدیث کی کتابوں کے لیے ماخذ اور مرجع کی حیثیت انہیں کو حاصل ہے۔

غریب الحدیث: ابن حمدویه

فن غریب الحدیث میں لکھی ہوئی کتاب کی فہرست میں مزید کتابیں شامل ہیں۔

۵۔ یہ ابوعمرو شمر بن حمدویہ، متوفی ۲۵۶ھ کی کتاب ہے۔

ابن حمدویہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابوعبید کی کتاب کو بے شمار مرتبہ پڑھا۔اسی طرح ابن قتیبہ کے معاصر اور ان کے بعد وفات پانے والے عالم ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق حربی کی کتاب کو بھی اسی طرح پڑھا۔ابن حمدویہ کی یہ کتاب بہت طویل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف کسی ایک کلمے اور لفظ کے استشہاد اور معنی بتانے کے لیے پورے پورے متن اور اسناد ذکر تے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف کی جلالتِ علمی اور کتاب کے بہت سے فوائد پر مشتمل ہونے کے باوجود محض بے جا طوالت کی وجہ سے ان کی یہ کتاب متروک ہوگئی۔

النهایه في غریب الحدیث: ابن اثیر الجزری

۸۔ یہ ابوالسعادات اثیر الدین یا مجدالدین المبارک بن محمد شیبانی جزری موصلی شافعی کی تالیف ہے جو ابن الاثیر کے نام سے معروف ہے۔

ابن اثیر ۶۰۶ھ کو فوت ہوئے ان کی یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

سیوطی اس کے متعلق کہتے ہیں: ابن اثیر کی یہ کتاب غریب الحدیث کی کتاب میں سب سے زیادہ جامع، بہترین مشہور اور سابقہ کتابوں کی متبادل کتاب ہے۔

لیکن ابن اثیر سے اس میں بہت سی چیزیں رہ بھی گئی ہیں، جس کے لیے صفی ارموی نے اس پر ذیل بھی لکھا ہے لیکن یہ ذیل ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

سیوطی کہتے ہیں: میں نے النہایہ کی متعدد فوائد کے ساتھ ساتھ بہترین تلخیص شروع کی ہے۔ اللہ تعالی مکمل کرنے کی توفیق دے اور امام سیوطی کی یہ تالیف و تلخیص

پوری ہوگئی تھی، جو موجودہ نہایہ کے حواشی پر چھپی ہوئی ہے۔

مجمع الغرائب: عبدالغافر الفارسی

۹۔ مجمع الغرائب: یہ عبدالغافر الفارسی کی تالیف ہے۔

الفائق فی غریب الحدیث: زمخشری

۱۰۔ یہ ایک ضخیم یا دو متوسط جلدوں پر مشتمل کتاب ہے جو ابوالقاسم جار اللہ محمود بن عمر بن محمد بن عمر زمخشری کی تالیف ہے۔ زمخشر خوارزم کا ایک بڑا گاؤں ہے، اس وجہ سے انہیں کو خوارزمی بھی کہا جاتا ہے۔ زمخشری معتزلی فکر کے حامل اور جسمانی طور سے ایک ٹانگ سے معذور تھا۔ زمخشری متعدد کتابوں کا مؤلف ہے، جن میں سے ایک کشاف ہے۔ یہ زمخشری کی پہلی تالیف ہے۔ دوسری ربیع الابرار اور اساس البلاغۃ ہیں۔ زمخشری عرفہ کی رات خوارزم کے ایک قصبے جرجانیہ میں فوت ہوا، اس وقت وہ مکہ مکرمہ سے واپس آیا تھا۔ یہ ۵۳۸ھ کی بات ہے۔

کتاب الغریبین: ابو عبید العبدی

۱۱۔ کتاب الغریبین

غریبین سے مراد غریب القرآن اور غریب الحدیث ہے۔ یہ ایک ضخیم جلد کی کتاب ہے، اور اس میں احادیث کی اسناد بھی مذکور ہیں، اس کے مولف ابوعبید احمد محمد بن محمد بن ابوعبید العبدی ہیں جو مؤدب کے لقب اور ہروی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ہروی کی نسبت خراسان کے ایک بڑے شہر ہراۃ کی وجہ سے ہے، ھراۃ میں بھی آگے مصنف اس کے نواحی گاؤں فاشان کے رہنے والے تھے جس کی وجہ سے فاشانی بھی کہلاتے ہیں، ابوعبید کی تاریخ وفات ۴۰۱ھ ہے۔

ابوعبید کے سلسلہ نسب کے متعلق جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے، تاریخی روایات کے مطابق یہی درست ہے جیسا کہ ابن خلکان نے بھی لکھا ہے، البتہ اس کتاب کے پشت پر

ان کا نام اس سے مختلف لکھا ہوا ہے اور وہ یوں ہے احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن ۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

کتاب المغيث : ابو موسیٰ مديني

۱۲۔ کتاب المغیث

یہ ایک جلد پر مشتمل ہے، جس کے مولف ابوموسیٰ مدینی ہیں، یہ کتاب مستقل تالیف نہیں بلکہ ابھی ابھی ذکر کردہ کتاب کتاب الغریبین کا تکملہ اور استدراک ہے، ابو موسیٰ مدینی کی یہ کتاب بہت مفید علمی کام ہے۔

مشارق الانوار : قاضي عياض مالكي

۱۳۔ کتاب "مشارق الانوار علی صحاح الاثار "یہ ابوالفضل قاضی عیاض کی تالیف ہے، جس میں انہوں نے ضبط الفاظ اختلاف روایات اور معنی کی وضاحت کو پیش نظر رکھا ہے، لیکن اس کا دائرہ کار انہوں نے صرف موطا اور صحیحین تک محدود رکھا ہے، قاضی عیاض کی یہ تالیف نہایت جلیل القدر اور اتنا بلند پایہ کام ہے کہ اگر اسے موتیوں کے ساتھ تولا جائے یا سونے کے پانی سے لکھا جائے تو بھی حق ادا نہیں ہوگا۔

مطالع الانوار : ابن قرقول

۱۴۔ مطالع الانوار علی صحیح الاثار : یہ حافظ ابواسحاق ابراہیم بن یوسف وہرانی حمزی کی تالیف ہے، جو ابن قرقول کے نام سے مشہور ہیں۔ ابن قرقول سن ۵۶۹ھ کو فاس میں فوت ہوئے۔ ابن قرقول قاضی عیاض کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کی یہ تالیف قاضی عیاض کی کتاب "المشارق" کے نہج اور اسلوب پر ہی تلخیص کی ہوئی ہے، اس میں بھی مصنف نے اپنا دائرہ تحقیق انہی تین کتابوں (موطا وصحیحین) تک محدود رکھا ہے۔

التقریب: قاضی ابو الثناء ابنو خطیب

۱۵۔ کتاب التقریب فی علم الغریب: یہ قاضی نور الدین ابو الثناء محمود بن احمد بن محمد ہمدانی کی تالیف ہے، جو اصل میں فیوم کے باشندے ہیں اور جائے ولادت کے اعتبار سے حموی ہیں، قاضی ابو الثناء فروعات میں شافعی المذہب تھے، اور ابن خطیب جامع الدھشتہ کے نام سے مشہور تھے۔ قاضی ابو الثناء کی وفات ۸۳۴ھ کو ہوئی، ان کی یہ کتاب بھی مشارق وغیرہ کی طرح موطا اور صحیحین کی لغات کے ساتھ خاص ہے، قاضی صاحب کی یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔

مجمع البحار: محمد طاهر پٹنی

کتاب: مجمع البحار فی لغة الاحادیث والاثار: یہ رئیس المحدثین فی النہد علامہ محمد طاہر صدیقی پٹنی ہندی کی تالیف ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے، ان کی یہ کتاب نہایہ وغیرہ کا ہی انتخاب ہے۔

غریب الحدیث کی کتابوں کی یہ ایک نہ ختم ہونے والی فہرست ہے، جس میں زیادہ مشہور کتب سے اعتناء کیا گیا ہے ورنہ کتب غریب الحدیث کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

اختلاف الحدیث کے موضوع پر کتابیں

ذخیرۂ حدیث وعلومِ حدیث کی فہرست میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا ایک خاص موضوع ہے، جسے آپ اختلاف الحدیث کہیں، یا تاویل مختلف الحدیث یا مشکل الحدیث کا عنوان دیں یا اسے اس حادیث میں باہم تعارض اوراس کے حل کے نام سے یاد کریں، بات ایک ہی ہے۔اس موضوع سے متعلق کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

اختلاف الحدیث: امام شافعی

ا۔اختلاف الحدیث: یہ امام شافعی کی تالیف ہے جس کے راوی ربیع ابن سلیمان المرادی ہیں جنہوں نے خود امام شافعی سے اس کو روایت کیا ہے۔امام شافعی کی یہ کتاب خاصی ضخامت کی ایک جلد میں ہے، علامہ سخاوی نے فتح المغیث میں اسے مستقل کتاب شمار کرنے کی بجائے کتاب الام کا ایک حصہ قرار دیا ہے، اور یہ کتاب الام کے ساتھ ہی طبع ہوتی ہے۔

اختلاف الحدیث: ابن قتیبه

۲۔اس موضوع کی دوسری مشہور کتاب ابومحمد عبداللہ بن مسلم المعروف ابن قتیبہ کی تالیف ہے، اس میں انہوں نے بہت اچھی چیزیں اکٹھی کی ہیں اور کچھ اشیاء میں کوتاہی سے بھی کام لیا ہے۔

اختلا ف الحدیث: ابویحییٰ ساجی ابوجعفر طبری

۳۔اسی طرح ابویحیٰی زکریابن یحیٰی ساجی نے بھی اختلاف الحدیث کے عنوان پر کتاب تالیف کی ہے۔

۴۔ان کے علاوہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

مشکل الاثار: ابو جعفر الطحاوی

۵۔اسی فہرست میں ایک مشہور کام ابوجعفر احمد بن محمد سلامہ طحاوی کا ہے،جس کا نام ''مشکل الاثار'' ہے۔یہ امام طحاوی کی جلیل القدر کتاب ہے لیکن یہ کتاب اپنے نفع اور جامعیت کے باوجود اختصار کی گنجائش رکھتی ہے۔اسی طرح اس میں ابھی مزید تہذیب وترتیب کی گنجائش بھی ہے۔

امالی اور مجلس افادات کی کتابیں

ذخیرہ وحدیث میں ان کتابوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو کتب امالی کے نام سے معروف ہیں، امالی جمع ہے املاء کی املاء کا مطلب ہے کسی کو کوئی چیز بول کر لکھانا، پرانے زمانے سے علماء خصوصاً محدثین کا یہ طرز تھا کہ وہ ہفتے کے ایک دن منگل یا جمعہ کو امالی کے کام کے لیے مخصوص کر لیتے تھے، اور ایسا کرنا مندوب ومستحب ہے، اسی طرح اس عمل کا مسجد میں ہونا بھی مستحب ہے، کیونکہ ان دونوں چیزوں کی فضیلت منصوص ہے، امالی کے جمع کرنے اور لکھنے کا طریقہ اور انداز یہ ہوتا تھا کہ املاء لکھنے والا صفحے کے شروع میں یہ عبارت لکھتا تھا: ''یہ وہ مجلس ہے جس میں فلاں فلاں شیخ کے فلاں فلاں جگہ پر اس دن کے افادات قلمبند کیے جا رہے ہیں''

پھر اس کے بعد املاء لکھوانے والے یعنی افادات والے شیخ اپنی اسناد سے احادیث اور آثار ذکر کرتے تھے پھر وہ اس میں سے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق ذکر کرتے اور اس کے بعد اس حدیث سے متعلقہ فوائد مع سند یا بدون سند ذکر کرتے تھے۔ اس عمل میں استقصاء ضروری نہیں ہوتا تھا بلکہ اس میں سہولت کے پیش نظر اختصار سے کام لیتے تھے، ابتدائی زمانے میں املاء کا یہ طریقہ بہت زیادہ رائج تھا، پھر رفتہ رفتہ حفاظ محدثین کے فوت ہونے اور لکھی ہوئی یادداشتوں اور کتابوں کی کثرت اور زیادہ رائج ہونے کی وجہ سے اس کا رواج کم ہو گیا۔

۸۷۲ھ کو علامہ سیوطی نے اس طریقے کو زندہ کرتے ہوئے مصر میں املاء وافادات کا یہ سلسلہ جاری کیا۔ اس سے قبل بیس سال تک حافظ ابن حجر کی وفات کے بعد سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا جیسا کہ خود سیوطی نے ''المزہر'' میں اس کی تصریح کی ہے۔

امالی کے طرز پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ذیل میں چند ایک بطور مثال ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔الأمالی :ابوالقاسم ابن عساکر

۲۔الأمالی :ان کے بیٹے ابومحمد قاسم

۳۔الأمالی :ابوزکریا یحیٰی بن عبدلوہاب بن مندہ

۴۔الأمالی :ان کے دادا ابوعبداللہ بن اسحاق بن مندہ

۵۔الأمالی :ابوبکر الخطیب

۶۔الأمالی :ابوطاہر المخلص

۷۔الأمالی :ابومحمد حسن بن الخلال

یہ دس مجالس کی امالی ہیں۔

۸۔الأمالی :ابوعبداللہ الحاکم

اس کے علاوہ ان کی امالی العشیات کے نام سے بھی ایک کتاب ہے۔

۹۔الأمالی :عبدالغافر الفارسی

۱۰۔الأمالی :ابوالمواہب قاضی القضاۃ ابن صصری

واضح رہے کہ یہ اور ابوالقاسم ابن صصری دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔

۱۱۔الأمالی :ابوالفتح ابن ابی الفوارس

۱۲۔الأمالی :ابوحفص بن شاہین

۱۳۔الأمالی :ابوبکر احمد بن جعفر القطیعی

۱۴۔الأمالی :ابن ناصر سلامی:

یہ ابوالفضل محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عمر سلامی (م۵۵۰ھ) کی تالیف ہے، سلامی کی نسبت دارالسلام یعنی بغداد کی وجہ سے ہے۔سلامی عراق کے مشہور محدث ہیں

پہلے فقہی مذہب شافعی تھا۔ بعد میں حنبلی مذہب اختیار کرلیا محدثین کے ہاں ثقہ اور بلند پایا محدث شمار ہوتے ہیں۔

۱۵۔الأمالي الشارحة: ابوا لقاسم القزويني

یہ ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم بن فضل قزوینی رافعی، متوفی ۶۲۳ھ کی امالی ہیں، ان کی یہ امالی سورۃ فاتحہ کے کلمات کی تعداد کے موافق تیس مجلسوں میں مشتمل ہیں۔اس میں مؤلف نے تیس احادیث ان کی اسناد کے ساتھ املاء کروائی ہیں پھر ان پر کلام بھی کیا ہے اور کئی فصلوں میں ان کی شرح کی ہے، ان کی یہ کتاب "الامالی الشارحة المفردات الفاتحه" کے نام سے ایک جلد پر مشتمل ہے۔

۱۶۔الأمالي: قاضي عبدالجبار معتزلي

یہ قاضی ابوالحسین عبدالجبار احمد بن عبدالجبار ہمدانی اسد آبادی کی تالیف ہے۔ قاضی عبدالجبار کو معتزلہ نے قاضی القضاۃ کا لقب دیا تھا، ان کے علاوہ وہ لوگ اس لقب کا کسی دوسرے پر اطلاق بھی نہیں کرتے۔ قاضی عبدالجبار فقہی مذہب کے اعتبار سے شافعی اور نظریاتی طور سے معتزلہ کے ہم نوا تھے، قاضی صاحب متعدد مقبول تصانیف کے مالک اور اصول میں خاص شہرت کے حامل ہیں ان کی وفات سن ۴۱۵ھ کو "ری" میں ہوئی اور اپنے گھر میں ہی دفن ہوئے۔

۱۷۔الأمالي: ابوبكر بغدادي

یہ ابوبکر محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور بغدادی، متوفی ۴۸۹ھ کی تالیف ہے بغدادی مشہور محدث اور صاحب تقوی بزرگ ہیں۔

۱۸۔الأمالي: رضي الدين حاكمي

اسی طرح ابوالحسن یا ابوالخیر رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف بن محمد بن عباس بغدادی وعظ بھی کیا کرتے تھے ان کی وفات ۵۹۰ھ کو قزوین میں ہوئی۔

۱۹۔الأمالي: وراق

یہ ابوبکر محمد بن اسماعیل بن عباس الوراق بغدادی، متوفی ۳۷۸ھ کی تالیف ہے، جو کثیر التصانیف عالم ہیں۔

۲۰۔الأمالي: ابو عبدالله المحالي

یہ ابوعبداللہ قاضی حسین بن اسماعیل بن محمد المحاملی، متوفی ۳۳۰ھ الضبی کی تالیف ہے۔محاملی (میم پر زبر کے ساتھ) محامل کی طرف نسبت ہے، جس کا مطلب کجاوے ہیں۔

محاملی بغداد کے رہنے والے تھے اور یہ بغداد میں حدیث میں شیخ کے درجے پر فائز تھے، محامل کی یہ تالیف سولہ اجزاء پر مشتمل ہے جس میں بغداد اور اصبہان کے رہنے والے راویوں کی روایتوں کو خاص طور سے لیا گیا ہے۔

۲۱۔الأمالي: ابن بشران

یہ ابوالقاسم عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران کی تالیف ہے، ابن بشران بغداد کے رہنے والے اور مشہور واعظ تھے، حدیث کے حوالے سے ان کا لقب مسند عراق مشہور تھا۔

۲۲۔الأمالي: ابو القاسم الزجاجي

یہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن اسحاق الزجاجی کی تالیف ہے، زجاجی وہی جمل والے زجاجی ہیں جن کی وفات سن ۳۳۹ھ کو طبریہ میں ہوئی اور ایک قول ۳۴۰ھ کا بھی ہے، بہرحال ان کی ایک ضخیم جلد میں متعدد امالی ہیں، جس میں احادیث اسناد کے ساتھ ہیں، صاحب مزہر کہتے ہیں۔

میرے علم کے مطابق اہل لغت کے طریقے سے املاء کروانے والے یہ آخری شخص ہیں۔

۲۳۔ الأمالي: زين الدين عراقي

یہ ابن الصلاح ابوالفضل زین الدین والمحدثین عبدالرحمٰن بن حسین عراقی اثری کی تالیف ہے، عراقی بہت بڑے امام اور حافظ العصر کے لقب سے مشہور تھے، ان کی فن حدیث میں بڑی نادر اور مفید تالیفات ہیں، عراقی کی وفات سن ۸۰۶ھ کو ہوئی، ان کی یہ امالی چار سو سے کچھ اوپر مجالس کے افادات پر مشتمل ہے، عراقی کے شاگرد ابن حجر لکھتے ہیں: علامہ عراقی نے ۷۹۶ھ کو املاء کے اس طریقہ کو زندہ کیا اور مجلس املاء منعقد کی، اس مجلس کے افادات میں سے اکثر حصہ ان کے اپنے حافظے کی بنیاد پر املاء ہوتا تھا، یہ افادات بڑے مرتب نکھرے ہوئے اور نہایت گراں مایہ ہوتے تھے۔

عراقی کے بیٹے ابوزرعہ عراقی کی بھی امالی ہیں جو چھ سو مجالس کے افادات پر مشتمل ہیں، اسی طرح حافظ ابن الصلاح کی بھی امالی کے نام سے کتاب ہے۔

۲۴۔ الأمالي: ابن حجر

یہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی المعروف ابن حجر کی تالیف ہے۔

ابن حجر کی نسبت آل حجر کی وجہ سے ہے، آل حجر ایک قوم ہے جو جرید کے علاقوں میں سے جنوب اخذ میں رہائش پذیر ہوئے تھے ان کی سرزمین قابس ہے، ابن حجر اصل کے اعتبار سے کنانی اور عسقلان کے باشندے ہیں، لیکن یہ خود مصر میں ہی پیدا ہوئے وہیں پلے بڑھے وہیں گھر بنایا اور پھر آخر میں وفات بھی وہیں ہوئی۔

ابن حجر کا فقہی مذہب شافعی تھا۔ ابن حجر مشہور محدث بلکہ مصر اور اس کے قریبی علاقوں میں حفاظ اور محدثین کے سرخیل اور امام تھے، حدیث میں وسعت نظر کی وجہ سے انہیں بیہقی ثانی بھی کہا جاتا ہے، سن ۸۵۲ھ کو فوت ہوئے اور قرافہ صغری کے محلے میں دفن ہوئے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں: ابن حجر پر فن حدیث ختم ہے۔

ایک دوسرے عالم فرماتے ہیں: دنیا بھر میں حدیث کے حوالے سے ابن حجر مرجع کی حیثیت رکھتے تھے، ان کے زمانے میں ان کے علاوہ دوسرا کوئی محدث نہیں تھا، ابن حجر کے قلم سے بے شمار تالیفات وجود میں آئیں اور ایک ہزار سے زیادہ مجالس میں انہوں نے علمی افادات املاء کروائے۔

۲۵، ۲۶۔ابن حجر کی دیگر اَمالی

اس کے علاوہ ابن حجر کی: ''الاذکار ''اور'' الأمالی المخرجة علی مختصر ابن الحاجب الاصلی ''کے نام سے بھی کئی جلدوں پر مشتمل امالی ہیں، جن میں وہ حدیث کے تمام طرق کو اسانید کے ساتھ ذکر کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

۲۷۔الأمالی: حافظ سخاوی

یہ مشہور محدث علامہ سخاوی کی تالیف ہے، سخاوی خود فتح المغیث میں کہتے ہیں: ''میں نے مکہ میں املاء کروائی پھر قاہرہ کے متعدد مقامات پر۔ چنانچہ اب تک ہونے والی مجالس کی تعداد تقریباً چھ سو ہے اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

۲۹۔الأمالی: حافظ سیوطی

یہ علامہ سیوطی کی امالی ہیں جیسا کہ انہوں نے تدریب الراوی میں تذکرہ کیا ہے کہ پہلے اسی مجالس تھیں پھر پچاس دیگر بھی ہوئیں۔ (اس طرح یہ ۱۳۰ مجالس ہوگئیں)

اس کے علاوہ امام غزالی کی تالیف ''الدرة الفاخرة فی کشف علوم الآخرة'' پر بھی علامہ سیوطی کی امالی ہیں۔

۳۰۔الأمالی: ابن قطلوبغا

یہ جلیل القدر فقیہ اور محدث زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی کی امالی ہیں جو مسانید ابی حنفیہ پر ہیں، یہ چند امال کا تذکرہ ہے ورنہ امالی کی کتابیں بے شمار ہیں۔

بڑوں کا چھوٹوں سے روایات لینا:

عام طور سے معمول تو یہی ہے کہ استاد شاگرد سے عمر میں بڑا ہوتا ہے لیکن کبھی اس کے برعکس بھی صورتحال پیش آجاتی ہے، کہ استاذ چھوٹا ہو اور شاگرد بڑا ہو۔ حدیث کے باب میں ایسی صورت کو" روایة الأکابر عن الأصاغر" (یعنی بڑوں کی چھوٹوں سے حاصل کردہ روایات) اور" روایة الآباء عن الأبناء " سے یاد کرتے ہیں، محدثین نے فن حدیث میں دقیقہ سنجی کا ثبوت دیتے ہوئے اس موضوع پر بھی مستقل تالیفات چھوڑی ہیں۔

واضح رہے کہ روایۃالاکابر عن الاصاغر کی خود ابتداء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کیونکہ آپ نے اپنے صحابی حضرت تمیم داری سے جساسہ کا قصہ سنا اور پھر صحابہ کو سنایا، اور جساسہ کے قصے سے مراد وہ قصہ ہے، جو حضرت تمیم داری، نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک بحری سفر سے واپسی پر سنایا تھا، جس میں ان کی دجال اور اس کے خبر رساں سے ملاقات ہوئی، اس خبر رساں کا نام یا لقب جساسہ تھا۔ واضح رہے کہ حضرت تمیم داری کا دجال کو دیکھنا عالم مثال سے تعلق رکھتا ہے۔ واللہ تعالی بالصواب

اس موضوع پر مرتب کی گئی تالیفات میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ کتاب مارواہ الکبار عن الصغار والآباء عن الأبناء

یہ محدث ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن یونس المنجنیقی البغدادی کی تالیف ہے جو وراق کے لقب سے معروف ہیں، یہ بنیادی طور سے اگر چہ بغداد کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں مصر منتقل ہو گئے، حدیث کے باب میں مستند و معتمد محدث ہیں، ان کی وفات سن ۳۰۴ھ کو ہوئی۔

۲۔ روایة الصحابة عن التابعین: خطیب بغدادی

کتاب" روایة الصحابة عن التابعین "اور

۳۔ کتاب روایة الآباء عن الأبناء

یہ دونوں خطیب بغدادی کی تالیفات ہیں۔

۴۔ کتاب روایة الأبناء عن آباء هم

یہ ابونصر عبید اللہ بن سعید سجزی وائلی کی تالیف ہے جس پر بقول ابن کثیر بعد میں بعض متاخرین نے بہت سی اہم اور قیمتی چیزوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔

ابن شاهين اور ابن ابی خيثمه

۵۔ کتاب من روی عن ابيه من الصحابة والتابعين:

یہ ابوحفص بن شاہین کی تالیف ہے۔

اسی طرح ابن ابی خثیمہ کا ''جزء من روی عن أبيه عن جده'' کے نام سے ایک رسالہ ہے، جس میں انہوں نے ان راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے باپ اورانہوں نے دادا سے روایات لی ہوں یعنی وہ روایات جس میں نسلاً بعد نسل محدث ہوں۔

٦۔ کتاب الوشي العلم: علائی:

اس طرح اسی موضوع یعنی باپ دادا کی مرویات پر ایک کتاب ہے جس کا نام **کتاب الوشی العلم فی من روی عن أبيه عن جده عن النبی صلی الله عليه وسلم** ہے۔ اس کے مولف صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی علائی محدث ہیں۔

علائی کی یہ تالیف اس موضوع پر لکھی گئی سب سے جامع کتاب ہے، یہ کتاب ایک بڑی ضخیم جلد پر مشتمل ہے، مصنف نے کتاب کو کئی حصوں میں تقسیم کیا ہر صاحب تعارف جمہ میں اس کی مروی روایات ذکر کی ہیں، ابن حجر نے ان کی اس کتاب کی تلخیص بھی کی ہے، جس میں بہت سے تراجم کا اضافہ بھی کیا ہے۔

آدابِ رعایتؒ اورقوانینِ روایت

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع حدیث کی روایت اور تحصیل میں ملحوظ رکھے جانے والے آداب اور قوانین ہیں کہ کن کن آداب اور اصولوں کی روایت حدیث میں ضرورت ہے، اس موضوع پر درج ذیل کتابیں مشہور ہیں۔

کتب آداب

۱۔ پہلی کتاب:'' الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع۔

یہ خطیب بغدادی کی تالیف ہے۔

۲۔ دوسری کتاب :الکفایۃ فی معرفۃ اصول علم الروایۃ ہے۔

یہ بھی خطیب بغدادی کی ہی تالیف ہے۔

۳۔ تیسری ''کتاب ادب املاء الحدیث'' ہے۔

اس کے مولف ابوسعد بن سمعانی ہیں۔

۴۔ سنن الحدیث :ابو الفضل ھمدانی

اور چوتھی کتاب ''سنن الحدیث'' ہے، جس کے مولف ابوالفضل صالح بن احمد بن محمد بن احمد تمیمی ہمدانی ہیں، جن کا حدیث میں بلند مقام تھا اور نہایت صالح بزرگ تھے۔ شعبان ۳۸۴ھ کوانتقال فرمایا، آپ کی قبر مبارک کے قریب دعا قبول ہوتی ہے۔

عوالی محدثین پر کتابیں

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع بعض محدثین کی عوالی کو جمع کرنا ہے۔

عوالی کی تعریف

عوالی جمع ہے، عالیہ کی، اور محدثین کی اصلاح میں اس سے مراد وہ روایات ہیں جن کی سند اور طریق میں کم سے کم واسطے اور راوی ہوں، یعنی ہوں، یعنی عالی سند، ایسی کتابیں بھی تعداد میں اچھی خاصی ہیں جیسے۔

۱۔عوالی اعمش

جس کے مولف ابوالحجاج یوسف بن خلیل دمشقی ہیں۔

۲۔عوالی عبدالرزاق

یہ ضیاء محمد بن عبدالواحد المقدسی کی تالیف ہے جو چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔

۳۔عوالی سفیان بن عینیه

یہ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ کی تالیف ہے۔

۴۔عوالی مالک ابوعبداللہ حاکم، صاحب مستدرک

۵۔عوالی مالک

یہ ابوالفتح، سلیم بن ایوب بن سلیم رازی کی تالیف ہے، سلیم رازی رے شہر کی نسبت سے رازی کہلاتے ہیں۔ رازی شافعی مذہب میں ماہر اور فقیہ کے درجے پر فائز تھے۔ ۴۴۷ھ کو انتقال کیا، سلیم رازی کی اس کے علاوہ کتاب الترغیب اور کتاب غریب الحدیث وغیرہ بھی ہیں اور ان کے ساتھ سلیم رازی کی احادیث سباعیہ بھی ہیں۔

٦۔عوالی لیث بن سعد۔مولف:ابوالعدل قاسم بن قطلو بغا حنفی

۷۔عوالی البخاری مولف تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی

۸۔عوالیٔ ابی الشیخ ابن حبان

۹۔عوالی الرشید ابی الحسین یحییٰ بن علی العطار

۱۰۔عوالی طبری

عوالی ابوالمحاسن عبدالواحد بن اسماعیل رویانی طبری، جوشافعی مذہب کے پیرو تھے طبری بہت سی شہرہ آفاق کتابوں کے مصنف ہیں۔انہی کا یہ کہنا تھا کہ اگرامام شافعی کی ساری کتابیں خدانخواستہ نذر آتش ہوجائیں تو میں ان کو اپنے حافظے کی بنیاد پر لفظ بلفظ دوبارہ لکھواسکتا ہوں،طبری سن ۵۰۱یا۵۰۲ہجری کوشہید ہوئے۔

۱۱۔عوالی :ابومحمد قرطبی

عوالی ابومحمد عبدالرحمان بن ابوعبداللہ محمد بن عتاب الجزامی،ابوعبداللہ مفتی قرطبہ کے نام سے معروف تھے، یہ کتاب ان کے بیٹے ابومحمد کی عوالی ہے، ابومحمد اندلس کے رہنے والے اور مالکی مذہب کے پیرو تھے۔ان کی وفات ۵۲۰ھ کو ہوئی اوران کے والد ابوعبداللہ کی وفات کا سن ۴۶۲ھ ہے۔

۱۲۔عوالی:ابن سکرہ

یہ ابوعلی حسین بن محمد بن غیرہ بن حیون الصدفی کی عوالی ہیں صدفی ابن سکرہ کے نام سے معروف تھے۔ان کی نسبتوں میں سرقسطی اوراندلسی بھی ہیں،ابن سکرہ بہت ذہین اور بلند پایہ عالم تھے،انہوں نے سن ۵۱۴ھ کو اندلس کی سرحد پر جام شہادت نوش کیا۔

۱۳۔عوالی نجارو ابن طولون

عوالی:محبّ الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود نجار بغدادی جومشہور محدث ہیں۔

۱۴۔الدرر الغوالي في الاحاديث العوالي:

اس کے مولف شمس الدین محمد بن طولون شامی ہیں (ان کی تاریخ وفات آ گے آ رہی ہے) ان کی یہ عوالی دس احادیث پر مشتمل ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ بھی ذخیرۂ احادیث میں عوام کے موضوع پر متعدد کتابیں ہیں۔نمونے کے لیے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

کتبِ تصوف وطریقت

ذخیرۂ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو بنیادی طور پر تصنیفات تو فن تصوف اور طریقت کی ہیں لیکن ان میں احادیث کو کتب حدیث کی طرح اسناد کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جیسے

۱۔ کتاب ادب النفوس: مصنف: ابوبکر الاجری

۲۔ کتاب المجالسة مصنف: الدینوری

۳۔ ادب الصحبه: مصنف: ابوعبدالرحمٰن سلمی

(ان کا تعارف وتذکرہ پیچھے گزر چکا ہے۔)

۴۔ سنن الصوفیه: مصنف: ابوعبدالرحمٰن سلمی

۵۔ تاریخ اهل لصفه: مصنف: ابوعبدالرحمٰن سلمی

۶۔ کتاب الأولیاء: مصنف: ابن ابی الدنیا

۷۔ کرامات الأولیاء: مصنف ابومحمد حسن بن ابوطالب الخلال بغدادی

یہ وہ محدث ہیں جنہوں نے ابوسعید بن اعرابی کی کتاب "المسند علی الصحیحین" کی تخریج بھی ہے۔

کتاب الجلیس: ابو الفرج نهروانی

۸۔ کتاب الجلیس الصالح الکافی والا نیس الناصح الشافی

اس کا دوسرا نام کتاب الاجلیس والانیس بھی ہے، اس کے مولف ابو الفرج معافی بن زکریا نہروانی ہیں جن کی وفات ۳۹۰ھ کو ہوئی اس کتاب میں وہ احادیث کو اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

۹۔ریاضه النفس

اس کے مولف حکیم ترمذی ہیں۔

حکیم ترمذی مشہور محدث زاہد و عابد اور واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی کتابوں کے مولف بھی ہیں جن میں سے ایک کتاب ''ختم الأولياء'' بھی ہے، جس کا تذکرہ شیخ ابن عربی نے اپنی کتاب ''عنقاء مغرب فی معرفة ختم الأولياء و شمس المغرب''میں کیا ہے۔

۱۰۔الرسالۃالقشیریۃ ابوالقاسم قشیری

یہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری کی تالیف ہے۔علامہ قشیری استاذ کے لقب سے معروف تھے،شافعی مذہب کے پیرو تھے،ان کی وفات ۴۶۵ھ کو ہوئی۔

رسالہ قشیریہ کے ہی بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جس گھر میں ہو ان کو کوئی آفت نہ پہنچے گی۔رسالہ قشیریہ اور اس کے مولف کے بارے میں بہت سے محققین نے بڑے بلند کلمات کہے ہیں۔

۱۱۔عوارف المعارف

عوارف المعارف: اس کے مولف شہاب الدین ابوحفص عمر سہروردی ہیں، یہ بھی بنیادی طور سے تصوف کی انتہائی اہم اور ضروری کتاب ہے، البتہ احادیث ذکر کرنے میں اہتمام برتا گیا ہے۔

۱۲۔الفتوحات المکیة

یہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی حاتمی طائی کی تالیف ہے، یہ چند کتب تصوف کا تذکرہ ہے جن کا اکثر حصہ احادیث پر مشتمل ہے، جن میں سے تمام کی تمام احادیث بالا سناد ہیں یا بعض مع الاسناد ہیں، البتہ کچھ احادیث تبعا اور ضمنا ایسی بھی ہیں جو بلا سند ہیں، ایسی روایات متاخرین کی کتابوں میں ہیں، جو سند سے زیادہ سروکار نہیں رکھتے بلکہ

محض حدیث کے کسی درجے میں مشہور اور معروف ہونے پر اکتفاء کر لیتے ہیں۔

۱۳۔ بحر الاسانید: ابو محمد سمرقندی

اور کتب اسانید کی تعداد بھی بے شمار ہے گننے میں نہیں آسکتی، اس موضوع پر سب سے بڑی اور جامع کتاب، بحر الاسانید ہے، جس کے مولف ابو محمد حسن بن احمد بن محمد بن قاسم بن جعفر سمرقندی، متوفی ۴۹۱ھ ہیں۔ یہ بہت زیادہ کثیر الاسفار محدث اور امام ہیں۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: اس کتاب میں انہوں نے ایک لاکھ احادیث اکٹھی کر دی ہیں، اس کی اگر ترتیب وتہذیب ہو جائے تو اسلامی تاریخ کا ایک عدیم النظیر کام ہوگا، یہ آٹھ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد یہاں ہم جتنی کتب حدیث ذکر کریں گے ان میں سے اکثر اسناد سے خالی ہیں۔

کتب اطراف حدیث

بعض وہ کتابیں ہیں جو کتب اطراف کے نام سے معروف ہیں، کتب اطراف سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں کسی حدیث کا ایسا حصہ اور ٹکڑا ذکر کیا جاتا ہے جس سے باقی حدیث تک رسائی ہو جاتی ہے، اس میں اس کی اسناد کو بھی جمع کیا جاتا ہے پھر اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو استعیاب کے طریقے سے یا پھر مخصوص کتابوں کے اندر رہتے ہوئے۔

اطراف صحیحین

جیسے اطراف صحیحین جس کے مولف ابو مسعود ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی ہیں جو مشہور محدث ہیں۔ ۴۰۱ھ میں انتقال ہوا۔

اسی طرح ابو محمد خلف بن محمد بن علی بن حمدون واسطی کی بھی اطراف صحیحین ہے، مذکورہ دونوں حضرات ایک ہی سال فوت ہوئے۔ واسطی کی یہ تالیف ترتیب اور طریقے کے اعتبار سے بہت اچھی ہے اس میں غلطیاں اور اوہام بھی بہت کم ہیں، یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے، البتہ تین میں بھی مل جاتی ہے۔

اطراف کتب خمسہ

کتب خمسہ سے مراد بخاری، مسلم ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ہیں یہ کتاب ابوالعباس احمد بن ثابت بن محمد الطرقی کی تالیف ہے، طرقی طا کے فتح اور را کے سکون کے ساتھ اصبہان کے علاقے میں ایک بستی کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ طرقی کہلاتے ہیں۔

طرقی کا تعلق قبیلہ ازد سے ہونے کی وجہ سے انہیں ازدی بھی کہا جاتا ہے، مشہور محدث ہیں یاقوت حموی نے معجم میں ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن وفات کا ذکر نہیں کیا۔

اطراف ستہ : مقدسی

کتب ستہ سے مراد چھ کتابیں ہیں یعنی پانچ تو وہی پچھلی اور چھٹی ابن ماجہ، یہ ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی کی تالیف ہے۔

لیکن اس میں کئی جگہوں پر مصنف سے فحش غلطیاں ہوئی ہیں۔

اطراف ستہ: مزی

مقدسی کے علاوہ حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن مزی (میم کے نیچے زیراور زا مشدد) نے بھی کتب ستہ کے اطراف پر کتاب لکھی ہے۔ مزی کی نسبت دمشق کے ایک گاؤں مزہ کی وجہ سے ہے، مزی کی پیدائش حلب میں ہوئی لیکن بعد میں دمشق کو اپنا مستقر بنالیا، سن ۷۴۲ھ کو دمشق کے مشہور ادارے ''دارالحدیث الاشرفیہ'' میں وفات پائی اور صوفیا کے قبرستان میں دفن ہوئے، مزی کی اس تالیف میں بھی متعدد اوہام اور غلطیاں ہیں جن کو ابوزرعہ عراقی نے یکجا کیا ہے۔ مزی کی اس کتاب کا علامہ ذہبی نے ایک اختصار بھی لکھا ہے، اسی طرح ابوالمحاسن حافظ شمس الدین محمد بن علی بن حسن بن حمزہ حسینی دمشقی، متوفی ۷۶۵ھ نے بھی کتب ستہ کے اطراف پر کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''**الکشاف فی معرفۃ الاطراف**'' ہے۔

الاشراف : ابن عساکر

الاشراف علی معرفۃ الاطراف، جو سنن اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، اور ابن ماجہ) کے اطراف پر مشتمل ہے، یہ تین جلدوں کی کتاب ہے جس کے مولف ابوالقاسم ابن عساکر ہیں، اس کے بارے میں یہ ملتا ہے کہ مصنف نے اولاً حروف تہجی کی ترتیب پر سنن ثلاثہ کے اطراف لکھے پھر انہیں مقدسی کے اطراف ستہ ملے، انہوں نے ابن ماجہ کا اضافہ کیا تھا، اس کو دیکھا اور پرکھا تو اس میں بہت سی کمیاں نظر آئیں تو اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مصنف نے تین کتابوں کے ساتھ ساتھ چوتھی کتاب یعنی سنن ابن ماجہ

کے بھی اطراف کا اضافہ کر دیا ہے تا کہ یہ کام ناقص اور ادھورا نہ رہ جائے اور صحیحین کے اطراف پر چونکہ پہلے سے پورا کام ہو چکا تھا اس لیے اس کو نہیں لیا۔

الاشراف علی الاطراف : ابن ملقن

الاشراف علی الاطراف اس کے مولف سراج الدین ابو حفص عمر بن نورالدین ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن عبداللہ انصاری ہیں، جو پہلے اندلس کے رہنے والے تھے پھر مصر آئے اور قاہرہ میں آ کر مصری اور قاہری کہلائے۔ان کی شہرت ابن الملقن کے لقب سے ہے، فقہی مذہب شافعی تھا، شرح قاموس میں ملقن کا ضبط ق کے نیچے زیر کے ساتھ محدث کے وزن پر ہے۔ابن ملقن مشہور محدث ہیں۔سن ۸۰۴ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔

اتحاف المهرة:ابن حجر عسقلانی

اتحاف المہرۃ باطراف الکتب العشرۃ کے نام سے علامہ ابن حجر نے حدیث کی دس کتابوں کے اطراف اکٹھے کیے ہیں، وہ دس کتابیں یہ ہیں۔

۱:موطا مالك ۲:مسند شافعی ۳:مسند احمد ٤:مسند دارمی ٥:صحيح ابن خزيمه ٦:منتقى ابن جارود ۷:صحيح ابن حبان ۸:مستدرك حاكم ۹:مستخرج ابی عوانه ۱۰:شرح معانی الاثار ۱۱:سنن دارقطنی

نام میں تو دس کا ذکر ہے لیکن تعداد گیارہ ہو گئی ہے۔ایسا اس لیے ہوا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ کا صرف ایک چوتھائی حصہ ملا تھا، اس لیے اسے کالعدم سمجھا گیا ہے،۔(ملاحظہ ہو لحظ الالحاظ ذیل تذکرۃ الحفاظ) زیر نظر کتاب کا نام مع الضبط یہ ہے:''اتحاف المهرة بالفوائد المتكبرة من اطراف العشرة''،کتاب کی ضخامت آٹھ جلدوں تک پھیلی ہوئی ہے۔

اطراف المسند: حافظ ابن حجر

حافظ ابن حجر کی اس ضخیم کتاب کے علاوہ ''اطراف المسند المعتلی

باطراف المسند الحنبلی'' کے نام سے صرف مسند احمد کی اطراف پر بھی ایک کتاب ہے اور یہ اتحاف والے مجموعے سے الگ کتاب ہے، یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ ضیاء المقدسی کی کتاب ''الاحادیث المتخارۃ'' کی اطراف بھی حافظ صاحب نے ایک جلد میں اکٹھی کی ہیں۔ اسی طرح فردوس دیلمی کی اطراف بھی حافظ ابن حجر ہی کے قلم سے وجود میں آئی ہے۔

اطراف غرائب دار قطني: ابن طاهر

''الغرائب والافراد'' امام دارقطنی کی اطراف کو ابوالفضل بن طاہر نے مرتب کیا ہے، جس میں انہوں نے امام دارقطنی کی کتاب کو حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے، یہ کام ایک جلد پر مشتمل ہے۔

اس فہرست میں ابوالفضل عراقی کی صحیح ابن حبان کی اطراف کا تذکرہ بھی ہے۔

اطراف المسانيد العشرة: شهاب الدين بوصيرى

یہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابوبکر محمد بن اسماعیل بن سلیم بن قیماز بن عثمان بن عمر بن طلحہ الکنانی البوصیری الشافعی کی تالیف ہے، بوصیری بعد میں قاہرہ منتقل ہو گئے تھے۔

سن ٨٤٠ھ کو قاہرہ میں ہی وفات پائی، بوصیری کی اس کتاب میں مندرجہ ذیل دس کتابوں کے اطراف سے تعرض کیا گیا ہے۔

١: مسند ابوداود طيالسى ٢: مسند ابوبكر عبدالله بن زبير حميدى ٣: مسند مسدد بن مسرهد ٤: مسند محمد بن يحيىٰ بن ابو عمر العدنى ٥: مسند اسحاق بن راهويه ٦: مسند ابوبكر بنابى شيبه ٧: مسند احمد بن منيع ٨: مسند حارث بن محمد بن ابى اسامه ١٠: مسند ابو يعلى الموصلى

کتب زوائد

ذخیرۂ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں، جن کا موضوع زوائد کو اکٹھا کرنا ہے، زوائد سے مراد وہ احادیث ہیں جو بعض کتابوں میں ہوں، اور دوسری میں نہ ہوں۔

ا: جیسے زوائد ابن ماجہ جس میں باقی پانچ حضرات (بخاری مسلم، ترمذی ابوداؤد نسائی) کے مقابلے میں زائد احادیث اکٹھی کی گئی ہیں۔

مصباح الزجاجة: بوصيری

اس کے مولف شہاب الدین بوصیری ہیں، کتاب کا نام ''مصباح الزجاجه فی زوائد سنن ابن ماجه'' ہے، یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

فوائد المنتقي

۲:فوائد المنتقی لزوائد البهیقی فی سننه الکبریٰ علی کتب السته یعنی اس میں امام بیہقی کی وہ خاص روایات اکٹھی کی گئی ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں۔

اتحاف السادة

۳:اتحاف السادة المهرة الخيرة بزوائد المسانيد العشرة یعنی کتب ستہ کے مقابلے میں مسانید عشرہ کے زوائد کو اکٹھا کیا گیا ہے، گزشتہ دو کتابوں کی طرح اس کے مولف بھی شہاب الدین بوصیری ہیں، آخری کتاب کا خود مصنف نے اختصار بھی کیا ہے۔

المطالب العلية: ابن حجر

المطالب العليه فی زوائد المسانيد الثمانية یہ حافظ ابن حجر کی تالیف ہے، اس میں درج ذیل آٹھ مسانید کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۱:مسند ابن ابی عمر العدنی ۲:مسند ابوبکر الحمیدی ۳:مسند مسدد ٤:مسند الطیالسی ٥:مسند ابن منیع ٦:مسند ابن ابی شیبه ۷:مسند عبد بن حمید ۸:مسند حارث۔

سخاوی کا کہنا ہے کہ اس میں بعض وہ احادیث بھی ہیں جو مذکورہ مسانید سے زائد ہیں جن کا مصنف (یعنی حافظ ابن حجر) کو (پوری طرح) علم نہیں ہوسکا جیسے اسحاق بن راہویہ، حسن بن سفیان، محمد بن ہشام السدوسی، محمد بن ہارون الرویانی اور ہیثم بن کلیب وغیرہ کی مسانید، اس کے علاوہ حافظ ابن حجر کی ہی کتب ستہ اور مسند احمد کے مقابلے میں مسند بزار کی زوائد پر بھی کتاب ہے، جس کو انہوں نے اپنے شیخ نورالدین ہیثمی کی کتاب مجمع الزوائد کی تلخیص کے طور پر لکھا تھا، اسی طرح فردوس دیلمی کے زوائد بھی حافظ صاحب نے ایک جلد میں اکٹھے کیے ہیں۔

غاية المقصد: نور الدين هيثمي

غایۃ المقصد فی زوائد المسند، مسند سے مراد مسند احمد ہے۔ یہ حافظ نورالدین ابوالحسن علی بن ابوبکر بن سلیمان ہیثمی کی تالیف ہے۔ یہاں ضمناً یہ وضاحت مفید رہے گی کہ احمد بن حجر ہیتمی کی نسبت تا کے ساتھ ہے جب کہ نورالدین ہیثمی ثاء کے ساتھ ہیں۔ ہیتمی کی نسبت مصر کی ایک بستی ھیاتم کی وجہ سے ہے، نورالدین ہیثمی شافعی المسلک تھے اور مصر ہی کے باشندے تھے ان کی وفات ۸۰۷ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔ نورالدین ہیثمی حدیث کے سماع میں ابوالفضل عراقی کے ساتھی ہونے کے ساتھ ساتھ انکے داماد اور شاگرد بھی ہیں، ابوالفضل عراقی ہی نے نورالدین ہیثمی کو زوائد پر کام کرنے کا مشورہ دیا تھا، ان کی یہ کتاب (غایۃ المقصد) دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

علامہ ہیثمی کی دیگر کتب زوائد

اس کے علاوہ علامہ ہیثمی کی درج ذیل کتابیں بھی زوائد پر موجود ہیں۔

۱: **زوائد مسند البزار علی الکتب الستہ** اس کا نام البحر الزخار فی زوائد مسند البزار ہے، یہ ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔

۲: **زوائد ابو یعلی الموصلی علی الکتب الستہ** یہ بھی ایک جلد میں ہے۔

۳: **زوائد المعجم الکبیر** جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

۴: **زوائد المعجم الاوسط والصغیر علی کتب الستہ،** اس کا پورا نام **مجمع البحرین فی زوائد المعجمین** میں ہے، یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس طرح علامہ ہیثمی کی زوائد پر چھوٹی بڑی متفرق چھ کتابیں ہوگئیں، پھر علامہ نے یہ کام کیا کہ ان چھ کتابوں کو ایک کتاب کی شکل دے دی، جس میں روایات کی اسانید کو ہٹا دیا گیا۔

لیکن صحت حسن وضعف اور رواۃ پر جرح وتعدیل کے حوالے سے پورا کلام کیا۔

اس لحاظ سے یہ فن حدیث کی تاریخ میں سب سے زیادہ مفید اور بے مثال کام بن گیا ہے، اس مجموعے کا نام مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ہے جو بڑے سائز کی چھ یا آٹھ جلدوں پر پھیلا ہوا ہے، علامہ سیوطی نے مجمع الزوائد پر بغیۃ الرائد کے نام سے ذیل لکھا لیکن یہ پورا نہ ہوسکا۔

ان کے علاوہ علامہ ہیثمی نے صحیح ابن حبان کے صحیحین کے مقابلے میں زوائد پر **"موارد الظمئان الی زوائد ابن حبان"** اور **"مسند حارث"** پر **"بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث"** کے نام سے کتابیں بھی لکھیں، ہیثمی کے زوائد کی اسی فہرست میں ان کے اس ذیل کا تذکرہ بھی ہے جو انہوں نے ابونعیم اصبہانی کی کتاب **"حلیۃ الاولیاء"** پر لکھا تھا، یہ ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے اور زوائد تمام بھی۔

زوائد : ابن قطلوبغا سیوطی

ان کے علاوہ کتب زوائد میں قاسم بن قطلوبغا حنفی کے سنن دار قطنی پر زوائد اور

امام سیوطی کے بیہقی کی ’’شعب الایمان‘‘ اور حکیم ترمذی کی ’’نوادر الاصول‘‘ پر دو زوائد بھی مشہور ہیں۔ زوائد شعب الایمان ایک جلد پر مشتمل ہے۔

جمع بین الکتب پر کتابیں

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں، جن کا موضوع یہ ہے کہ ان میں دو یا دو سے زیادہ کتب حدیث کو جمع کر دیا گیا ہے جیسے۔

۱:مشارق الانوار: صاغانی

صاغانی کی "جمع بین الصحیحین" جس کا نام" مشارق الانوار النبوية من الاخبار المصطفويه" ہے۔ جس کی متعدد حضرات نے شروحات لکھی ہیں۔ یہ کتاب ہندوستان میں ایک عرصہ تک حدیث کے نصاب میں شامل رہی۔

۲:جمع بین الصحیحین: حمیدی

حمیدی کا نام ابوعبداللہ محمد بن ابونصر فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید بن یصل (یا مفتوح اور صاد مکسور ہے) ازدی ہے۔ حمیدی کی نسبت ان کے اوپر کے سلسلے کے جد اعلیٰ حمید کی نسبت سے ہے، حمیدی اندلس کے شہر قرطبہ سے آگے شرق اندلس میں ایک جزیرے میورق کے باشندے ہونے کی وجہ سے میورقی بھی کہلاتے ہیں۔ حمیدی ظاہری المذہب ہونے کے ساتھ ساتھ ابن حزم کے نمایاں شاگردوں میں شامل ہیں، بغداد میں سن ۴۸۸ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

۳:جمع : ابو عبدالله المری

یہ ابوعبداللہ محمد بن حسین بن احمد بن محمد الانصاری المری کی تالیف ہے۔ مری، مریہ کی نسبت سے ہے۔ مصنف ۵۸۲ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی یہ کتاب بہترین کتاب شمار ہوتی ہے۔ لوگوں نے اس کو ان سے براہِ راست بھی حاصل کیا ہے۔

۴:جمع بین الصحیحین ابن الخراط: اشبیلی

یہ ابو محمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حسین بن سعید بن ابراہیم ازدی اشبیلی کی تالیف ہے۔ اشبیلا، اندلس کا بڑی اہمیت اور شہرت کا حامل شہر ہے، اشبیلی ابن الخراط کے نام سے معروف تھے۔ یہ فقیہ محدث اور حدیث کے ماہر اور رواۃ کے احوال و علل پر گہری نظر کے حامل عالم ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت پارسا متقی اور زاہد شخص تھے، اشبیلی بعد میں بجایہ میں منتقل ہو گئے تھے۔ اشبیلی بہت سی کتابوں کے مولف بھی ہیں، ان کی یہ کتاب دوجلدوں پر مشتمل ہے۔ سن ۵۸۲ھ یا اکاسی ہجری کو بجایہ میں فوت ہوئے۔

۵:التجرید : رزین بن معاویة

اس کا پورا نام "التجرید للصحاح والسنن" ہے، اس کے مولف ابوالحسن رزین بن معاویہ عبدری سرقسطی ہیں، جو مالکی مذہب کے پیرو اور اندلس کے باشندے تھے۔ رزین سالہا سال تک مکہ مکرمہ میں رہے آخر کار وہیں سن ۵۳۵ھ کو فوت ہوئے۔

اس کتاب میں انہوں نے اصولِ ستہ کو جمع کیا ہے یعنی بخاری، مسلم، موطا، سنن، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی (یہاں ابن ماجہ کی جگہ موطا کو ذکر کیا گیا ہے)

۶:جامع الاصول: ابن اثیر الجزری

اسی طرح انہی اصولِ ستہ کو علامہ جزری نے بھی جمع کیا ہے، جزری کا تعارف یہ ہے، ابوالسعادات مجدالدین المبارک بن ابوالکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف ابن اثیر الجزری۔ جزری کی نسبت جزیرہ ابن عمر کی وجہ سے ہے کیونکہ ابن اثیر اسی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ بعد ازاں موصل منتقل ہو گئے اور وہیں سن ۶۰۶ھ کو فوت ہوئے اور اس کے سرحدی علاقوں میں دفن ہوئے۔

ان کی کتاب کا پورا نام "جامع الاصول من احادیث الرسل" ہے، جس کا نہج اور طرز رزین بن معاویہ والی کتاب کا ہی ہے لیکن اس میں اس کے مقابلے میں

بہت سے اضافے بھی ہیں۔ابن اثیر کی یہ کتاب دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ بعد کو ابن الدبیع نے اس کا اختصار بھی کیا ہے، جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

تیسیر الوصول: ابن الدبیع

ابن الدبیع کا نام ابوزید وابوضیاء حافظ العصر وجیہہ الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن عمر شیبانی ہے۔زبید کے رہنے والے تھے اس لیے زبیدی اور یمنی کہلاتے ہیں شافعی المذہب تھے، ابن الدبیع ۸۶۶ھ کو زبید میں پیدا ہوئے اور جمعہ والے دن چاشت کے وقت ۲۶ رجب سن ۹۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

ابن الدبیع کا یہ اختصار بہترین اختصار ہے، جس کا نام ''تیسرا الوصول الی جامع الاصول'' ہے۔

تجرید جامع الاصول: قاضی ہبتہ اللہ

اسی طرح قاضی حماۃ شرف الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بن ابراہیم البارزی الجہنی الحموی الشافعی، متوفی ۷۳۸ھ نے بھی تجرید جامع الاصول من الاحادیث الرسول کے نام سے اس کا اختصار کیا ہے، اسی طرح ہندوستان کے جلیل القدر محدث علامہ محمد طاہر پٹنی صدیقی نے بھی اس کا اختصار کیا ہے۔

تسہیل طریق الوصول: فیروز آبادی

اس کے علاوہ علامہ مجدد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازی (شیراز سرخس کے نواح میں ایک بستی کا نام ہے) فیروز آبادی نے جامع الاصول پر زوائد کو چار جلدوں میں اکٹھا کیا، جس کا نام ''تسہیل طریق الوصول الی الاحادیث الزائدۃ علی جامع الاصول'' ہے۔

علامہ فیروز آبادی لغت کی مشہور کتاب ''القاموس المحیط'' کے مولف ہیں، آٹھویں صدی کے آخر میں فن لغت میں ایک نئی روح پھونکنے والے یہی شخص ہیں۔

انوار المصباح تجھیبی

کتاب ''انوار المصباح فی الجمع بین الکتب الستہ الصحاح'' کے مولف ابوعبداللہ محمد بن عتیق بن علی التجھیبی الغرناطی ہیں، یہ ۶۴۰ھ کے آس پاس فوت ہوئے۔

اسی طرح ایک اور عالم نے "جامع الجوامع السبعۃ" کے نام سے صحیحین، سنن اربعہ اور سنن دارمی کو جمع کیا ہے۔

جامع المسانید: ابن کثیر

جوامع اور فنِّ جمع کی کتابوں میں ایک نمایاں نام ''جامع المسانید والسنن، الہادی لاقوم سنن'' کا ہے، جس کے مؤلف حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر المعروف ابن کثیر قریشی ہیں، جو دمشق کے رہنے والے تھے، فقہ میں شافعی مذہب کے پیرو تھے، ابن کثیر بڑے ماہر بلند پایہ اور مضبوط محدث تھے۔ ان کے اوصاف اور خوبیاں ان کی زندگی میں ہی عالم میں مشہور ہوگئی تھیں۔ علامہ کی وفات سن ۷۷۴ھ کو ہوئی۔ اس کتاب میں انہوں نے اصول ستہ کے علاوہ مسند احمد، ابویعلی، بزار اور معجم کبیر طبرانی کو لیا ہے، یہ بڑی موسوعاتی قسم کی مسند ہے۔

اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ اس میں مؤلف پہلے ہر صحابی کو جس کی روایت ہے ذکر کرتے ہیں پھر اس کے ترجمہ اور تعارف میں ان کتابوں یا دیگر جہاں سے انہیں مل سکے مواد تلاش کر کے لاتے ہیں۔

جامع المسانید: ابن الجوزی

اسی طرح ابوالفرج علامہ ابن الجوزی کی بھی "جامع المسانید بالخص الاسانید'' کے نام سے ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے صحیحین۔ ترمذی اور مسند احمد بن حنبل کو جمع کیا ہے، اور اس سارے مواد کو مسند کی ترتیب دی ہے، جو سات جلدوں

میں سمایا ہے۔

شیخ ابوالعباس احمد بن عبداللہ طبری ثم مکی جو محبّ کے نام سے معروف ہیں، انہوں نے اس کو مرتب کیا ہے۔

جامع المسانيد: خوارزمي

جامع المسانید ہی کے نام سے ابوالموید خوارزمی نے بھی ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ سے منسوب وہ پندرہ مسانید جمع کی ہیں جو امام صاحب کے چاروں شاگردوں اور بعد کے آئمہ کی تخریج سے منقول ہیں، پھر قاسم بن قطلو بغا نے اس کی شرح بھی لکھی ہے، اس کے علاوہ سیوطی وغیرہ نے بھی جامع المسانید کے نام سے کام کیا ہے۔

جمع الغيلانيات: نور الدين هيثمي

یہ حافظ نور الدین ہیثمی کی ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے غیلانیات، خلعیات اور فوائد تمام اور افراد دارقطنی کو ابواب کی ترتیب کے ساتھ دو جلدوں میں جمع کیا ہے۔

میں نے یہ کتاب حافظ سخاوی کے خط سے لکھی ہوئی ایک جلد میں دیکھی ہے جس کو انہوں نے اس کے جامع کے خط سے نقل کیا ہے۔

اس کے آخر میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے، کہ انہوں نے اس کتاب کو انتہائی عجلت کے ساتھ تیرہ دن میں نقل کیا ہے۔

جمع الفوائد: محمد بن سليمان مغربي

اس کتاب کا پورا نام ''جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد'' ہے۔

یہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن سلیمان مغربی رودانی کی تصنیف ہے ''جو صلة الخلف

بمو صول السلف'' کے بھی مؤلف ہیں، ان کی وفات سن ۱۰۹۴ھ کو ہوئی اور شام کے دارالخلافۃ دمشق میں جبل قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

ان کی یہ کتاب صحیحین ، موطا، سنن اربعہ (ترمذی ، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ)مسند دارمی، مسند احمد، مسند ابویعلی، مسند بزار اورطبرانی کی تینوں معاجم (معجم کبیر،صغیراوراوسط)پر مشتمل ہے۔

کتب حدیث کا انتخاب

ذخیرۂ حدیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو بڑی کتب حدیث کے عمومی یا کسی خاص موضوع کے حوالے سے انتخاب اور چھانٹ کی حیثیت رکھتی ہیں، ایسی منتخب اور چیدہ کتابوں کی تعداد بھی کم نہیں، بطور نمونہ چند ملاحظہ ہوں۔

ا: التجرید: شهاب الدین حنفی

"التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح": اس کے مؤلف شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عبدالطیف شرجی زبیدی، متوفی ۸۹۳ھ ہیں، جو حنفی فقیہ تھے۔

۲:"مصباح السنة": بغوی "مشکوۃ المصابیح" :خطیب تبریزی

"مصباح السنۃ" ابومحمد البغوی کی تالیف ہے، جس میں انہوں نے صحاح اورحسان کے دو درجات کے اعتبار سے تقسیم کی تھی۔ صحاح سے مراد وہ احادیث ہیں جو صحیحین سے لی گئی ہیں اور حسان سے مراد وہ روایات ہیں جن کو سنن اربعہ اور دارمی وغیرہ نے اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ امام بغوی کی اپنی ذاتی اصطلاح ہے۔

اس مجموعے میں امام بغوی نے نہ تو ہر حدیث کا حوالہ دیا تھا کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے اور نہ ہی اس صحابی کا نام ذکر کیا تھا، جس سے روایت نقل ہو رہی ہے، چنانچہ یہ تعیین والا کام بقیۃ الاولیاء قطب العلماء امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی نے کیا، تبریز، تا کے نیچے زیر کے ساتھ آذربائیجان کے ایک بڑے شہر کا نام ہے جیسا کہ سمعانی نے اسکا تذکرہ کیا ہے، لیکن عام شہرت تا کے اوپر زبر کے ساتھ ہے، یعنی تبریز کی بجائے تبریز خطیب تبریزی نے ایڈیٹنگ کا یہ کام مشکوۃ المصابیح کے نام

سے کیا جس کی تالیف سے ان کی فراغت سن ۷۳۷ھ کو عمل میں آئی۔

خطیب تبریزی نے پھر اس میں صرف یہ تعین ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک تیسری فصل کا اضافہ بھی کیا، امام بغوی کی مصباح السنہ ہو یا اس کی جدید شکل مشکوۃ المصابیح دونوں پر ہی اہل علم نے بہت سی شروحات وحواشی لکھے ہیں۔

۳: کتاب الاحکام الشرعیۃ: ابن الخراط

''کتاب الاحکام الشرعیہ الکبری'' یہ ابو محمد عبد الحق بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ الازدی اشبیلی کی تالیف ہے۔ (جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے) اشبیلی ابن الخراط کے نام سے معروف تھے۔ ابن الخراط نے اس کا انتخاب بہت سی کتب حدیث سے کیا ہے، مشہور ناقد محدث ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الملک الحمیری الکنانی، متوفی ۶۲۸ھ، جو ابن القطان کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی کتاب ''بیان الوھم والا یھام الواقعین فی کتاب الاحکام'' اسی کتاب پر نقد وتبصرہ ہے۔

ابن القطان کی اس کتاب کے بارے میں علامہ ذہبی کا کہنا یہ ہے کہ یہ کتاب مصنف کے حافظے اور دقت فہم کی دلیل ہے لیکن رجال کے معاملے میں انہوں نے زیادہ تشدد سے کام لیا ہے حتی کہ انصاف کا دامن چھوڑتے ہوئے ہشام بن عروہ جیسے جلیل القدر رواۃ کو بھی ضعیف بنا دیا ہے۔ چنانچہ ان کے ایک شاگرد جو خود بھی ماہر اور نقاد محدث ہیں، یعنی ابو عبد اللہ محمد بن الامام یحییٰ بن مواق نے اپنی ایک کتاب: ''الماخذ الحفال السامیۃ'' میں ان (ابن قطان) کا ایسا عمدہ تعقب کیا ہے، جس سے شیخ قصار کے بقول ان کی استعداد وذہانت اور نقد وگرفت میں مہارت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ وہ ابھی اس کتاب کا کچھ ابتدائی امبیضہ ہی تیار کر پائے تھے کہ موت نے آن لیا، چنانچہ یہ کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ لیکن ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن محمد بن عمر بن رشید سبتی فہری مالکی نے اس کی تکمیل وتبیض کا بیڑہ اٹھایا اور چھ جلدوں میں اس کا

تکمیلہ لکھا۔ یہ سن ۷۲۲ھ کو فوت ہوئے۔

واضح رہے کہ یہ ابن المواق اور شارح خلیل محمد بن یوسف المواق دو علیحدہ علیحدہ حضرات ہیں، البتہ کبھی وہم سے ان کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔

اور علامہ عبدالحق کی رفعت ومنزلت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، محدثین جرح و تعدیل کے باب میں حافظ ابن حجر ہی کی طرح ان کی طرف سے کسی راوی کی تعریف اور اس کے متعلق ان کی رائے اور فیصلے پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔

باقی رہے فقہاء جیسے ابن عرفہ، خلیل، ابن مرزوق اور ابن ہلال وغیرہ انہوں نے بلا کسی اختلاف ان پر اعتماد کیا ہے بلکہ ان کا کسی حدیث پر سکوت کرنا بھی ان کے ہاں قابلِ اعتماد اور معنی خیز ہے کیونکہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر کی طرف صرف صحیح یا حسن درجے کی حدیث پر سکوت کرتے ہیں۔

علامہ عبدالحق کی اس کے علاوہ ایک کتاب الاحکام الوسطی بھی ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے شفاء السقام کے مطابق آج کل یہی کبریٰ کے نام سے معروف ہے۔

اس کتاب کے خطبے اور ابتدائیے میں مصنف نے کہا ہے کہ حدیث پر سکوت کرنا ہمارے علم کے مطابق حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔

شیخ عبدالحق کی اس کے علاوہ الاحکام الصغری کے نام سے تیسری بھی کتاب ہے، جس میں لوازم شرع، احکام، حلال وحرام، ترغیب وترہیب اور ثواب وعتاب کا بیان ہے۔

علامہ نے اس کا آئمہ حدیث وعلم کی کتابوں سے انتخاب کیا ہے جیسے موطا اور صحاح ستہ اس کے علاوہ دیگر کتب سے بھی احادیث لی گئی ہیں، یہ ایک جلد پر مشتمل ہے اس کے مقدمے میں مصنف لکھتے ہیں۔

اس میں ان صحیح الاسناد اور معروف عندالنقاد روایات کو لیا گیا ہے جن کو بڑے

بڑے علماء نقل کرتے اور ہاتھوں ہاتھ لیتے آئے ہیں، علامہ کی اس کتاب پر عمدہ شفاء بردہ مختصر ابن حاجب اور مختصر خلیل کے متعدد مقامات کے شارح ابو عبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابوبکر بن مرزوق الخطیب التلمسانی کی بھی شرح ہے۔ تلمسانی سن ۷۸۱ھ کو مصر میں فوت ہوئے اور ابن القاسم اور الشہب کے درمیان دفن ہوئے۔ (بحوالہ علامہ ذہبی بروایت ابن الابار)

ان تین کتابوں کے علاوہ متعدد اور کتابیں بھی شیخ عبدالحق کی تصانیف کا حصہ ہیں، مثلاً:

۱: الجمع بین الصحیحین۔

۲: الجمع بین الکتب السنۃ، یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

۳: کتاب الرقائق اور دیگر کتابیں۔

۴: عمدۃ الاحکام: مقدسی

عمدۃ الاحکام عن سید الانام: دو حصوں میں تقی الدین ابومحمد عبدالغنی بن عبدالوحد بن علی بن سرور المقدسی کی تالیف ہے جو حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

مقدسی کی یہ کتاب بڑی جلیل القدر ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو محدث جلیل شیخ ابن دقیق العید، ابن مرزوق الخطیب، سراج الدین ابن ملقن شافعی اور مجد الدین فیروز آبادی جیسے فحول کی توجہ اور شرح آرائی کا مرکز رہی ہے۔ سب نے اس کی شرح کی ہے۔

ابن الخطیب نے تو پانچ جلدوں میں اس کی شرح لکھی ہے۔ ان کی اس کے علاوہ چھ اجزاء پر مشتمل کتاب ''الاحکام'' بھی ہے۔

۵: الالمام باحادیث الاحکام: ابن دقیق العید

یہ کتاب ابن دقیق العید کی ہی کتاب ''**الامام فی احادیث الاحکام**'' کا اختصار ہے، جو مؤلف کے اپنے قلم سے ہی وجود میں آئی ہے۔ ابن دقیق العید کا نام تقی

الدین ابوالفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع المعروف ابن دقیق العید ہے۔

ابن دقیق العید شافعی مذہب کے پیرو تھے۔ صفر ۷۰۶ھ کو انتقال فرمایا، اس کتاب میں انہوں نے احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث کو جمع کیا ہے، ابنِ دقیق نے بعد میں اپنی اس مختصر کے کچھ حصے کی خود ہی بڑی عظیم الشان شرح لکھی جس کا نام الامام فی شرح الالمام، ہے۔ علامہ ذہبی کے بقول اگر یہ شرح پوری ہو جاتی تو پندرہ جلدوں تک پہنچ جاتی۔ ابن دقیق کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اس کتاب کی شروحات لکھی ہیں۔

۶:المنتقی: ابن تیمیہ (گمراہ)

''المتقی فی الاحکام'':اس کے مولف مجد الدین عبدالسلام بن عبداللہ بن ابوالقاسم بن تیمیہ حرانی ہیں جو ابوالعباس ابن تیمیہ کے پردادا ہیں۔ یہ وہی کتاب ہے جس کی شوکانی نے شرح لکھی ہے (جیسا کہ آگے آرہا ہے)

۷:بلوغ المرام: ابن حجر

بلوغ المرام من احادیث الاحکام ، یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے جو متعدد شراح کی مشق کا میدان رہی ہے۔

۸:الترغیب والترهیب: منذری

یہ مشہور محدث زکی الدین ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد منذری کی تالیف ہے، منذری پہلے شام کے رہنے والے تھے بعد میں مصر میں منتقل ہو گئے۔

ان کا سن وفات وہی مشہور سال ہے۔ جس میں تاتاریوں کا فتنہ پیش آیا یعنی ۶۵۶ھ۔

ترغیب وترہیب درمیانے سائز کی دو جلدوں پر مشتمل ہے، حافظ ابن حجر نے اس کی تلخیص بھی کی ہے۔

اس کے علاوہ ترغیب وترہیب پر برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن محمود دمشقی جوناجی کے نام سے مشہور ہیں ان کی ایک تعلیق بھی ہے، علامہ ناجی شافعی المسلک تھے، سن ۹۰۰ھ کوانتقال فرمایا۔

اس کے علاوہ فاضل فیومی کی اس پر ایک شرح بھی ہے جو فاس میں جامع القروین کے کتب خانے میں موجود ہے۔

شرح ترغیب: علامہ حیات سندھی

ایک دوسری شرح علامہ محمد حیات بن ابراہیم سندھی کی بھی ہے۔ علامہ موصوف سندھ میں پیدا ہوئے، پھر مدینہ منورہ منتقل ہوگئے، مدینہ منورہ میں سنت نبوی کی خدمت میں ان کا نمایاں نام ہے، فروعات میں حنفی مذہب کے پیرو تھے، ۱۱۶۳ھ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے، ان کی یہ کتاب دوضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

۹: الفائق فی الکلام الرائق: ابن غنائم

یہ جمال الدین عبداللہ بن علی بن محمد بن سلیمان بن حمائل کی تالیف ہے جو ابن غنائم کے نام سے معروف تھے۔ علامہ ابن غنائم کی وفات ۷۴۴ھ کو ہوئی اور یہ جواں مرگ لوگوں میں سے ہیں یعنی جو قلیل عمر میں ہی فوت ہوگئے اس کتاب میں انہوں نے اپنی مسموعات اور نبی علیہ السلام سے مرویات کے دس ہزار ایسے کلمات اکٹھے کیے ہیں جن کا تعلق آداب، حکمتوں، وصیتوں، امثال اور مواعظ سے ہے، اور اس میں انہوں نے ترتیب وہی اپنائی ہے، جو شہاب کی ہے یعنی روایات اسناد سے خالی ہیں اور حروف تہجی کی ترتیب ہے، یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔

۱۰: الفائق فی اللفظ الرائق: ابن غانم

الفائق ہی کے نام سے تھوڑی سے تغیر کے ساتھ اسی نہج پر ایک اور بھی کتاب ہے جس کا نام ''الفائق فی اللفظ الرائق'' ہے اس کے مصنف قاضی ابوالقاسم عبدالمحسن

بن عثمان بن غانم تینیسی ہیں، انہوں نے بھی اس میں الفاظ نبوی سے ایک ہزار ایسے کلمات اکٹھے کیے ہیں جن کا تعلق حکم امثال اور مواعظ سے ہے، ان میں سے ہر کلمہ معنی سے بھرپور اور لفظی اعتبار سے کامل ہے، اس میں بھی روایات کی اسناد نہیں، یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

۱۱: النجم: ابو العباس اندليسي

النجم من كلام سيد العرب و العجم، یہ ابو العباس احمد بن معد بن عیسی بن وکیل تجیسنی اندلسی اقلیشی، متوفی ۵۵۰ھ کی تالیف ہے، جس کو انہوں نے دس ابواب پر مرتب کیا ہے، دسواں باب حضور اقدس ﷺ سے ماثور و مسنون دعاؤں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان کی یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔

امام عفیف الدین ابو سعد سعید بن محمد بن مسعود الکازرونی نے اس کی شرح بھی لکھی ہے، کازرون فارس میں ایک شہر کا نام ہے، اس کی طرف بہت سے علماء منسوب ہیں۔

۱۲: نشر الدرر في أحاديث خير البشر

اس کتاب کے مؤلف کے متعلق دو رائے ہیں: ایک یہ کہ یہ تقی الدین عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی کی تالیف ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ یہ کسی اور صاحب کی تصنیف ہے، بہر کیف مصنف جو بھی ہو اس میں ترتیب تالیف یہ ہے کہ مؤلف نے پہلے وہ احادیث لکھی ہیں، جو شیخین (بخاری و مسلم) کے درمیان مشترک ہیں پھر سننِ اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) کی روایات لی ہیں۔ ہر حدیث کے شروع میں اس کے صحابی کا نام بھی لکھا ہے اور ابن الاثیر کی نہایہ سے الفاظ کے معنی بھی ذکر کیے ہیں۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے، جس میں روایات کی اسناد بھی نہیں، اس کی روایات احکام، مواعظ و آداب سے متعلق ہیں، ترتیب حروف تہجی کی ہے، علامہ بدر الدین زرکشی نے بھی اس طرح کی ایک کتاب لکھی ہے، اور اس کتاب کے مولف تقی الدین مقدسی کی ''**نزهة السامعين من اخبار سيد المرسلين**'' کے نام سے ایک اور کتاب بھی ہے۔

۱۳:سیوطی کی جوامع ثلاثہ

احادیث کے اسی انتخابی اور چناؤ کے سلسلے کی کتابوں میں سیوطی کی تین جوامع کا ذکر بھی ضروری ہے تینوں کی تفصیل یہ ہے۔

۱۴:جامع صغیر

اس میں بقول کسی کے دس ہزار نو سو چونتیس (۱۰،۹۳۴) احادیث نبویہ کو اکٹھا کر دیا گیا ہے لیکن دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ یہ کام نہیں ہوا۔ ویسے بھی امام سیوطی اس کتاب کو پورا کرنے سے قبل ہی فوت ہو گئے تھے۔ اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے، البتہ جامع کبیر کی دوسری قسم اس سے مستثنیٰ ہے، جو قسم الافعال ہے؛ کیونکہ وہ مسانید کی ترتیب سے ہے کہ ہر حدیث کے آخر میں اس کو نقل کرنے والے محدث و امام کا نام اور جس صحابی سے روایت ہے اس کا نام ذکر کیا ہے۔

۱۵:کنز العمّال: شیخ علی متقی

سیوطی کی ان تینوں جوامع کو شیخ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہے، شیخ علی متقی بنیادی طور سے ہندوستان کے باشندے ہیں جو بعد میں مدینہ منورہ منتقل ہو گئے، چنانچہ مدنی کی نسبت اس وجہ سے ہے، تصوف کی نسبتوں میں قادری شاذلی اور چشتی کی نسبت رکھتے ہیں۔ سن ۹۷۵ھ کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

۱۶:فتح البصیر : ابوالعلاء الفاسی

امام سیوطی کی جامع صغیر پر کام کرنے والوں میں ابوالعلاء مولانا ادریس بن محمد بن ادریس عراقی بھی ہیں، جو نسبت کے اعتبار سے حسینی سادات میں سے ہیں اور فارس کے رہنے والے تھے۔ ابوالعلاء مغربی علاقوں میں حدیث کے ساتھ انتہائی شغف رکھنے والے آخری لوگوں میں سے تھے۔ انہوں نے ”فتح لبصیر فی التعریف بالرجال

المخرج لهم فی الجامع الکبیر'' کے نام سے کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے ان آئمہ حدیث کا تعارف کروایا ہے جن سے کتاب یعنی جامع کبیر میں روایات لی گئی ہیں، علامہ ابوالعلاء کی اس کے علاوہ ایک اور کتاب بھی ہے جس میں جامع کبیر کی احادیث پر صحیح وحسن وغیرہ کے حوالے سے بات کی ہے، اس کا نام: ''الدرر اللوامع فی الکلام علی احادیث جمع الجوامع'' ہے لیکن یہ کتاب پوری نہ ہوسکی۔ جمع الجوامع کے علاوہ علامہ سیوطی کی ''درر البحار فی الاحادیث القصار'' کے نام سے ایک اور کتاب بھی ہے۔

۱۷: الدرر: زین الدین ازهری

اسی طرح دُرَرہی کے نام سے زین الدین عبدالغنی بن محمد بن عمر ازہری نے بھی ایک کتاب لکھی جس کا پورا نام: ''الدرر فی حدیث سید البشر'' ہے۔

علامہ زین الدین شافعی مسلک کے پیروکار تھے یہ کتاب ان کے پاس مجالس میں پڑھی گئی جن میں سے آخری مجلس رجب سن ۸۸۲ھ کو ہوئی۔ انہوں نے اس کو حروف تہجی ہی کی بنا پر ترتیب دیا ہے لیکن سیوطی کی طرح احادیث بیان کرنے والے ائمہ کی طرف محض اشارہ نہیں بلکہ تصریحا ان کا ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ علامہ احمد ضیاء الدین حنفی نے رموز الاحادیث کے نام سے کتاب لکھی جو حروف تہجی ہی کی ترتیب پر ہے، لیکن سیوطی کی طرح مخرجین کے ناموں کی طرف اشارے پر اکتفا کیا ہے۔

۱۸: کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق: عبدالرؤف مُناوی

اس کتاب میں دس کراسوں میں دس ہزار احادیث ہیں ہر کراسے میں ایک ہزار اور ہر ورقے میں سو، اور ہر صفحے پر پچاس اور ہر سطر میں دو حدیثیں۔

اس کے مؤلف شیخ محمد المعروف عبدالروف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین حدادی قاہری ہیں جو مُناوی کے نام سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں اور مُناوِی

(کشف الظنون کے مطابق میم کے ضمہ کے ساتھ) مصر کے ایک شہر ''منیۃ ابی الخطیب''
کی طرف منسوب ہے۔

مناوی کا فقہی مسلک شافعی تھا۔ سن ۹۵۲ھ کو پیدا ہوئے اور صحیح تحقیق کے مطابق
تیئس صفر بروز جمعرات سن ۱۰۳۱ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے، علامہ مناوی نے بھی اپنی
اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا ہے لیکن روایات میں صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

مناوی کی یہ کتاب ضعیف اور موضوع احادیث سے بھری پڑی ہے۔ اس کے فنی
اشارات اور رموز میں کچھ ایسی تحریفات اور تغیرات ہیں، جن کے بارے میں ظنِّ غالب
یہ ہے کہ وہ بعد کے ناقلین کی ہوشیاریاں ہے۔

علامہ مناوی کی اس کے علاوہ ''الجامع الازهر من حديث النبى الانور''
کے نام سے تین جلدوں میں یہ ایک کتاب ہے، جو دو جلدوں میں بھی ملتی ہے۔ اس کی
ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے: ''الحمد لله الذى جعل بحر السنة لاساحل له
ولا قرار''۔

۱۹: الاتحافات السنيه

اس کے علاوہ احادیثِ قدسیہ کے موضوع پر خاص طور پر ''الاتحافات
السنيه بالا احاديث القدسية'' کے نام سے بھی ایک کتاب ہے، جس کے متعلق
پیچھے وضاحت آ چکی ہے۔

تخریج احادیث کی کتابیں

ذخیرۂ حدیث میں ان کتابوں کی بھی خاص اہمیت ہے جن کا موضوع ومقصد ایسی احادیث کی تخریج وتحقیق ہے جو حضرات مصنفین کی مختلف قسم کی کتابوں میں ملتی ہیں، وہ مصنفین خواہ اہل عقائد سے تعلق رکھتے ہوں یا مفسرین ومحدثین کے طبقے سے چاہے اصولی ہوں یا فقہاء وصوفی اور لغوی بہر حال وہ تمام کتابیں جن میں احادیث ضمناً آ جاتی ہیں لیکن باحوالہ نہیں ہوتیں ہمارے پیش نظر کتابیں ان احادیث کی تخریج اور حوالجات کی تحقیق سے متعلق ہیں۔

ایسی کتابوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ،ان میں سے اہم اہم کتابوں کا ذکر ضبطِ تحریر ہے۔

۱:فرائدالقلائد: ملا علي قاري

یہ ملا علی قاری کی کتاب ہے، جس میں انہوں نے علامہ نسفی کی کتاب ''شرح عقائد'' میں آنے والی احادیث کی تخریج کی ہے۔

۲:تخريج أحاديث الكشاف: جمال الدين زيلعي

یہ حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی کی تالیف ہے، ۔زیلعی کا نام ونسب یہی ہے، جو ہم نے ذکر کیا ہے۔سیوطی نے ''حسن المحاضرة'' میں اور دیگر محققین نے اپنی تحقیقات میں یہی لکھا ہے۔

بعض حضرات نے ان کا نسب یوسف بن محمد الزیلعی کے بجائے یوسف بن عبداللہ الزیلعی قرار دیا ہے۔ بہر حال زیلعی کی نسبت صومالیہ کے ساحل سمندر پر ایک بندرگاہ زیلع کی وجہ سے ہے، ۔زیلعی فقہی مذہب کے اعتبار سے حنفی تھے۔سن ۷۶۲ھ کو

قاہرہ میں فوت ہوئے۔

اس کتاب میں انہوں نے مرفوع احادیث کی تخریج بالاستعیاب کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کے طُرُق بیان کرنے اور مخارج کو ذکر کرنے میں خاصی تفصیل اور وضاحت سے کام لیا ہے جیسا کہ ہدایہ کی تخریج میں ان کا طرزِ عمل ہے۔

زیلعی اور عراقی کا علمی تعاون

لیکن زیلعی نے بہت سی ان مرفوع احادیث کی تخریج نہیں کی، جنہیں علامہ زمخشری اشارۃ ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ زیلعی نے موقوف آثار سے بھی تعرض نہیں کیا، زیلعی اور زین الدین عراقی اپنی تخریج کی کتابوں میں کتب حدیث کا مطالعہ کرنے کے دوران ایک دوسرے کے ساتھی اور رفیق کار تھے۔

ایک طرف عراقی، احیاء العلوم اور ترمذی کے ہر باب میں اشارہ کردہ احادیث کی تخریج کرتے تھے اور دوسری طرف زیلعی ہدایہ اور کشاف کی تخریج میں مصروف رہتے تھے۔ اس دوران دونوں ایک دوسرے سے تعاون کرتے تھے۔

زیلعی نام کی دو شخصیات

واضح رہے کہ زیلعی نسبت کی خود حنفیہ میں دو شخصیات ہیں: ایک یہی جمال الدین زیلعی، جو صاحب نصب الرایہ ہیں۔ دوسرے فخر الدین عثمان بن علی بن محمد الزیلعی، متوفی ۷۴۳ھ جو "تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" کے مصنف ہیں۔ عام طور پر انہیں ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔

۳: الكافي الشاف: ابن حجر

کشاف کی ایک تخریج علامہ ابن حجر کی بھی ہے، جس کا نام: "الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف" ہے۔ یہ بنیادی طور پر علامہ زیلعی کی تخریج کی تلخیص ہے لیکن حافظ صاحب نے اس میں ان مرفوع احادیث کی تخریج کا بھی اضافہ

کیا ہے، جنہیں زمخشری بطور اشارہ ذکر کرتے ہیں، اور ان موقوف احادیث کی بھی تخریج کی ہے جو زیلعی نے یا تو عمداً چھوڑ دی تھیں یا ان سے سہواً رہ گئی تھیں۔

۴: تخریج البیضاوی: مناوی / ترکمانی

أحادیث تفسیر البیضاوی: مصنف: شیخ عبدالروف لمناوی۔

۵: تحفة الراوی فی تخریج أحادیث البیضاوی

یہ شیخ محمد ہمات زادہ بن حسن ہمات زادہ کی تالیف ہے۔

حنفی ترکمانی، جو بنیادی طور سے ترکمانی بعد میں قسطنطنیہ میں سکونت کی وجہ سے قسطنطینی بھی کہلاتے ہیں۔ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز ہیں۔ ۱۱۷۵ھ کو انتقال ہوا۔ ان کی اس تخریج کا نام: ''تحفة الراوی فی تخریج أحادیث البیضاوی'' ہے۔

۶: احادیث تفسیر ابو للیث سمر قندی

یہ تخریج زین الدین القاسم بن قطلو بغا جمالی حنفی کی تالیف ہے۔

۷: الحاوی فی آثار الطحاوی

اس کا نام'' الحاوی فی بیان آثار الطحاوی'' ہے۔ اس کتاب میں طحاوی کی ہر ایک حدیث کو حدیث کی مشہور کتابوں، مثلاً: صحاح ستہ وغیرہ کے حوالے سے تخریج کیا ہے اور صحیح حسن اور ضعیف کی وضاحت بھی کی ہے۔

۸: تخریجات ابن حجر

یہ امام نووی کی دو کتابیں: ''الاذکار'' اور ''الأربعین'' کی احادیث کی تخریج ہے، جو حافظ ابن حجر کی تالیف ہے۔ ان میں اذکار کی تخریج حافظ صاحب مکمل نہ کر سکے۔ چنانچہ بعد میں ان کے شاگرد سخاوی نے اسے پورا کیا۔ اس کے علاوہ مصابیح السنة اور مشکوة کی احادیث کی بھی حافظ صاحب نے ''هداية الرواة الى تخريج أحاديث

المصابیح و المشکوۃ'' کے نام سے تخریج کی ہے۔

۹:المناھج: صدر الدین مناوی

ابن حجر کے علاوہ قاضی القضاۃ صدر الدین ابوالمعالی محمد بن ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن سامی مناوی نے بھی ''المناھج و التناقیح'' کے نام سے مصابیح کی احادیث کی تخریج کی ہے۔ مناوی پہلے منا کے باشندے تھے پھر قاہرہ منتقل ہو گئے۔ مذہب شافعی تھا۔ سن ۸۰۳ھ کو نہرِ فرات میں ڈوبنے سے وفات ہوئی۔

الشفاء کی تخریجات

۱۰:مناھل الصفافی تخریج احادیث الشفاء مصنف: سیوطی

۱۱:احادیث الشفاء: مصنف قاسم بن قطلوبغا

۱۲:موارد اھل السد ادو الوفافی تکمیل مناھل الصفاء

اس کے مصنف ابوالعلاء ادریس بن محمد الحسینی العراقی الفاسی ہیں

الشہاب للقضاعی کی تخریجات

۱۳:احادیث الشھاب للقضاعی ابو العلاء العراقی

۱۴:احادیث الشھاب للقضاعی،

رسالہ مستطرفہ کے مولف (یعنی خود علامہ عبدالحی لکھنوی) کا یہ کام ابھی پورا نہیں ہوا، اللہ اپنے فضل سے آسانی فرمادے۔

المنھاج فی الاصول کی تخریجات

یہ قاضی بیضاوی کی اصول فقہ پر جلیل القدر کتاب ہے، اس کی احادیث کی بھی متعدد تخریجات ہیں جیسے۔

۱۵:احادیث منھاج: تاج الدین السبکی

۱۶:تحفۃالمحتاج الی أحادیث المنھاج: ابن ملقن

اس کے آخر میں علامہ نے ایک مختصر فصل کا اضافہ بھی کیا ہے، جس میں ان اسماء و الفاظ اور لغات کو ذکر کیا ہے، جن کا تلفظ وضبط فقیہ محض کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔

۱۷:احادیث:المنهاج ابو الفضل، زین الدین عراقی

المختصر الکبیر فی الأصول لابن حاجب کی تخریج

۱۸، ۱۹، ۲۰:: علامہ ابن حاجب کی اصول فقہ کے موضوع پر کتاب ہے اس کی احادیث کی تین آدمیوں نے تخریج کی ہے۔۱:ابن حجر ۲:ابن ملقن ۳: شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالہادی بن عبدالحمید بن عبدالہادی مقدسی حنبلی، جو مشہور اور ذہین و فطین محدث تھے اور سن ۷۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

ہدایہ کی تخریجات

ہدایہ فقہ حنفی کی جلیل القدر کتاب ہے؛ اسی لیے اس کی تخریجات کا بھی اسی انداز سے اہتمام ہوا۔

۲۱:نصب الرایه: زیلعی

اس کی سب سے جلیل القدر اور مشہور تخریج نصب الرایہ ہے جو علامہ جمال الدین زیلعی کی تالیف ہے۔ یہ بہت مفید تخریج ہے، بعد میں آنے والے ہدایہ کے شراح نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔

بلکہ حافظ ابن حجر نے اپنی کتب تخریج میں بھی اس سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے علامہ زیلعی کی یہ کتاب علم حدیث اور اسماء الرجال میں ان کے تبحر علمی اور فروع حدیث میں کمال کی وسعت نظری کی دلیل ہے۔

۲۲:الدرایه: ابن حجر

علامہ ابن حجر نے بھی "الدرایة فی منتخب تخریج احادیث الهدایه" کے نام سے ہدایہ کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

۲۳:العنایه: عبدالقادر القرشی

اس کے علاوہ مصر کے رہنے والے جلیل القدر حنفی عالم علامہ محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم القرشی، متوفی ۷۷۵ھ نے ''العنایه فی تخریج احادیث الهدایه'' کے نام سے ہدایہ کی احادیث مبارکہ کی تخریج کا کام سر انجام دیا ہے۔ علامہ عبدالقادر القرشی کی اس کے فقہائے احناف کے طبقات وتراجم پر بھی ''الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة'' کے نام سے ایک مشہور کتاب ہے۔

۲۴:الکفایه

اسی طرح علاء الدین علی بن عثمان ماردینی نے بھی "الکفایه فی معرفة الحادیث الهدایه" کے نام سے دوجلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے۔

تخریج مختار: ابن قطلو بغا

''مختار'' فقہ حنفی کی اہم کتاب ہے۔ یہ فقہ حنفی کے مشہور متون اربعہ میں سے ایک متن ہے۔ اس کے مصنف ابوالفضل امجد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی، متوفی ۶۸۳ھ ہیں۔ ماتن نے اپنے متن پر پھر خود ہی ''الاختیار'' کے نام سے شرح بھی لکھی ہے، جس کا نام ''الاختیار لتعلیل المختار'' ہے۔

۲۵: اس میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج قاسم بن قطلو بغا نے کی ہے۔

تخریج قدوری

مختصر القدوری فقہ حنفی کا اہم اور اولین متن ہے، جس کے مصنف ابوالحسین احمد بن محمد قدوری ہیں۔ یہ فقہ حنفی کی فروعات پر مشتمل ہے۔

علامہ حسام الدین علی بن احمد بن مکی الرازی نے ''خلاصة الدلائل فی تنقیح المسائل'' کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔

۲۶: علامہ عبدالقادر بن محمد القرشی نے ''الطرق والوسائل'' کے نام سے

ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

شرح الکبیر کی تخریجات

امام غزالی نے ''الوجیز'' کے نام سے فقہ شافعی میں ایک مختصر کتاب لکھی۔ علامہ رافعی نے الشرح الکبیر کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔اس کتاب کی احادیث کی بھی متعدد تخریجات کی گئیں، جن کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

البدر المنیز ابن ملقن

۲۷: علامہ سراج الدین عمر بن ملقن نے''البدر المنیرفی تخریج الاحادیث والاثار الواقعة فی الشرح الکبیر'' کے نام سے سات جلدوں میں اس کی ضخیم تخریج لکھی پھر خود ہی چار جلدوں میں'' خلاصة البدر المیز'' کے نام سے اس کی تلخیص کی پھراس میں بھی مزید کانٹ چھانٹ کر کے''متقی خلاصة البدر المنیر'' کے نام سے مختصر رسالہ تیار کیا۔

التلخیص الحبیر

۲۸: ابن حجر نے بھی ''التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث شرح الوجیز الکبیر'' کے نام سے اس کی تخریج مرتب کی ہے۔

۲۹: سیوطی نے بھی''نشر العبیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر'' کے نام سے تخریج لکھی ہے۔

تخریج عز الدین: بدرالدین

۳۰: ان کے علاوہ قاضی القضاۃ عز الدین ابوعمر عبدالعزیز بن قاضی القضاۃ بدر الدین محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الکنانی الحموی الشافعی، جوسن ۷۶۷ھ کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اوران کے پوتے بدر الدین یا عز الدین محمد بن شرف الدین ابوبکر بن عبدالعزیز بن جماعۃ الکنانی شافعی، متوفی ۸۱۹ھ نے بھی شرح کبیر کی احادیث

کی تخریج کی ہے۔

تخریج زرکشی

۳۱: اسی طرح علامہ زرکشی یعنی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن بہادر بدر الدین زرکشی نے بھی اس کی تخریج میں خامہ فرسائی کی ہے۔ علامہ بدرالدین زرکشی ترکی الاصل ہیں لیکن بعد میں مصر میں سکونت کی وجہ سے مصری کہلاتے ہیں فقہی فروع میں مذہب شافعی کے پیرو تھے اور مختلف علوم وفنون میں کئی کتابوں کے مالک ہیں، سن ۷۹۴ھ کو فوت ہوئے اور قرافہ صغریٰ میں دفن ہوئے۔

تخریج وسیط ابن ملقن

۳۲: الوسیط امام غزالی کی فروع فقہ میں تالیف ہے اس کی بھی علامہ سراج الدین ابن ملقن نے "تزکرۃ الاخیار بما فی الوسیط من الاخبار" کے نام سے تخریج کی ہے جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔

تخریج مہذب: حازمی

۳۴، ۳۵: مہذب بھی فقہ شافعی کا ایک جلیل القدر متن ہے، جس کے مؤلف ابواسحاق شیرازی ہیں۔ اس کی تخریج کرنے والوں میں ابن ملقن کے علاوہ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی بھی شامل ہیں۔

تخریج احیاء العلوم: عراقی، ابن قطلو بغا

احیاء العلوم امام غزالی کی جلیل القدر، نہایت مفید اور متنوع تالیف ہے۔ اس کی احادیث کی تخریج ابوالفصل زین الدین عبدالرحیم عراقی نے کی ہے۔

۳۶، ۳۷: عراقی کی اس پر دو تخریجیں ہیں: ایک ضخیم اور ایک صغیر اور ان میں سے چھوٹی ہی زیادہ متداول اور رائج ہے۔

۳۸: اس کے علاوہ قاسم بن قطلو بغا نے "تحفه الاحیاء بمافاته من

تخریج الاحیاء'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں عراقی سے رہ جانے والی احادیث کی تخریج کی ہے۔ ابنِ قطلو بغا نے اس کے علاوہ شیخ سہروردی کی جلیل القدر کتاب ''عوارف المعارف'' کی احادیث کی تخریج کا کام بھی سرانجام دیا ہے۔

تخریج النصیحة الکافیة: شیخ زروق

۳۹: ''النصیحۃ الکافیۃ'' شیخ زروق کی کتاب ہے، جس کی تخریج ابوالحسن علی بن احمد الحریشی الفاسی نے کی ہے، جن کا ذکر پہلے آچکا ہے لیکن اس تخریج میں ان کا بنیادی اور غالب مرجع وماخذ سیوطی کی جامع صغیر وکبیر ہے۔

تخریج الصحاح: جوہری

۴۰: ''الصحاح'' امام جوہری کی فن لغت میں ایک مشہور کتاب ہے۔ اس میں ضمناً واستشہاداً آنے والی احادیث کی علامہ سیوطی نے ''فلق الاصباح فی تخریج أحادیث الصحاح'' کے نام سے تخریج کی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی کتب تخریج ہیں۔

عوام میں رائج روایات کے متعلق کتابیں

ذخیرہ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل بلکہ خاص اہمیت کی حامل ہیں، جن کا مقصد ایسی احادیث وروایات کی تحقیق کرنا ہے، جو عام طور پر لوگوں میں حدیث ہونے کے حوالے سے مشہور ہو جاتی ہیں اور ہر خاص وعام کی زبانوں پر جاری ہوتی ہیں، چاہے وہ حقیقت میں حدیث ہو یا نہ ہو، اس سے غرض نہیں جیسے

المقاصد الحسنة: سخاوی

۱: ''القاصد الحسنة فی بیان الکثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة'' یہ حافظ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی کی تالیف ہے۔

''تمییز الطیب'': شیبانی

۲: جس کا بعد میں ان کے شاگرد ابوالضیا عبدالرحمٰن بن دیبع شیبانی نے ''تمییز الطیب من الخبیث فی مایدور علی الأنسة من الحدیث'' کے نام سے اختصار کیا ہے۔

۳: ان کے علاوہ ایک اور صاحب نے بھی ''الدرة اللامعة فی بیان کثیر من الاحادیث الشائعة'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

اختصارات زرقانی

۴: اس کے علاوہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان زرقانی جو مصر کے باشندے اور مالکی مذہب کے پیرو تھے اور مصر کے علاقوں میں خاتمہ المحدثین کے لقب سے معروف تھے ان کے بھی اس پر دو اختصار ہیں ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا، چھوٹا ہی زیادہ رائج اور متداول ہے۔

الوسائل السنية: ابو الحسن منوفي

۵:اس کا پورا نام ''الوسائل السنية من المقاصد السخاوية والجامع والزوائد الاسيوطية'' ہے۔اس کے مؤلف علامہ سیوطی کے شاگرد ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن خلف منوفی ہیں ،جن کی پیدائش مصر میں ہوئی اور مذہب مالکی کے پیرو تھے۔انہوں نے بعض علماء کو صفر المظفر ،سن ۹۳۷ھ کو اجازت دی اور صفر، سن ۹۳۹ھ کو دارِفانی سے کوچ کر گئے۔یہ مشہور رسالہ کے مؤلف بھی ہیں۔

التذكرة في الاحاديث المشتهرة على الالسنة : زركشي و سيوطي

۶:''یہ علامہ بدرالدین کی تالیف ہے،۔علامہ سیوطی نے اسی پر کچھ اضافوں کے ساتھ اس کی تلخیص کی ہے،جس کا نام:''الدرر المنتشرة فی الاحادیث المشتھرة'' ہے۔

البدر المنير : عبدلوهاب شعراني

۷:پورا نام:''البدر المنیر فی غریب أحادیث البشیر والنذیر'' جس میں دو ہزار تین سو کے قریب احادیث ہیں، جو حروفِ تہجی کی ترتیب سے مرتب ہیں۔اس کے مؤلف قطبِ زمانہ عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی ہیں، جو مصر کے باشندے اور شافعی مذہب کے پیرو تھے۔ویسے ان کی نسبت انصاری ہے اور انہوں نے خود اپنی بعض کتابوں میں یہ ذکر کیا ہے کہ وہ حسنین کریمین کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے سب سے افضل بیٹے یعنی حضرت محمد بن حنیفہ کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔علامہ شعرانی سن ۹۷۳ھ کو مصر میں ہی وفات ہوئی۔علامہ نے اپنی یہ کتاب سیوطی کی جوامع اور سخاوی کی مقاصد حسنہ کے انتخاب سے تیار کی ہے۔

چند دیگر کتب کا مختصر تعارف

۱۔الغماز علی اللماز: مصنف جلال الدین

۲۔تسہیل عز الدین محمد بن احمد خلیلی قادری شافعی

متوفی ۱۰۵۷ھ کی تالیف ہے۔

۳۔أسنی المطالب فی أحادیث مختلفة المراتب

یہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن درویش الحوت بیروتی کی کتاب ہے جسے ان کے بیٹے علامہ ابو زید عبدالرحمٰن الحوت بیروتی نے جمع کیا ہے۔ اسی کتاب کے جامع یعنی عبدالرحمٰن اس (میرے) زمانے تک زندہ ہیں۔

فتاوی پر مشتمل کُتُبِ احادیث

ذخیرۂ احادیث میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں، جو فتاویٰ کے نام سے معروف ہیں جیسے

فتاویٰ حدیثیة: ابن تیمیہ (گمراہ)

ا: امام تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ ابن تیمیہ الحرانی دمشقی حنبلی، جو مشہور محدث جامع اور متعدد کتابوں کا مؤلف ہے۔ ان کی شہرت عالم میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ وہ تین سو مصنفات کا مؤلف ہے۔ سن ۷۲۸ھ کو دمشق میں فوت ہوا اور قبرستان صوفیاء میں اپنے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں دفن ہوا۔

ابن تیمیہ کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں: میں نے متون کے اس قدر حاضر رکھنے اور انہیں مراجع کی طرف منسوب کرنے میں اس قدر حاضر دماغ کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ سنت ان کے ہر وقت سامنے اور زبان پر رہتی تھی اور اندازِ تعبیر بالکل صاف ستھرا تھا۔

اور علامہ سخاوی نے اپنے فتاویٰ میں ان الفاظ سے تعریف کی ہے کہ ان کا حافظہ اور وسعتِ علمی قابلِ رشک ہے، جس کا اقرار سب نے کیا ہے۔

فتاویٰ عسقلانی

۲۔ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی

سخاوی

۳۔ فتاویٰ ابوالخیر السخاوی جس کا نام ''الاجوبة المرضية عما سئلت عنه

من الاحادیث النبویة'' ہے

سیوطی

۴۔فتاویٰ جلال الدین سیوطی

امام سیوطی کی'' الحاوِی للفتاوِی'' کے نام سے بھی ایک کتاب ہے، جس میں انہوں نے بیاسی (۸۲)استفتاء اور خط نقل کیے ہیں، جن میں انہوں نے اہم موضوعات پر فتاویٰ دیئے ہیں۔

فتاویٰ ھیتمی

۵۔اور ایک فتاویٰ ابن حجر الہیتمی بھی ہے۔

جس کے مؤلف مفتی حجاز شہاب الدین ابو الفضل احمد بن محمد بدر الدین بن محمد شمس الدین بن علی نور الدین ابن حجر الہیتمی ہیں۔ہیتمی مصر کے مغربی علاقوں میں ایک محلے ابوالہیتم کی نسبت سے ہے۔اس محلے میں علامہ کی پیدائش ہوئی۔علامہ ہیتمی بعد میں مکہ منتقل ہو گئے تھے جہاں پر ۹۷۵ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ابن حجر ہیتمی کا فقہی مسلک شافعی تھا۔

۶۔اس کے علاوہ ابو العلاء ادریس بن محمد عراقی فاسی کے بھی حدیث کے موضوع پر فتاویٰ ہیں۔

احادیث متواترہ کی کتابیں

کتبِ حدیث میں وہ کتاب بھی شامل ہیں، جن کا موضوع خاص قسم کی حدیث کو جمع کرنا ہے، مثلاً: متواتر احادیث پر مشتمل کتب جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔الفوائد المتكاثرة فی الاخبار المتواترة

جو کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف ہے۔ علامہ سیوطی نے خود ہی اس کا ''الازهار المتناثر فی الأخبار المتواترة'' کے نام سے اختصار بھی لکھا ہے۔ اس میں علامہ سیوطی کے بقول سو(۱۰۰) احادیث ہیں اور میں (مصنفِ کتاب ہذا سید محمد بن جعفر الکتانی) نے اس کی حدیثوں کو شمار کیا تو وہ ایک سو بارہ بنی ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ زائد ملحق ہیں، اصل کتاب کا حصہ نہیں۔

۲۔اللئالی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترة

یہ مسند شام علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن طولون صالحی دمشقی کی تالیف ہے، طولون ترکی نام ہے ابن طولون حنفی المسلک عالم تھے۔ سن ۹۴۳ھ کو فوت ہوئے، ابوالفیض علامہ محمد مرتضی حسنف زبیدی حسینی جو مصر کے رہنے والے تھے، انہوں نے لقط اللئالی المتناثرہ کے نام سے ابن طولون کی اس کتاب کی تلخیص بھی کی ہے۔

۳۔نظم المتناثر من الحديث المتواتر

یہ میری اپنی (مصنفِ کتاب ہذا سید محمد بن جعفر الکتانی) کی تالیف ہے۔ میں نے اس میں تین سو دس (۳۱۰) ایسی احادیث اکٹھی کی ہیں، جو لفظاً یا معناً متواتر ہیں۔

حدیث پر مشتمل تفسیریں اور شروحات

حدیث اور علومِ حدیث کی کتابوں کے ذیل میں تفسیر، شروحِ حدیث اور فقہ وغیرہ کی وہ کتابیں بھی آجاتی ہیں، جن کے مولفین کو حدیث میں گہری بصیرت بھی ہے اور اس سے متعلقہ امور میں وہ خوب کھل کر لکھتے ہیں جیسے

تفسیر ابن کثیر

۱۔حافظ عماد الدین ابن کثیر کی تفسیر جو دس جلدوں پر مشتمل ہے۔اس میں ایسی احادیث اور آثار بہت کثرت سے ہیں، جن کی مکمل اسناد باحوالہ ہیں اور صحت وضعف کے حوالے سے بھی کلام ہے۔

سیوطی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' کے ذیل اور زرقانی نے ''شرح مواہب'' میں لکھا ہے کہ تفسیر ابن کثیر جیسی کتاب نہیں لکھی گئی یعنی تفسیر ابن کثیر واقعتاً بے مثل تفسیر ہے۔

الدر المنثور للسیوطی

۲۔''الدر المنثور فی التفسیر بالماثور'' یہ علامہ سیوطی کی تالیف ہے جسے علامہ نے زمانے کی ضروریات کے مطابق تفسیر کبیر مسند سے تلخیص کیا ہے کیونکہ بعد کے ادوار میں ذوق تطویل کی بجائے اختصار اور صرف متون پر اکتفاء کرنے میں بدل گیا سیوطی کی یہ تالیف چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔علامہ سیوطی اس میں احادیث کو اصل مراجع کے حوالے کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

الاستذکار :ابن عبدالبر

۳۔پورا نام:''الاستذکار فی شرح مذاهب علارء الامصار ممارسه مالک فی موطه میں الرای والاثار'' ہے۔اس کے مولف حافظ المغرب ابوعمر بن

عبدالبر ہیں۔

۴،۵۔اسی طرح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی فتح الباری جو بخاری شریف کی شرح ہے اور علامہ عینی کی عمدۃ القاری۔عینی کا پورا نام، قاضی القضاۃ بدرالدین ابومحمد وابوالثناء محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی ہے،عینی کی بجائے ان کو عینتابی بھی کہا جاتا ہے، جو حلب سے تین منزل دور ایک خوبصورت شہر (جس میں بہت اعلیٰ قلعہ بھی ہے) عین تاب کی طرف نسبت ہے۔علامہ عینی قاہرہ کے رہنے والے تھے اور فقہی مسلک حنفی تھا، سن ۸۵۵ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔کہا جاتا ہے کہ بخاری کی شرح کا قرض جو امت کے ذمے تھا، وہ ابن حجر وعینی نے چکا دیا ہے۔

فیض القدیر : مناوی

علامہ سیوطی کی کتاب الجامع الصغیر پر علامہ عبدالروف مُناوی نے دو شرحیں لکھیں: ایک بڑی، جس کا نام" فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر"ہے۔ یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور دوسری چھوٹی جس کا نام تیسیر ہے۔یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

فتح القدیر:ابن ہمام

یہ علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود کی تالیف ہے، جو ابن ہمام کے نام سے معروف ہیں۔ابن ہمام حنفیہ بلکہ اپنے دور کے تمام علماء میں بڑے بلند پایہ فقیہ اور عالم تھے۔روم کے شہر سیوا اس کی نسبت سے یہ سواسی بھی کہلاتے ہیں اور اسکندریہ کی وجہ سے اسکندری بھی۔سن ۸۶۱ھ کو فوت ہوئے۔

فتح القدیر فقہ حنفی کی مشہور کتاب' ہدایۃ شرح بدایۃالمبتدی ''پر علامہ ابن الہمام کے حاشیہ کا نام ہے۔علامہ کا یہ حاشیہ احادیث کی تخریج اور ان پر مدلل کلام کے ساتھ بھرا ہوا ہے۔

التقریر التحبیر: ابن امیر الحاج

''التحریر'' علامہ ابن الہمام کی اصول فقہ پر مختصر اور جلیل القدر کتاب ہے۔ اس کی دو اہم شرحوں میں سے ایک شرح ''التقریر و التحبیر'' ہے، جو شمس الدین قاضی ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی حنفی، ۸۷۹ھ کی تالیف ہے۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بھی احادیث کی تخریج، ان کی اسناد کے بیان اور آئمہ فن کی تخریج کے ساتھ بھری پڑی ہے۔

شرح احیاء العلوم: مرتضی زبیدی

احیاء العلوم، امام غزالی کی تالیف لطیف ہے۔ علامہ ابوالفیض محمد مرتضی واسطی زبیدی نے اس کی شرح لکھی۔ علامہ زبیدی بعد میں مصر میں اقامت پذیر ہو گئے تھے اس لیے مصری کی نسبت بھی ان کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ ان کا فقہی مذہب حنفی اور نسب کے اعتبار سے حَسَنی سادات کرام سے تعلق رکھتے تھے۔ علامہ زبیدی کی یہ کتاب بھی احادیث سے بھری ہوئی ہے۔ اس کی ضخامت دس سے اوپر جلدوں میں ہے۔

نیلُ الاوطار: شوکانی

اس طرح اسی فہرست کی نمایاں کتابوں میں علامہ محمد بن علی شوکانی کی کتاب ''نیل الاوطار من اسرار منتقی الاخبار'' بھی ہے، جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ کتاب بھی احادیث کے طُرُق جمع کرنے، ان کے استقصاء واستعیاب اور تخریج حوالہ جات میں کمال کی چیز ہے۔

کتبِ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ذخیرۂ حدیث میں ان کتابوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے، جن کا موضوع جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے خصائص ومزایا کا بیان کرنا ہے،۔ان میں سے کچھ کتابوں کا تو پہلے ذکر ہو چکا ہے؛ اس لیے یہاں مابقی کا ذکر کیا جائے گا۔

۱۔سیرۃ ابو الفتح :ابن سید الناس

ابن سید الناس کی سیرۃ کے موضوع پر دو کتابیں ہیں: ایک چھوٹی ہے جس کا نام: ''نور العیون فی تلخیص سیرۃ الامین والمامون'' ہے یہ بڑی کتاب کا اختصار ہے اور دوسری بڑی ہے جس کا نام ''عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر'' ہے۔ ان کی چھوٹی کتاب یعنی ''نور العیون'' پر ابن العجمی کے پوتے علامہ برہان الدین ابراہیم بن محمد بن خلیل حلبی کا حاشیہ بھی ہے جو ''نور النہر اس فی شرح سیرۃ ابن سید الناس'' کے نام سے معروف ہے۔

۲۔الدرر فی اختصار المغازی والسیر مصنف:ابوعمر بن عبدالبر

۳۔خلاصۃ سیر سید النبیین :مصنف: محبّ الدین طبری

اس کتاب کوانہوں نے بارہ کتابوں کے انتخاب اور چناؤ سے اکٹھا کیا ہے۔

زادالمعاد: ابن قیم الجوزیۃ

۴۔''زاد المعادفی ھدی خیر العباد''

یہ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن ایوب بن سعید بن حریز الزرعی الدمشقی کی تالیف ہے، جوابن قیم الجوزیہ کے نام سے معروف ہیں۔

ابن قیم کا فقہی مذہب حنبلی تھا۔ سن ۷۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی یہ کتاب

دو جلدوں میں بھی ملتی ہے اور تین میں بھی۔

۵۔الزهر الباسم في سيرة المصطفى أبي القاسم

جو سیرت مغلطائی کے نام سے معروف ہے۔ یہ علامہ علاء الدین مغلطائی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا انہیں کی قلم سے ''الاشارة الى سيرة المصطفى 'و تاريخ من بعده من الخلفاء'' کے نام سے اختصار بھی ہے۔

سيرة كلاعي

۶۔اس کا پورا نام: ''الاکتفاء فی مغازی المصطفی و الثلاثة الخلفاء'' ہے۔

اس کے مؤلف ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ بن سلیمان بن حسان حمیدی کلاعی بلنسی ہیں، جو مشہور اور بلند پایہ محدث تھے، اندلس کے علاقوں میں حدیث کے ساتھ کمال درجے کے اعتناء اور بصیرت میں مشہور تھے، کلاعی متعدد تصانیف کے بھی مالک ہیں۔ بیس ذی الحجہ سن ۶۳۴ھ کو دشمن کے علاقوں میں شہید ہوئے۔ ابوعبداللہ محمد بن عبدالسلام النبانی متوفی ۱۱۶۳ھ نے پانچ، چھ جلدوں میں اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

سيرة ذهبي

۷۔''السيرة السرية في شمائل خير البرية'': یہ علامہ ذہبی کی تالیف ہے۔

سيرة ابن جماعة

۸،۹۔السيرة الكبرىٰ

یہ عزالدین ابوعمر عبدالعزیز بن محمد بن جماعۃ کی تالیف ہے۔ ان کی اس کے علاوہ ''السیرۃ الصغریٰ'' بھی ہے۔

سيرة قطب الدين

۱۰۔السيرة: یہ قطب الدین حافظ ابو محمد عبدالکریم بن عبدالنور بن منیرہ بن

عبدالکریم بن علی حلبی کی تالیف ہے، جو مفتی مصر کے نام سے معروف تھے یہ پہلے حلبہ کے باشندے تھے پھر مصر منتقل ہو گئے۔ فقہی مذہب حنفی تھا اور عام لوگوں میں شیخ نصر کے بھانجے کے نام سے معروف تھے، ۔سن ۷۳۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

السیر ۃ: نورالدین

۱۱۔السیرۃ: یہ شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن احمد بن علی حلبی کی تالیف ہے جو قاہرہ کے رہنے والے تھے اور فقہی مذہب شافعی تھا سن ۱۰۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

اس سیرۃ کا نام ''انسان العیون فی سیرۃ الأمین والمامون'' ہے، جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ شیخ کی یہ کتاب ابوالفتح ابن سید الناس کی کتاب کی تلخیص ہے۔

السیر ۃ: ابنِ حجر

۱۲۔السیرۃ: حافظ ابن حجر العسقلانی

سبل الھدی والرشاد

۱۳۔اس کا پورا نام:: ''سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد و ذکر فضائلہ وأعلام نبوتہ وأفعالہ وأحوالہ فی البدء والمعاد'' ہے یعنی اس کتاب میں خیر الانام ﷺ کی سیرۃ، آپ کے فضائل وخصائص، آپ کی نبوت کی نشانیاں ودلائل اور ابتداء وانتہا میں آپ کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔اس کتاب کے مؤلف خاتمۃ المحدثین شمس الدین محمد بن وسف ابن علی شامی صالحی ہیں، جو دمشق کے رہنے والے تھے، بعد میں قاہرہ میں مقیم ہو گئے۔ان کی یہ کتاب چار سے زیادہ بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل ہے۔

میں (مصنفِ کتاب ہذا سید کتانی) نے اس کے کچھ حصے دیکھے ہیں۔واقعہ یہ ہے کہ ان کی یہ کتاب متاخرین کی سیرۃ نبوی پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے بہترین

کتاب ہے، مؤلفِ کتاب کی یہ کاوش تین سو سے زیادہ کتابوں کا انتخاب ہے، جس میں وہ صحیح قابل اعتماد اور نادر چیزیں ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔

یہ کتاب سات سو سے زیادہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کے آخر میں مؤلف نے مشکل الفاظ کے معانی اور مبہم الفاظ کے ضبط کے ساتھ ساتھ قابلِ اشکال باتوں کی وضاحت کا بھی اہتمام کیا ہے۔

اس کتاب کو ان کے شاگرد محمد بن محمد بن احمد فیشی مالکی نے خود مصنفِ کتاب کے مسوّدے وغیرہ سے مؤلف کی نہج اور اسلوب سے ترتیب دیا ہے۔اس کی ابتداء سرایا کے درمیان سے ہے۔اس کام سے وہ ۹۷۱ھ کو فارغ ہوئے۔

مؤلف کتاب یعنی علامہ شمس الدین شامی کی اس کتاب کے علاوہ بھی درج ذیل کچھ اہم تالیفات ہیں۔

۱۔''الآيات العظيمة الباهرة فی معراج سيد اهل الدنيا والاخرة''

آپ نے اس کو سترہ ابواب پر ترتیب دیا ہے پھر بعد میں کچھ مزید چیزیں ملیں تو انہیں ''الفضل الفائق'' کے نام سے اس کے ساتھ ملحق کر دیا۔

۲۔''عقود الجمان فی مناقب أبی حنيفة النعمان''(امام اعظم ابو حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فضائل ومناقب)

۳۔'' الفوائد المجموعة فی الاحاديث الموضوعة''

۴۔''الاتحاف بتميز ماتبع فيه البيضاوی صاحب الكشاف''

مؤلفِ کتاب ،علامہ سیوطی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ چنانچہ اپنی اس سیرت میں وہ علامہ سیوطی کے حوالے سے بھی بہت سی چیزیں نقل کرتے ہیں۔ان کی وفات کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

الابتهاج: غیطی

الابتہاج فی الکلام علی الاسراء والمعراج: یہ نجم الدین ابوالمواہب محمد بن احمد بن علی بن ابوبکر سکندری کی تالیف ہے جو بعد میں مصر منتقل ہو گئے تھے، مصر میں ایک جگہ غیطہ عدۃ میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے غیطی بھی کہلاتے تھے، مذہب شافعی تھا، سن وفات ۹۸۱ھ ہے۔

نظم سیرت نبوی :علامہ عراقی

''الدررالسنیة فی نظم السیرة النبویة'' یہ ہزار شعروں میں پرویا ہوا منظومہ ہے۔

علامہ عبدالروف مناوی نے اس کی ایک مفصل ومبسوط شرح لکھی پھر خود ہی اس کی تلخیص کی، جس کا نام ''الفتوحات السبحانیة'' ہے۔

پھر شیخ ابوالارشاد نورالدین علی بن زین العابدین محمد بن عبدالرحمٰن بن علی الاجہوری مالکی، متوفی سن ۱۰۶۶ھ نے دو جلدوں میں اس کی شرح لکھی ہے۔

پھر شیخ ابوعبداللہ محمد الطیب بن عبدالحمید بن عبدالسلام بن کیران فاسی، متوفی ۱۲۲۷ھ نے ایک ضخیم جلد میں اس کی شرح لکھی ہے۔

المواهب اللدنية:قسطلانی

المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة یہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابوبکر بن عبدالملک بن احمد الخطیب القسطلانی کی تالیف ہے۔ قسطلانی مشہور محدث ہیں۔ مصر کے رہنے والے تھے اور فقہی مذہب شافعی تھا۔ سن ۹۲۳ھ کو مصر میں فوت ہوئے اور جامع ازہر کے قریب مدرسہ عینی میں دفن ہوئے۔ قسطلانی کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب پر ابوالضیاء نورالدین علی بن علی بشراملسی کا حاشیہ بھی ہے، جو کشف الظنون کے بیان کے مطابق پانچ اور دوسرے علماء کے بقول

چار جلدوں پر مشتمل ہے۔شبراملس مرکب بنائی ہے، شبرا (کسری کے وزن پر) ملس کی طرف مضاف ہے، یہ مصر میں ایک گاؤں کا نام ہے، اسی کی نسبت سے یہ شبراملسی کہلاتے ہیں اور قاہرہ میں رہنے کی وجہ سے قاہری کہلاتے تھے اور جامع ازہر سے فارغ التحصیل ہونے کی وجہ سے ازہری کی بھی نسبت رکھتے تھے۔ان کا فقہی مذہب شافعی تھا۔ سن ۱۰۸۷ھ کو فوت ہوئے۔

اسی طرح ملا علی قاری شمس محمد ابن احمد شوبری شافعی مصری، متوفی ۱۰٦۹ھ اور ابراہیم بن محمد المیمونی مصری شافعی متوفی ۱۰۷۹ھ کے بھی حواشی ہیں اور شیخ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مالکی مصری نے آٹھ جلدوں میں اس کی شرح لکھی ہے۔

التنویر: ابن دحیہ بلنسی

پورا نام: ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' ہے۔یہ حافظ ابوالخطاب عمر بن حسن بن علی بن محمد بن دحیہ کلبی اندلسی بلنسی کی تالیف ہے۔بلنس اندلس کے مشرقی علاقوں میں ایک شہر کا نام ہے؛ اسی کی وجہ سے یہ بلنسی کہلاتے ہیں۔

ابن دحیہ ٦۳۳ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے اور سفح مقطم میں دفن ہوئے۔ان کی اس کتاب کے علاوہ بھی متعدد تالیفات ہیں۔

الدر النظیم: ابن طغربک

پورا نام: ''الدر النظیم فی مولد النبی الکریم'' ہے۔یہ مشہور امام اور جلیل القدر محدث، علامہ سیف الدین ابوجعفر عمر بن ایوب بن عمر الحمیدی ترکمانی دمشقی حنفی المعروف ابن طغربک کی تالیف ہے۔ابن طغربک ''نطق مفہوم'' کے مؤلف بھی ہیں۔''المواهب اللدنیة'' میں بھی ان کے حوالہ سے گفتگو موجود ہے اور اس کا شارح بھی بہت دفعہ ان سے تعرض کرتا ہے لیکن ان کی وفات کا تذکرہ نہیں کیا۔

''نطق مفہوم'' میں مؤلف احادیث کو اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

جامع الاثار: دمشقی

پورا نام: ''جامع الآثار فی مولد المختار'' ہے۔ یہ حافظ شمس الدین محمد بن ناصر دمشقی کی تالیف ہے، جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

الوفاء: سمہودی

پورا نام: ''الوفا بما یجب لحضرۃ المصطفیٰ'' ہے۔ یہ سید نور الدین ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد بن ابوالحسن علی حسنی سمہودی کی تالیف ہے۔ سمہودی کی نسبت سمہود شہر کی وجہ سے ہے، جو کہ مولف کی جائے پیدائش ہے، بعد میں مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے مَدَنی بھی کہلاتے ہیں۔ سمہودی کا فقہی مذہب شافعی تھا۔ سن ۹۱۱ھ کو مدینہ منورہ میں ہی فوت ہوئے۔ سمہودی ہی ''وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ'' جیسی اہم کتاب کے مؤلف ہیں۔

توثیق العریٰ: بارزی

پورا نام: توثیق عری الایمان فی تفصیل حبیب الرحمٰن'' ہے۔ یہ فضائل نبوی پر کتاب ہے۔ اس کے مؤلف شرف الدین ابو القاسم ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم البارزی ہیں۔ یہ دراصل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الشفاء'' کی تلخیص ہے، جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔

شانِ نبوت کی خصوصیات وامتیازات پر کتابیں

"شفاء الصدور فی اعلام نبوة الرسول و خصائصه" (نبوت کی نشانیاں اور خصوصیات وامتیازات) یہ الامام الخطیب ابوالربیع سلیمان بن سبع بستی کی تالیف ہے۔

کتاب الخصائص

یہ ابوالخطاب ابن دحیہ کلبی اندلسی کی تالیف ہے، جس کا نام ''غایة السول فی خصائص الرسول'' ہے۔اس کے دو جز ہیں، جو ایک ہی جلد میں یکجا ہیں۔ اس طرح سراج الدین ابن ملقن نے بھی ''غایة السول فی خصائص الرسول'' کے نام سے خصوصیاتِ نبوت پر ایک کتاب لکھی ہے۔ مزید چند کتابیں فہرست وار مختصر تفصیل کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔اللفظ المکرم بخصائص النبی المحترم: یہ قطب الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن خضیر الخیضری شافعی کی تالیف ہے۔

۲۔الأنوار بخصائص النبی المختار: ابن حجرِ عسقلانی۔

۳۔ کفایة اللبیب فی خصائص الحبیب: جلال الدین سیوطی۔

اس میں علامہ سیوطی نے یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بیس سال تک خصائص کی تلاش وجستجو جاری رکھی حتی کہ ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہوگئی۔امام سیوطی کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پھر خود ہی انہوں نے اس کی'' نموذج اللبیب فی خصائص الحبیب '' کے نام سے تلخیص کی ہے۔اسی طرح علامہ عبدالوہاب شعرانی نے بھی اس کا اختصار کیا ہے۔

''نموذج'' پر علامہ عبدالرؤف مناوی کی دو شرحیں بھی ہیں: ایک چھوٹی ،جس کا

نام :''فتح الرؤف المجیب'' ہے۔ دوسری بڑی:''توضیح فتح الرؤف المجیب'' کے نام سے ہے، جوایک جلد پر مشتمل ہے۔ان کے علاوہ بھی بہت سے علماء نے خصائص کے موضوع پرقلم اٹھایا ہے۔

اُسماء صحابہ کے موضوع پر لکھی گئی کتابیں

حدیث اور علومِ حدیث کے ذخیرۂ کتب میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں، جن میں اسماء صحابہ بیان کیے گئے ہیں۔ بنیادی کتب کا تو پہلے ذکر آ ہی چکا ہے یہاں ان کے علاوہ کچھ دیگر اسی موضوع سے متعلق کتابیں ذکر کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے علامہ ابن عبدالبر کی کتاب ''الاستیعاب فی اسماء الأصحاب'' پر لکھے جانے والے ذیول اور اختصارات کو لیجئے۔

الاستیعاب کے مختصرات

۱۔ ''اعلام الاصابة بأعلام الصحابة'': جس کے مصنف محمد بن یعقوب بن محمد بن احمد خلیلی ہیں۔

۲۔ ''روضة الاحباب فی مختصر الاستیعاب'': یہ شہاب الدین احمد بن یوسف بن ابراہیم الاذرعی المالکی کی تالیف ہے۔

۳۔ ''تهذیب الاستاتصب'': ابن ابی طیی یحیٰی بن حمیدہ حلبی، متوفی ۶۳۰ھ۔

الاستیعاب'' کے ذیولات

۱۔ ذیل الاستیعاب: ابواسحاق بن امین، جو اگلے صاحبِ ذیل کے ہم عصر ہیں۔

۲۔ ذیل الاستیعاب: ابوبکر محمد بن ابوالقاسم خلف بن سلیمان بن خلف بن محمد بن فتحون اندلسی، متوفی ۵۱۷ھ۔

یہ بڑا جامع ذیل ہے اور پچھلے ذیل کے مقابلے میں بہتر ہے۔ اس میں مؤلف نے یہ ذکر کیا ہے کہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب میں ۳۵۰۰ صحابہ کا ذکر کیا ہے یعنی وہ جن کے نام یا کنیت سے ذکر کیا ہے اور انہیں اس میں وہم ہوا ہے نیز یہ کہ انہوں نے اس کا

استدراک کیا کہ ان کی شرط کے موافق اتنی ہی تعداد کے قریب قریب اسماء صحابہ ابن عبدالبر نے چھوڑ بھی دیئے ہیں، جن کو صاحبِ ذیل نے ذکر کر دیا ہے۔ اس ذیل کے مؤلف بن فتحون عیاض کے شیوخ میں سے ہیں؛ کیونکہ انہوں نے اپنی فہرست اور ثبت میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مجھے ابن عبدالبر کی کتاب پر لکھی ہوئی اپنی دونوں کتابوں یعنی "کتاب التنبیه" اور " کتاب الذیل " کی اجازت دی ہے۔

۳۔ ذیل الاستیعاب: ابوالحجاج یوسف بن محمد بن مقلد الجماہری التنوخی شافعی، متوفی ۵۵۸ھ۔

انہوں نے اپنے استدراک میں ان حضرات کو لیا ہے جن کا ذکر استیعاب میں نہیں آیا۔ اس ذیل کا نام "الارتجال فی أسماء الرجال" ہے۔

۴۔ ذیل الاستیعاب: ابوالقاسم محمد بن عبدالواحد غافقی غرناطی ملاحی، متوفی ۶۱۹ھ۔

أسد الغابة للجزری کے اختصارات

"اسد الغابه فی معرفةا لصحابة" عزالدین ابوالحسن ابن اثیر الجزری کی تالیف ہے۔ اس کے بھی متعدد اختصار ہیں۔

۱۔ مختصر اسد الغابة: امام نووی

۲۔ مختصر اسد الغابة: محمد بن محمد الکاشغی نحوی لغوی، متوفی ۷۰۵ھ۔

۳۔ مختصر اسد الغابة: یہ علامہ ذہبی کی تالیف ہے، جس کا نام "التجرید" ہے، جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں علامہ نے کتاب کا اختصار بھی کیا ہے اور ضروری اضافے بھی کیے ہیں۔ اس میں تقریباً آٹھ ہزار حضرات کا ذکر ہے۔

۴۔ الاصابه فی تمییز الصحابه: ابن حجر

اسماء صحابہ پر لکھی گئی کتب کی فہرست میں حافظ ابن حجر کی کتاب "الاصابة" کو بھی

نمایاں مقام ہے۔اس کا پورا نام:"الاصابة فی تمییز فی عدالصحابة" ہے۔

حافظ صاحب نے اس میں ابن عبدالبر کی "الاستیعاب" پھر اس کے ذیول: "اسد الغابة" اور "التجرید" وغیرہ کو جمع کرنے کے علاوہ بہت سا اضافہ بھی کیا ہے لیکن مبہمات پر کام کرنے سے پہلے ہی اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

علامہ سیوطی نے "الاصابۃ" کا "عین الاصابة فی معرفةالصحابة" کے نام سے اختصار بھی کیا ہے۔ کتابوں میں مذکور صحابہ کی تعداد سے متعلق امام سیوطی نے "تدریب الراوی" میں عراقی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرماتے ہیں: باوجود صحابہ پر لکھنے والے حضرات آپ کی زندگی میں فوت ہونے والوں، آپ کے ساتھ رہنے والوں اور آپ کے دور میں جو بچے تھے، ان سب کو لیتے ہیں لیکن پھر بھی تمام کتابوں میں دس ہزار صحابہ تک بھی تعداد نہیں پہنچتی یعنی اس قدر استقراء کے باوجود بھی کتابوں میں درج ہونے والوں کی تعداد دس ہزار (۱۰،۰۰۰) سے کم ہے۔

شہروں اور علاقوں کی تحقیق میں لکھی گئی کتابیں

علوم حدیث کی کتابوں میں ان کتابوں کی بھی اہمیت ہے جن میں راویوں کے حالات بیان کیے جاتے ہیں اور ان کے ناموں اور علاقوں کی تحقیق کی جاتی ہے، البتہ یہ کتابیں ماقبل ذکر کردہ کتابوں کے علاوہ ہیں جیسے

معجم البلدان: یاقوت حموی

ا۔معجم البلدان: یہ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی کی تالیف ہے، جو جائے پیدائش کے اعتبار سے حموی نسل کے اعتبار سے رومی اور سکونت کے اعتبار سے بغدادی ہیں۔سن ٦۲٦ ھ کو حلب شہر کے باہر رباط میں ان کا انتقال ہوا۔

اس کتاب کا موضوع یا مقصد شہروں، پہاڑوں، وادیوں، جنگلوں، بستیوں، محلوں، علاقوں، سمندروں، دریاؤں، بتوں، مورتیوں اور سمندروں تک کے نام اور ان کے تعارف کو بیان کرنا ہے یعنی یہ اپنے دور میں گویا جغرافیہ کا انسائیکلوپیڈیا تھا۔

اور یاقوت حموی کی اس کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں، مثلاً:

ا۔المقتضب فی أنساب العرب:

۲۔المشترک وضعاً المختلف صقعاً بڑی مفید کتاب ہے۔

معجم البلدان: ابن عساکر

اسی طرح ”معجم البلدان فی معرفة المدن والقری والخراب والعمار والسهل والوعرمن کل مکان“ کے نام سے علامہ ابوالقاسم ابن عساکر نے بھی ایک کتاب تالیف کی ہے پھر خود ہی اس کا اختصار کیا اور اس کا نام: ”مراصد الاطلاع علی أسماء الامکنة والبقاع“ رکھا ہے۔

اسی طرح علامہ سیوطی نے یاقوت حموی کی معجم کا اختصار کر کے اس کا بھی یہی نام رکھا تھا لیکن وہ اس کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکے تھے۔

قرة العين: عبدالغنی

پورا نام: ''قرةالعين فی ضبط أسماء رجال الصحيحين'' ہے۔ یہ علامہ عبدالغنی بن صفی الدین احمد بن محمد بن علی بحرانی شافعی کی تالیف ہے، جو شوال ۱۱۷۳ھ کو اس کی تالیف سے فارغ ہوئے، اسی قبیل سے ذہبی کی ''مشتبه الاسماء والنسبة'' اور حافظ ابن حجر صاحب کی ''تبصير المنتبه فی تحرير المشتبه'' بھی ہے، ان کے متعلق تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

تهذيب الأسماء واللغات: نووی

اسی فہرست میں محدث شام، ولی اللہ، محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی شافعی، متوفی ۶۷۶ھ کی کتاب ''تهذيب الاسماء واللغات'' بھی ہے۔

نووی نے اس کتاب میں مختصر مزنی، مہذب، وسیط، تنبیہ، وجیز اور روضہ، ان تمام کتابوں کے الفاظ کو جمع کر دیا، نووی کا کہنا یہ ہے کہ یہ چھ کتابیں تمام ضروری لغات و الفاظ کو جامع اور محیط ہیں، پھر ان الفاظ کے ساتھ ساتھ وہ تمام ضرورت کے الفاظ بھی اکٹھے کر دیئے ہیں جن کا ان کتب میں کسی بھی حوالے سے ذکر آتا ہے، روایت کے ضمن میں ہو یا بغیر روایت کے خواہ وہ مسلم ہوں یا کافر نیک ہوں یا بدکار، مرد ہوں یا عورتیں، ملائکہ ہوں یا جنات سب کے نام اکٹھے کر دیئے۔

اور اس لحاظ سے نووی نے کتاب کے دو حصے کر دیئے ہیں ایک میں یہی اسماء ہیں اور دوسرے میں لغات یعنی الفاظ ومعانی۔

بہرکیف نووی کی یہ کتاب اپنے موضوع پر بڑا عمدہ کام ہے، اسی طرح علامہ محمد طاہر پٹنی کی بھی اسماء رجال کے ضبط میں ایک کتاب ہے جس کا نام مغنی ہے، اس طرح

قاموس اوراس کی شرح تاج العروس میں بھی اسماء رواۃ اور بلدان کا صحیح تلفظ بتانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اس موضوع پر متعدد کتابیں ہیں جن کا پیچھے ''المو تلف والمختلف '' کے ضمن میں ذکر آچکا ہے۔

کتاب الهداية : کلاباذی

اسی طرح حافظ کلاباذی کی کتاب ''کتاب الهداية و الارشاد فی معرفة اهل الثقة والسداد الذين أخرج لهم الامام محمد بن اسماعيل البخاری فی جامعه '' کے نام سے کتاب ہے، جس میں ان رواۃ کا تذکرہ ہے جن سے امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں روایات لی ہیں، حافظ کلاباذی کا نام ابونصر احمد بن محمد بن حسین بن حسن بن علی بن رستم بخاری کلاباذی ہے جو نہایت مضبوط محدث اور اپنے زمانے میں ماوراء النہر کے علاقوں میں سب سے زیادہ علم اور حافظے والے تھے۔ ان کی پیدائش ۳۰۶ھ کو اور وفات ۳۹۸ھ کو ہوئی۔

کتاب التعدیل: ابوالولید باجی

بخاری کے رجال کے حوالے سے ابوالولید سلیمان بن خلف باجی (م۴۷۴ھ) نے بھی کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''کتاب التعديل والتجريح لمن روى عنه البخاری فی الصحيح '' ہے۔

اور ابوبکر احمد بن علی بن محمد اصبہانی جو ابن منجویہ کے نام سے معروف ہیں، انہوں نے رجال مسلم کو جمع کیا ہے۔

اور ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی نے دونوں کے رجال کو جمع کر کے کتاب لکھی جس میں بنیادی طور سے ابن منجویہ اور ابونصر کی ہی کتاب کو اکٹھا کیا اور اس پر استدراک کیا۔

بلقيني شافعي

ان کے علاوہ سراج الدین ابوحفص عمر بن رسلان بن نصر البلقینی کی بھی کتاب ہے بلقین مصر میں حلہ کے قریب ایک قصبے کا نام ہے، جس کی نسبت سے یہ بلقینی کہلاتے ہیں۔ بلقینی شافعی المہذب عالم تھے۔ شیخ الاسلام اور علامۃ الدنیا کے لقب سے معروف تھے۔ سن ۸۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

اسی طرح ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن طبری المعروف لال کائی اور شہاب الدین ابوالحسین احمد بن احمد بن احمد بن حسین بن موسی کردی ھکاری، متوفی ۷۶۳ھ کی بھی اس موضوع پر کتاب ہے، ھکاری کی اس کے علاوہ سنن اربعہ کے رجال پر بھی کتاب ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر کی بھی ہے، اسی طرح صحیحین میں مروی عنہ صحابہ کے حالات میں عماد الدین ابوزکریا یحییٰ بن ابوبکر عامری یمنی متوفی ۸۹۳ھ کی بھی کتاب ہے اور ان کی اس کے علاوہ "**بهجة المحافل و بغية الأماثل في تلخيص السير والمعجزات و الشمائل**" کے نام سے سیرۃ نبوی پر بھی کتاب ہے۔

ان کے علاوہ ابوعلی حسین بن محمد غسانی، جو جیانی کے نام سے معروف ہیں اور مشہور محدث ہیں، انہوں نے سنن ابوداؤد کے رجال پر ایک کتاب لکھی ہے۔

اسی طرح علماءِ مغرب میں سے متعدد حضرات نے ترمذی اور نسائی کے رجال پر کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے ایک حافظ ابومحمد الدورقی ہیں۔ ان کی ان دونوں کتابوں میں سے ہر ایک کے رجال پر الگ سے کتاب ہے۔

الکمال: مقدسی، ابن النجار

اس کے علاوہ بعض حضرات نے یہ کیا کہ صحاح ستہ کے تمام کے تمام رجال کو اکٹھا کر دیا جیسے ابن النجار البغدادی نے "**الكمال في معرفة الرجال**" کے نام سے سب کو اکٹھا کر دیا اور برہان الدین حلبی نے "**نهاية السول في رواة الستة الاصول**" کے

نام سے جمع کیا اور حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی نے ”الکمال فی اسماء الرجال“ کے نام سے چار جلدوں میں اکٹھا کیا ہے۔

تہذیب الکمال: مزی

اور حافظ ابوالحجاج مزی نے اس کی تہذیب و تنقیح کر کے اس کو ”تہذیب الکمال فی اسماء الرجال“ کا نام دیا جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

بقول تاج الدین سبکی اہل علم اس بات پر بیک زبان متفق ہیں کہ اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور ایک دوسرے صاحب علم کا یہ کہنا ہے۔

یہ بہت بڑی کتاب ہے۔ ایسی کتاب نہ لکھی گئی اور نہ ہی لکھی جا سکتی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مزی اس کو مکمل نہ کر سکے تھے اور بعد میں مغلطائی نے اس کو مکمل کیا پھر ہر مقبول اور مبسوط کتاب کی طرح مزی کی اس جلیل القدر کتاب کے بھی اختصارات لکھے گئے۔

تذہیب التہذیب: علامہ ذہبی

سب سے پہلے علامہ ذہبی کا اختصار ہے جسے انہوں نے ”تذهيب التهذيب“ کا نام دیا پھر اس تذہیب کا اختصار کر کے ”الکاشف“ نام رکھا۔ علامہ ذہبی کے علاوہ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی ساعدی، مولود ۹۰۰ھ نے بھی کچھ اضافوں کے ساتھ تہذیب کا اختصار لکھا، جو ”خلاصة التهذيب“ کے نام سے ہے۔ مؤلف نے ۹۲۳ھ یہ کام کیا تھا (یعنی ۲۳ سال کی عمر میں)۔

تہذیب التہذیب: حافظ ابن حجر

ذہبی کے علاوہ حافظ ابن حجر نے بھی بہت سے اضافوں اور فوائد کے ساتھ تہذیب الکمال کا اختصار لکھا ہے، جس کا نام ” تهذيب التهذيب “ ہے۔

پھر خود ہی اس کی ایک تصنیف لطیف کی صورت میں تلخیص کی جس کا نام

"تقریب التهذیب" ہے۔ حافظ صاحب کی اس کے علاوہ تہذیب میں نہ ذکر ہونے والے رواۃ پر کتاب الثقات کے نام سے بھی کتاب ہے لیکن یہ پوری نہیں ہوسکی اور "فوائد الاحتفال فی احوال الرجال المذکورین فی البخاری زیادة علی تهذیب الکمال" یعنی ان رجال اور راویوں کا تذکرہ جو بخاری میں ہیں لیکن تہذیب میں نہیں۔ یہ کتاب ان کے اضافے پر مشتمل ہے، جوایک جلد پر پھیلا ہوا ہے۔

ان کے علاوہ امام سیوطی کی بھی" زوائد الرجال علی تهذیب الکمال" کے نام سے کتاب ہے۔ اسی طرح ابن ملقن کی "اکمال تهذیب الکمال فی اسماء الرجال" کے نام سے اور حافظ مغلطائی کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے۔

تعجیل المنفعة: حافظ ابن حجر

یہ حافظ ابن حجر کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ "تعجیل المنفعه بزوائد رجال الائمة الاربعه" کے نام سے بھی رجال پر ایک کتاب ہے، جس میں کتبِ ستہ کے علاوہ ان رواۃ کا تذکرہ ہے، جن سے آئمہ اربعہ کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں روایت لی گئی ہے اور حافظ شمس الدین محمد بن علی بن حسن دمشقی حسینی نے "التذکرة فی رجال العشرة" کے نام سے دس کتابوں کے رواۃ جمع کردیئے ہیں۔

التعریف برجال المؤطا

اس کے مولف ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ ابن احمد بن محمد جو کہ ابن الحذا تمیمی کے نام سے مشہور تھے۔ سن ۴۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ یہ کتاب چار اسفار پر مشتمل ہے۔

رجال مؤطا: سیوطی

اس کے علاوہ امام سیوطی کی بھی "اسعاف المبطابرجال المؤطا" کے نام سے مؤطا کے رجال پر ایک کتاب ہے۔

رجال طحاوی: عینی

علامہ طحاوی کی ''شرح معانی الاثار'' کے رجال پر علامہ عینی نے ''مغانی الاخیار فی رجال معانی الاثار'' کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی ہے۔اسی طرح شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی نے بھی ''الایثار فی رجال معانی الاثار '' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

رجال شمائل: لقانی

شمائل کے رجال اور رواۃ پر علامہ ابوالامداد ابرہان الدین ابراہیم بن حسن لقانی مالکی نے ''بھجۃالمحافل واجمل الوسائل بالتعریف برواۃ الشمائل'' کے نام سے ایک جلد میں کتاب لکھی ہے۔علامہ لقانی ۱۰۴۱ھ کو حج سے واپسی پر فوت ہوئے۔

کتا ب الثقات: ابن قطلو بغا

اسی طرح علامہ ابن قطلو بغا حنفی نے ''کتاب الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستته'' کے نام سے ان رواۃ کا تذکرہ کیا ہے جو ثقہ اور بااعتماد ہیں لیکن کتب ستہ میں ان کا ذکر نہیں۔

اور مشکوۃ المصابیح کے مؤلف نے بھی خود رجالِ مشکوۃ پر کتاب لکھی ہے۔

ضعفاء ومجروحین پر لکھی گئی کتابیں

اسماء رجال کی کتابوں میں جیسے ثقہ راویوں کے لیے علیحدہ کتب اور مدونات ہیں، ایسے ہی ان کے مقابل ضعفاء، متروکین، مدلسین اور مجہول وغیرہ جیسی صفات والے راویوں کے لیے بھی علیحدہ سے مستقل کتب موجود ہیں۔ ذیل میں ان کی فہرست نمبروار ملاحظہ فرمائیں۔

قانون الموضوعات: طاہر پٹنی

۱۔ ''قانون الموضوعات فی ذکر الضعفاء والوضاعین'' یعنی ضعفا اور من گھڑت راویوں کا تذکرہ جو محدثِ ہند علامہ محمد طاہر پٹنی کی تالیف ہے۔

۲۔ ''کتاب الضعفاء والمتروکین'': یعنی ضعیف اور وہ راوی جن کی روایت نہیں لی گئی، اس میں ان کا تذکرہ ہے۔ یہ علامہ ابن جوزی کی تالیف ہے۔

التکمیل: ابن کثیر

۳۔ ''التکمیل فی أسماء الثقات والضعفاء والمجاهیل'': یہ ثقہ ضعیف اور مجہول تینوں قسم کے راویوں کا تذکرہ ہے۔، جو حافظ عماد الدین ابن کثیر کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے مزی کی ''تہذیب الکمال'' اور امام ذہبی کی ''میزان الاعتدال'' کو کچھ اضافوں کے ساتھ جمع کرنے کے علاوہ امام ذہبی کی ہی دوسری کتاب: ''المغنی فی الضعفاء وبعض الثقات'' کو لیا ہے۔ ابن کثیر کی یہ تصنیف ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اس میں علامہ صرف ایک ہی لفظ میں راوی کے متعلق صحیح ترین رائے ذکر کر دیتے ہیں، بہر کیف ابنِ کثیر کی یہ کتاب بڑی ہی عمدہ ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی کا اس پر ایک ذیل بھی ہے۔

امام ذہبی کی اس کے علاوہ ''دیوا ن الضعفاء''،''معرفة الرواة المتکلم فهیم بمالا یوجب الرد'' کے نام سے بھی کتابیں ہیں۔

''اللئالی المصنوعة'' اور علامہ جلال الدین سیوطی کا اس پر ایک ذیل ہے، ان ان دونوں میں جن جن رواۃ کا ذکر ہے، ان کے حالات کا تذکرہ اور تحقیق علامہ الوہاب بن محمد غوث بن محمد بن احمد المدراسی نے ''کشف الأحوال فی نقد الرجال'' کے نام سے کی ہے۔

اسی طرح حافظ برہان الدین حلبی نے''الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث'' کے نام سے من گھڑت روایات کرنے والوں کا علیحدہ سے تذکرہ کیا ہے۔ حلبی کی اس کے علاوہ '' التبیین الأسماء المدلسین'' اور'' الاغتباط بمن رمی بالاختلاط'' کے نام سے بھی رجال کے بعض خاص پہلوؤں پر دو علیحدہ سے کتابیں ہیں۔ اسی فہرست میں حافظ ابن حجر کی مدلسین پر تعریف''أهل التقدیس بمراتب الموصفین بالتدلیس'' کے نام سے بھی کتاب ہے۔ ضعفا و متروک راویوں پر کتابیں تو بے شمار ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

وفیات کی کتابیں

ذخیرۂ کتبِ علومِ حدیث خصوصاً وفیات کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں کی بھی خاص اہمیت ہے؛ کیونکہ اس کے ذریعے کسی راوی کی دوسرے سے ملاقات کی صحت اور امکان کو جانچا جاسکتا ہے، چند کتابیں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ درالسحابۃفی وفیات الصحابۃ: صاغانی

۲۔الاعلام بوفیات الاعلام: ذہبی

۳۔التکملہ لوفیات النقلۃ: حافظ ذکی الدین عبدالعظیم المنذری

۴۔تاریخ الوفاۃ للمتاخرین من الرواۃ: ابوسعدالسمعانی

۵۔ کتاب الوفیات: ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مندہ

اس میں بہت استیعاب واستقصاء سے کام لیا گیا ہے۔امام ذہبی فرماتے ہیں: میں نے اس سے زیادہ کسی کتاب میں استیعاب نہیں دیکھا۔

علوم حدیث کی تین اہم چیزیں

ابوعبداللہ محمد بن ابونصر حمیدی جو ''الجمع بین الصحیحین'' کے مؤلف ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے کہ علومِ حدیث میں تین چیزیں ایسی ہیں جن کا پہلے مرحلے میں ہی اہتمام ہونا ضروری ہے۔وہ تینوں یہ ہیں۔

ا۔کتاب العلل کا موضوع یعنی روایت کے اندر خفیہ علت اور خرابی کیا ہے۔اس موضوع پر امام دارقطنی کی ''کتاب العلل'' سب سے عمدہ کتاب ہے۔

۲:المؤتلف والمختلف کا موضوع یعنی وہ اسماء جن میں تلفظ، کتابت اسم، کنیت وغیرہ کے حوالے سے اشتراک اور ظاہری مشابہت ہولیکن حقیقت میں اختلاف ہو۔اس

موضوع پر متقدمین کی نسبت بہترین کتاب ابن ماکولا کی ہے۔

۳: تیسرا موضوع وفیاتِ شیوخ ہے لیکن اس میں کوئی کتاب نہیں ہے۔ تدریب الراوی میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ کتاب نہ ہونے سے حمیدی کی مراد یہ ہے کہ استقصاء اور استعیاب والی کوئی کتاب نہیں ورنہ اس موضوع پر ابن زبر اور ابن قانع کی کتابیں ہیں۔ ابن زبر کی کتاب پر پھر درج ذیل حضرات نے یکے بعد دیگرے ذیل بھی لکھے ہیں،: (۱) عبدالعزیز بن احمد کتانی (۲) ابومحمد الاکفانی (۳) ابوالحسن بن مفض (۴) منذری (۵) سید عز الدین احمد بن محمد حسینی (۶) محدث احمد بن ایبک دمیاطی (۷) حافظ ابوالفضل عراقی۔

وفیاتِ ابن قانع اور ابن زبر

میں (مصنفِ کتاب ہذا، سید محمد کتانی) امام سیوطی کی اس عبارت کی تفصیل کرتے ہوئے) کہتا ہوں: وفیات پر قاضی ابوالحسین عبدالباقی بن قانع بغدادی نے لکھا، جو کہ مشہور محدث تھے۔ ان کی وفات سن ۳۵۱ ھ کو ہوئی اور وفیات میں ان کی آخری نقل ۳۴۶ ھ کی ہے یعنی خود اپنی وفات سے پانچ سال قبل۔

اسی طرح قاضی ابوسلیمان محمد بن ابومحمد عبداللہ بن احمد بن ربیعہ بن زبر الربعی دمشقی نے بھی وفیات پر کتاب لکھی۔ ابن زبر محدث دمشق کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کے والد ابومحمد بن زبر بھی زبردست محدث اور مضبوط مصنف تھے۔ ابن زبر کی وفات ۳۷۹ ھ کی ہے۔

ذہبی فرماتے ہیں: ابن زبر کی وفیات پر سنین کے اعتبار سے مشہور کتاب ہے، جس میں انہوں نے عہد رسالت میں سے ہجرت سے لیکر ۳۳۸ ھ تک کی وفیات بیان کی ہیں۔

کتبِ وفیات کے ذیولات

پھر اس پر ابومحمد علامہ عبدالعزیز بن احمد بن محمد بن علی کتانی تمیمی، متوفی ۴۶۶ ھ

، جو دمشق کے باشندے اور صوفی و بلند پایہ محدث تھے، انہوں نے ذیل لکھا ہے۔

پھر کتانی کے ذیل پر ان کے شاگرد رشید محدث دمشق ابو محمد ہبتہ اللہ بن احمد الانصاری اکفانی، متوفی ۵۲۴ھ نے چھوٹا ذیل لکھا، جو بیس سے لے کر ۴۸۵ھ ہجری تک کی وفیات پر مشتمل ہے، اس کا نام ''جامع الوفیات'' ہے پھر اکفانی کے ذیل پر شرف الدین ابوالحسن علی بن مفضل بن علی المقدسی ثم الاسکندری مالکی نے ذیل لکھا۔ مقدسی مشہور محدث اور متعدد تصانیف کے مالک ہیں سن ۶۱۱ھ کو قاہراہ میں فوت ہوئے اور ان کا یہ ذیل ۵۸۱ھ تک کی وفیات پر مشتمل ہے پھر ابن مفضل کے ذیل پر علامہ ذکی الدین ابومحمد عبدالعظیم منذری نے ذیل لکھا منذری کا یہ ذیل بہت بڑا مضبوط اور مفید کام ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ ''بغیۃ الوعاۃ'' میں لکھا ہے کہ یہ ایک جلد میں ہے، جس کا نام: "التکملة لوفیات النقلة" ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ مذکورہ کتابوں میں بہت سے لوگوں سے اہمال اور غفلت ہوئی ہے اور انہوں نے خود ان کے ذکر کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

پھر منذری کے ذیل پر ان کے شاگرد حافظ سید عزالدین ابوالعباس یا ابوالقاسم احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن حسینی، متوفی ۶۹۵ھ نے ذیل لکھا ہے۔ عزالدین پہلے حلب کے رہنے والے تھے، بعد میں مصر منتقل ہو گئے، ؛اس لیے حلبی اور مصری کی نسبت سے یاد کیے جاتے ہیں۔ سید عزالدین کا یہ ذیل ایک جلد پر مشتمل ہے۔

پھر سید عزالدین کے اس ذیل پر شہاب الدین ابوالحسن احمد بن ایبک بن عبداللہ حسامی نے ذیل لکھا ہے۔ ابن ایبک ''دمیاطی'' کے نام سے مشہور تھے۔ ان کا یہ ذیل ۷۴۹ھ تک ہے، جو طاعون کا سال ہے۔ اسی سال رمضان میں طاعون کی حالت میں یہ فوت ہوئے۔

پھر ابن ایبک کے ذیل پر علامہ ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم عراقی نے ذیل

لکھا، جوسن ۶۲۵ھ تک کے وفیات پر ہے۔

پھران کے ذیل پر ان کے بیٹے ابوزرعہ عراقی نے ذیل لکھا یہاں تک کہ وہ ۸۲۶ھ کوفوت ہو گئے۔

سخاوی کہتے ہیں: لیکن جو میں نے ذیل لکھا ہے، اس میں مستقل طور پر ۸۷ھ تک وفیات ہیں، البتہ بعد میں کچھ صفحات ہیں، جو منتشر ومتفرق ہیں اور بعد کے متاخرین کے ذیول، متقدمین کی نسبت مفصل بھی ہیں اور مفید بھی، البتہ ترتیب میں سنین کے حساب سے ہیں۔

اصول حدیث کی کتابیں

علومِ حدیث میں بہت اہم اور بنیادی کتابیں وہ ہیں، جن میں مصطلح الحدیث یا اصول حدیث کے حوالے سے مواد ہے۔ اس موضوع پر تو مکتبوں کے مکتبے بھرے پڑے ہیں۔ چند ایک اہم ترین بنیادی کتابوں کا یہاں ہم تعارف کروا رہے ہیں۔

اصولِ حدیث پر ابتدائی کاوشیں

سب سے پہلے حافظ ابومحمد رامہرمزی نے اس موضوع پر لکھا لیکن ان کا کام ظاہر ہے ابتدائی کاوش تھی اس لیے فطری بات ہے کہ من کل الوجوہ ابحاث کا احاطہ نہ ہوسکا۔

پھر ان کے بعد ابوعبداللہ حاکم آئے انہوں نے حدیث کی قسموں میں سے پچاس اقسام بیان کیں لیکن یہ بھی استیعاب نہ کر سکے بلکہ ان کی کتاب تہذیب و تنقیح کے مرحلے سے بھی نہ گزر سکی۔

مقدمہ ابن الصلاح کی مرکزیت

پھر ان کے بعد ابوعمرو عثمان ابن الصلاح نے کتاب ''علوم الحدیث لکھی۔ اس میں انہوں نے حدیث کی پینسٹھ (۶۵) قسمیں ذکر کیں اور تہذیب بھی کی اور اپنی کتاب میں وہ تمام مفید چیزیں اکٹھی کر دیں، جو دیگر کتب میں متفرق طور سے موجود تھیں۔ ان کے استقصاء اور اہتمام کو دیکھتے ہوئے فنِ اصول کے شائقین ان کی اس کتاب پر بخوشی ٹوٹ پڑے۔

بہت سے لوگوں نے اس کو نظم کا جامہ پہنایا دوسرے کچھ لوگوں نے اس کے اختصار لکھے کچھ نے استدراکِ مباحث کیا۔ کچھ نے اسی پر اکتفا کیا اور کچھ اس کے معارضے ومقابلے میں لکھنے لگے، کچھ پھر اس کے حق میں لکھنے بیٹھ گئے۔

حضرات ثلاثہ کے نکات

زین الدین، بدرالدین زرکشی اور حافظ ابن حجران تینوں جلیل القدر محدثین میں سے ہر ایک کے ''مقدمہ ابن الصلاح'' پر نکات ہیں۔ عراقی کے نکات کا نام: ''التقیید والایضاح لما أطلق وأغلق من کتاب ابن الصلاح'' ہے، جو ایک جلد پر مشتمل ہے اور حافظ ابن حجر کے نکات کا نام: ''الافصاح علی نکت ابن الصلاح'' ہے۔

المنہل الروی: ابن جماعۃ

''مقدمہ ابن الصلاح'' کا اختصار لکھنے والی ایک جماعت ہے، جن میں سے ایک مصر کے قاضی القضاۃ بدر الدین محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعہ کنانی حموی ہیں۔ جو شافعی المذہب تھے اور سن ۷۳۲ھ کو مصر میں فوت ہوئے اور قرافہ میں دفن ہوئے۔ اس اختصار کا نام: ''المنہل الروی فی الحدیث النبوی'' ہے پھر ان کے پوتے عزالدین محمد بن ابوبکر بن عبدالعزیز بن بدر الدین بن جماعہ کنانی نے ''المنہج السوی فی شرح المنہل الروی'' کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔

التقریب: نووی

''مقدمہ ابن الصلاح'' کے اختصار کرنے والوں میں علامہ نووی بھی شامل ہیں۔ ان کے ابتدائی اختصار کا نام: ''الارشاد'' ہے پھر دوسرے مرحلے میں مزید اختصار کیا تو'' تقریب الارشاد'' نام دے دیا۔ یہی آج کل رائج اور مشہور ومعروف ہے۔

ألفية: عراقی

''مقدمہ ابن الصلاح'' پر زین الدین عراقی، سخاوی اور سیوطی وغیرہ کی متعدد شروح بھی ہیں، بہت سے اضافوں کے ساتھ زین الدین عراقی نے اسے ہزار شعروں میں منظوم کر دیا، جس کا نام: ''نظم الدرر فی علم الأثر'' ہے۔

پھر خود اس کی دو شرحیں لکھیں: ایک طویل اور دوسری مختصر۔ اس کی شرح کرنے والوں میں سخاوی بھی شامل ہیں، جنہوں نے ''فتح المغیث فی شرح ألفیة الحدیث'' کے نام سے شرح لکھی ہے۔ سخاوی کی شرح، ''ألفیة'' کی سب سے بہترین شرح ہے۔ ضبط و اتقان اور تحقیق و استقصاء میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ امام سیوطی نے بھی ''ألفیة'' کی شرح لکھی، جس کا نام ''قطر الدرر'' ہے۔ اسی طرح قطب الدین محمد بن محمد خیضری دمشقی نے صعود المراخی کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔

فتح الباقی: زکریا انصاری

ان کے علاوہ شیخ الاسلام قاضی ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری مصری، جو شافعی المسلک تھے اور سن ۹۲۸ھ کو مصر میں فوت ہوئے۔ انہوں نے بھی '' فتح الباقی بشرح ألفیة العراقی '' کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔

حاشیة عدوی

ان کے علاوہ شیخ علی بن احمد بن مکرم صعیدی عدوی مالکی، جو مصر میں سن ۱۱۸۹ھ کو فوت ہوئے ان کا ''ألفیه عراقی'' پر ایک ہی جلد میں حاشیہ ہے۔

ألفیة: سیوطی

اصولِ حدیث میں جلال الدین سیوطی نے بھی ایک ''الفیة'' لکھا ہے، جو الفیہ عراقی کے قریب قریب ہے۔ اس میں سیوطی نے بہت سے مزید نکات اور فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے۔

شرح نخبة الفکر '' کے حواشی

اصولِ حدیث کی کتابوں میں حافظ ابن حجر کی کتاب ''نخبة الفکر فی مصطلح اهل الاثر '' بھی شامل ہے، جس کی بعد میں مؤلف نے خود ہی '' نزہۃ النظر'' کے نام سے شرح کی ہے۔ ابن حجر کی اس کتاب پر دو حاشیہ ہیں: (۱) شیخ

ابوالامدادا براہیم بن ابراہیم بن حسن اوقانی مالکی کا، جو" قضاء الوطر من نزهة النظر " کے نام سے معرضِ تحریر میں آیا۔ (۲) شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی کی حاشیہ ہے۔

شرح نخبۃ الفکر کی شروحات

شرح نخبۃ الفکر کی متعدد شروحات ہیں، جن کی فہرست یہ ہے:

۱۔"نتیجةالنظر فی شرح نجبة الفکر" یہ خود مصنف کے بیٹے کمال الدین محمد بن احمد بن حجر العسقلانی کی تالیف ہے۔

شرح نخبة: شمنی

۲۔شرح نخبةالفکر

یہ ابن حجر کے ہم عصر عالم، کمال الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ بن محمد بن خلف اللہ بن خلیفہ تمیمی دارمی مالکی شمنی کی تالیف ہے جو مصر کے شہر اسکندریہ کی وجہ سے اسکندری بھی کہلاتے ہیں، بعد میں قاہرہ میں مقیم ہوگئے۔ سن ۸۲۱ھ کو فوت ہوئے،۔ حافظ ابن حجر نے اپنی معجم میں ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے میری کتاب:" نخبة الفکر " کو نظر کا جامہ بھی پہنایا ہے اور اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

شرح الشرح: ملا علی قاری

۳۔"مصطلحات اهل الاثر علی شرح نخبة الفکر" یہ مؤلف کی شرح پر شرح ہے، جو بہت سے قیمتی مواد اور مفید نکات پر مشتمل اور ریہ رائج شرح ہے۔

۴۔"الیواقیت والدرر" یہ علامہ عبدالروف المناوی کی شرح ہے۔

شرح ابوالحسن سندھی

اس طرح شیخ ابوالحسن محمد صادق بن عبدالہادی سندھی مدنی حنفی نے بھی اس کی شرح لکھی ہے۔ شیخ ابوالحسن سندھی جلیل القدر عالم تھے۔ مذہب حنفی تھا۔ بعد میں سندھ سے کوچ کر گئے اور مدینہ منورہ میں مقم ہوگئے تھے۔

نخبة الفکر : منظوم

نخبۃ الفکر کی مقدمہ ابن الصلاح کی طرح مرکزیت و جامعیت کے پیش نظر حواشی اور کثیر تعداد میں شروحات کے ساتھ ساتھ اس کو نظم بھی کیا گیا ہے۔ منظومات یہ ہیں:

شرح شمنی

۱۔ پہلے ناظم وہی علامہ کمال الدین شمنی ہیں، جن کا تذکرہ ابھی شارحین نخبۃ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

شمنی کے بیٹے علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن محمد شمنی قسطنطینی نے پھر اس کی شرح لکھی، جس کا نام: ''العالی الرتبه فی شرح نظم النخبة'' ہے۔ تقی الدین شمنی اصل تو قسطنطنیہ کے تھے، البتہ پیدائش اسکندریہ میں اور نشو ونما اور تربیت قاہرہ میں ہوئی پہلے مالکی مذہب کے پیرو تھے، بعد میں حنفی مذہب اختیار کرلیا۔ تقی الدین شمنی ہی مغنی ابن ہشام کے شارح اور شفاء کے محشی ہیں۔ سن ۸۳۲ھ کو فوت ہوئے۔

منظوم نخبۃ، فاسی

۲۔ ''نخبۃ الفکر'' کے دوسرے ناظم ابو حامد سیدی العربی ابن ابی المحاسن سیدی یوسف بن محمد ہیں، جو جائے سکونت اور لقب کے اعتبار سے فاسی، اصل کے اعتبار سے قصری اور نسباً فہری ہیں۔ سن ۱۰۵۲ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی نظم کا نام: '' عقد الدرفی نظم نخبة الفكر '' ہے، خود ناظم نے اس پر شرح بھی لکھی ہے۔ ناظم کا اس کے علاوہ القابِ حدیث میں "الطرفة" نام سے ایک مختصر منظومہ بھی ہے۔ اس منظومے پر ابو عبداللہ سیدی محمد فتح ابن شیخ الاسلام ابو محمد عبدالقادر بن علی بن ابوالمحاسن سیدی یوسف الفاسی، متوفی ۱۱۱۶ھ کی ایک شرح بھی ہے، جو کہ مشہور اور رائج ہے۔ ہمارے (سید محمد کتانی کے) زمانے میں اس پر متعدد حواشی بھی لکھے گئے ہیں۔

ان میں سے بعض محشین نے مذکورہ کتاب کے حواشی میں ہمارے حواشی ''الطرر''

سے بھی استفادہ کیا ہے۔

ظفر الأماني: عبدالحي لکھنوی

اصول حدیث پر سید ابوالحسن علی بن محمد بن علی حسینی الجرجانی الحنفی کا بھی ایک مختصر رسالہ ہے، جو علوم حدیث کی اہم اور ضروری باتوں کو جامع ہے۔

سید شریف نے اس کو ایک مقدمہ اور مقاصد پر ترتیب دیا ہے۔اس کتاب کا اکثر مواد اصول حدیث میں حسن الطیبی کے خلاصہ سے ماخوذ ہے۔سید شریف جرجانی کے اس رسالہ کی بعد کے زمانے میں ہندوستان کے ایک جلیل القدر عالم ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی ،متوفی ۱۳۰۴ھ نے ''ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی'' کے نام سے نہایت عمدہ اور مفید شرح لکھی ہے۔

قصيدة غزامية

یہ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن فرح بن احمد بن محمد اللخمی الشبیلی کا القاب حدیث پر قصیدہ ہے۔ ابن فرح شافعی المسلک تھے، بعد میں اندلس کی بجائے دمشق میں مقیم ہوگئے تھے۔سن ۶۹۹ھ میں انتقال ہوا۔اس قصیدے کو غرامیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ابتدائی شعر میں ہی ''غرامی صحیح'' کے الفاظ ہیں۔

شروحات غرامیہ

قصیدہ غرامیہ کی متعدد حضرات نے شرح لکھی ہے۔

۱۔شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی۔

۲۔ بدر الدین محمد بن ابوبکر بن جماعۃ اس شرح کا نام زوال الترح بشرح منظومة ابن فرح ہے۔''بغیة الرواۃ'' کے مطابق ان کی اس پر تین شرحیں ہیں۔

۳۔ابوالعباس احمد بن حسین بن علی بن خطیب بن قنفذ القسمطینی متوفی ۸۱۰ھ

۴۔شمس الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن محمد الدلجی العثمانی شافعی ،متوفی ۹۵۰ھ

۵۔محمد بن ابراہیم بن خلیل التتائی المالکی، متوفی ۹۳۷ھ

اصول حدیث میں شیخ عمر بن محمد بن فتوح بیقونی دمشقی شافعی کا بھی ایک منظومہ ہے جو منظومہ بیقونیہ کے نام سے معروف ہے۔

اس منظومے کی بھی متعدد شروحات ہیں:

۱۔شرح شیخ محمد بن صعدان المعروف جادالمولی شافعی حاجری(م۱۲۲۹ھ)

۲۔شرح حموی۔ ۳۔شرح ابن المیت البدیری الدمیاطی

۴۔شرح محمد بن عبدالباقی الزرقانی وغیرہ۔

اصول ومصطلح حدیث کی کتابیں بہت زیادہ ہیں۔ایسی ہی سارے علوم حدیث بڑے تفصیل طلب ہیں اوراس میں آئمہ فن نے ہر ہر پہلو اور گوشے میں انتہاء درجہ کی تحقیق پیش کی ہے۔اس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ''ضعیف'' حدیث کی ایک قسم ہے۔ابو حاتم بن حبان نے اپنی تقسیم میں اس کی انچاس قسمیں بیان کی ہیں اور ابن ملقن کا کہنا ہے کہ اس کی قسمیں دوسو سے بھی زیادہ ہیں۔ یہ ایک قسم کا حال ہے تو باقیوں کا اندازہ خود ہی لگا لیجئے۔

خاتمۃ الکتاب

علوم کی جتنی بھی انواع واقسام ہیں۔ان میں سے سب سے اہمیت اور ضرورت والا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کا علم ہے۔

اس علم کی تفصیل یہ ہے کہ احادیث کے متون اسناد اور اس سے متعلق تمام امور کی معرفت وبصیرت حاصل ہو یعنی ایک طرف حدیث کا متن اور سند معلوم ہو اور دوسری طرف اس کے ساتھ ساتھ اس حدیث اور روایت سے تعلق رکھنے والے تمام ضروری امور معلوم ہوں۔

علمِ حدیث کی اہمیت کی وجہ ظاہر ہے اور وہ اس لیے کہ ہماری شریعت کی بنیاد کتابِ مقدس اور سنتِ مطہرہ ہے پھر کتاب میں سے احکام اور فروعی مسائل سے تعلق رکھنے والی آیات مجمل اور محتاج تشریح وتفسیر ہیں اور ان کی تشریح وتفسیر کا سب سے بڑا ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے،۔اس اعتبار سے دیکھا جائے تو احکام کا تفصیلی مدار سنتِ نبوی ٹھہرتی ہے؛ کیونکہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ (سورۃ النمل، آیت: ۴۴)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو، جو ان کی طرف اترا۔ (کنز الایمان)

اس آیت کے مطابق سنتِ رسول، وحی الٰہی کا بیان اور تشریح ہے، اسی وجہ سے تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مجتہد کے لیے خواہ وہ قاضی ہو یا مفتی احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث کا علم ہونا ضروری ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کی طلب میں لگے رہنا بہت ضروری ہے اور یہ

بڑے اعلیٰ درجے کی نیکی اور عبادت ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ جسے توفیق دے میرے خیال میں اس کے لیے علم حدیث سے بڑھ کر کوئی علم فضیلت نہیں رکھتا''۔

عبداللہ بن مبارک کا بھی اسی طرح ایک مقولہ مشہور ہے اور یہ بات بھی واقعۃ ایسی ہی ہے کہ علمِ حدیث بڑی بلند رتبہ چیز ہے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا، اس کی شرافت وفضیلت کے لیے یہی ایک وجہ کافی ہے، کہ یہ افضل البشر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے افعال واقوال اور احوال پر مشتمل ہے۔

محدثینِ کرام کا مقام ومرتبہ

حضرت شیخ ابو نصر مقدسی نے اپنی کتاب ''**كتاب الحجة على تارك المحجة**'' میں اپنے سے لے کر امام احمد تک متصل سند کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ امام احمد سے سوال کیا گیا: کیا زمین میں اللہ کے نیک بندے ابدال ہیں؟ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: جی ہاں۔ عرض کیا گیا! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: حدیث رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے لوگ ابدال ہیں اور اگر یہ لوگ ابدال نہیں تو پھر دنیا میں کوئی ابدال ہو ہی نہیں سکتا۔ (دیکھیے! **الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد و النجباء والأبدال للسيوطى**)

امام احمد سے یہ بھی پوچھا گیا: یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، ان کا مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جماعت کون سی ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: محدثین کا طبقہ ہے اور اگر یہ نہیں تو کوئی نہیں۔

اور امام شافعی فرماتے ہیں: جب میں محدثین کو دیکھتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔

من جد وجد، کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے:

پھر یہ بھی ظاہر بات ہے کہ اس علم کی تحقیق اور رسوخ اسی کو حاصل ہوسکتا ہے، جو اپنا سب کچھ اسی کے حوالے کردے۔ سارے اوقات اسی میں صرف کردے۔ باقی رہا وہ جو تھوڑا سا حصہ اس طرف دے اور زیادہ توجہ دیگر مصروفیات میں رکھے تو وہ اس علم کی تحقیق اور بحث وتمحیص نہیں کرسکتا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: علم حدیث پوری طرح اس کے ساتھ لگتا ہے جو اپنے آپ کو اسی کے ساتھ خاص کرلے اور دیگر علوم وفنون کو اس کے ساتھ نہ ملائے اور امام شافعی فرماتے ہیں: کیا تم چاہتے ہو کہ حدیث وفقہ بیک وقت ہوں؟ نہیں! اسے بھول جاؤ، یہ نہیں ہوسکتا۔

ایک فن مولا بننا اچھا ہے

اور شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد بن مت انصاری اصبہانی ہروی فرماتے تھے،: علم حدیث تو اس کا کام ہے، جسے اس کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہ ہو۔ اسی وجہ سے جو آدمی سب طرف سے یکسو ہوکر ایک ایک کام میں لگے اور دوسرا سب طرف لگے تو دونوں میں فرق کا ہونا ایک بدیہی بات ہے۔ ایک کو جو اختصاص اور مہارت حاصل ہوگی وہ دوسرے کو نہیں ہوسکتی؛ اسی وجہ سے امام سیوطی اور امام سخاوی کی بات میں حدیث کے حوالے سے کہیں تعارض آجائے تو سخاوی کی بات کو ترجیح دی جاتی ہے؛ کیونکہ امام سخاوی نے اپنے آپ کو حدیث کے ساتھ خاص کیا ہوا تھا اور امام سیوطی ہر فن میں کچھ نہ کچھ استفادہ کرتے رہتے تھے؛ کیونکہ جو آدمی یک فن ہو وہ اپنے اس اختصاصی فن میں دوسرے ہرفن مولا سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ باتیں عام اشخاص کے اعتبار سے ہیں اور کبھی استثنائی صورت میں یہ بھی ہوجاتا ہے کہ ایک ہی شخص میں فقہ بھی ہوتی ہے اور حدیث بھی جیسے ہمارے

امام مالک اور دیگر بعض آئمہ کے ہاں صورتِ حال تھی (جیسے امام الفقہ والحدیث امامِ اعظم اور امامِ اہلسنّت امام احمد رضا رحمہما اللہ تعالی)

اور چونکہ ان علوم میں اتنا تنوع اور وسعت ہے کہ ایک میں بکمالہ جمع ہونا قریب قریب ناممکن ہے اس لیے علماء کہتے ہیں: فقہ، حدیث اور تصوف یہ تینوں علوم ایک آدمی میں بیک وقت کم ہی اکٹھے ہوتے ہیں لیکن جس میں اکٹھے ہوجائیں وہ پھر عام معمولی درجے کا آدمی نہیں رہتا بلکہ وہ یگانہ روزگار بن جاتا ہے۔ زمانہ اس کے پیچھے چلتا ہے اور زمانے کا امام ہوتا ہے۔ لوگ دور دراز سے سفر کر کے اس کی قدم بوسی کو آتے ہیں؛ کیونکہ یہ آدمی بے مثل اور بے نظیر ہوتا ہے۔

علم حدیث کے فضائل اور خصوصیات اور محدثین کے مناقب وامتیازات شمار سے باہر ہیں چنانچہ اس موضوع پر بے شمار تالیفات کی گئی ہیں،۔ہم اپنے اس مختصر رسالہ میں اس پر بس کرتے ہیں۔

دعا

ہم خدا تعالیٰ کی بارگاہِ بے نیاز میں بصد عجز و نیاز دعا گو ہیں کہ حق تعالیٰ ہماری بقیہ زندگی اسی علم کے لیے وقف کردے اور اس علم کی تحصیل و تحقیق میں ہمیں من کل وجوہ لگا دے اور ہمیں شیطان العین کے مکر سے محفوظ رکھے اور ہمیں اس عالی نسب وحسب نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے در کا طفیلی اور آنجناب کے ان خدام میں سے بنا دے، جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پاکیزہ اور نورانی سنت کے خادم ہیں، شرافت اور عزت کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غلامی میں ہیں۔

آمین آمین یا رب العالمین، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین.

تاریخِ فراغت از تالیف: ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ بروز جمعرات

وقد فرغت من ترجمة "الرسالة المستطرفة" بالأردوية یوم الأربعاء من رمضان المبارک سنة أربع و ثلاثین وأربع مائة و ألف من الهجرة علی صاحبها الصلاة والسلام والحمد لله الذی وفق عبده االضعیف بفضله والصلاة والسلام علی نبیه المبعوث بالمعجزات وعلی اله وأصحابه الخصوص بالکرامات والمرجوّ منهم أن یدعو بالعبد الضعیف فی الله تعالی بالخیر والغفران.

هذاما یسره الله تعالی لعبد ه الضعیف المفتقر إلی رحمة ربه المقتدر أبی محمدا مهتاب أحمد العطاری المدنی.

آج بحمد اللہ تعالیٰ ۱۰ رمضان المبارک، ۱۴۳۴ھ۔۲۰۱۳م، بروز جمعۃ المبارک، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ترجمہ باآسانی پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔

ابو محمد مہتاب احمد رضوی عطاری المدنی

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب ورسائل

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم، حج اکبر کی حقیقت، دعاء بعد نمازِ جنازہ

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، تنویر البرہان، فلسفہ اذان قبر،

غیر اسلامی رسومات کے خلاف اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے سو (100) فتاوی

کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں؟ بلائے نجدیہ، ستر استغفارات،

جماعت اسلامی پر ایک تنقیدی جائزہ، شہادت کی فضیلت،

شوال کے چھ روزوں کی شرعی حیثیت، الأربعین،

سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

پسندیدہ تحفہ (فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت)

اس کے علاوہ بھی بہت مفید رسائل وکتب دستیاب ہیں